سلسلة فقه الحديث

طہارت کے جدید و قدیم مسائل

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بإزالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف
دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقه الله

Volume 5/6
جلد پنجم

جدید ایڈیشن
Updated On 10-Jan-2026

نظرِ ثانی
شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

رفعِ حدث

Volume 5/6

جلد پنجم

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو، دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد اللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل، کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔

(رَبّنَا تَقَبّلْ مِنّا)

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لئے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

سلسلة فقه الحديث

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بازالة النجاسة ورفع الحدث

رفعِ حدث

جلد پنجم

مصنف : دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

نظرِ ثانی شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ
خادم الحدیث والافتاء جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی (پھاٹک حبش خان دہلی)

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جملہ حقوق محفوظ
All Rights Reserved

10-Jan-2026

ادارہ "آسک اسلام پیڈیا" اپنی تمام مطبوعات کو اصلاحِ معاشرہ، تزکیۂ اخلاق اور دین کی خدمت کے جذبۂ اخلاص سے شائع کرتا ہے، تاہم طباعتی یا فنی امور میں اگر کوئی انسانی خطا یا سقم رونما ہو جائے تو ادارہ کسی بھی وقت اصلاح اور تصحیح کا مکمل اختیار اور حقوق رکھتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الطهور شطر الإيمان

سلسلۃ فقہ الحدیث
کتاب الطہارۃ
فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث

رفعِ حدث

جلد پنجم

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
پیش لفظ (کتاب الطہارت، رفعِ حدث جلد پنجم)	1
کتاب الطہارۃ کی سابقہ چار جلدوں کا اجمالی تعارف	4
کتاب الطہارۃ کی سابقہ چار جلدوں کا اجمالی جائزہ	4
مقدمہ	7
زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات	9
"سلسلہ فقہ الحدیث، کتاب الطہارۃ، فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث"	10
ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ	10
مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت	10
اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟	10
اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے	11
عصر حاضر میں طہارت کے مسائل	11
طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ	11
مستدل روایات، تحقیق اور تخریج	11

مصادر اور مراجع 11
مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج 11
نظرِ ثانی 12
ہدیہ تشکر 12

مقدمہ ثانیہ

صلاۃ کے لغوی معنی 13
صلاۃ کے شرعی معنی 13
قرآن 13
حدیث 14
صلاۃ (نماز) کی اہمیت 14
نماز کے شرائط 14
صلاۃ (نماز) کے اَرکان 15
صلاۃ (نماز) کے واجبات 16
نماز کے 9 شروط (شرائط) 16
A- شروطِ صحت 16
B- شروطِ وجوب 17
1۔ ازالۂ نجاست، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے 17
2۔ رفعِ حدث سے طہارت، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے 17
نماز میں ستر کے مسائل 17

❖ استقبالِ قبلہ شرط ہے نماز کیلئے 18

سلسلہ فقہ الحدیث فقہ الطہارۃ-(Vol5)

حدث اکبر کے شرعی احکامات (غسل کے شرعی حکام)

(حصہ اول-1) جنابت و جنبی و غسل سے متعلق احکام و مسائل

الباب الاول (وجوبِ غسل کے احکام)

❖ شرمگاہوں کے ملنے پر مرد اور عورت حکمی طور پر۔۔۔ 24
❖ عورت بھی محتلم ہوتی ہے 24
❖ اگر تری یعنی منی کا نشان دیکھیں تو یہ احتلام کی علامت ہے 25
❖ جنبی کے بالوں کا مسئلہ 26
❖ الدرر السنیۃ سے شرح 29
❖ جنبی کے ساتھ ملنا جلنا: جنبی کے ساتھ ملنا جلنا 31
❖ جنابت کی حالت میں ممنوع کام 31
(1) نماز 32
❖ دوم: سنت نبوی ﷺ کے دلائل 32
❖ اجماع کی دلیل 34
(2) الطّواف 34
❖ دوم: سنت رسول ﷺ کے دلائل 34
❖ حدیث سے وجہ دلالت 35
❖ حدیث سے استدلال کی صورت 36

❖ سوم: آثار صحابہ کرام کی دلیل 36
❖ اثر سے وجہ دلالت 37
(3) مسجد میں رکے رہنا 38
❖ دلائل - اول: کتاب اللہ کی دلیل 38
❖ مسجد سے گزرنا؟ 38
❖ کتاب اللہ کی دلیل 39
❖ مقالہ: جنبی اور حائضہ ونفاس کے بعض مشترکہ مسائل 41
❖ تلاوتِ قرآن کے احکامات 41
❖ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 42
❖ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 43
❖ قرآنِ مجید کو بغیر وضو چھونا یا تلاوت 44
❖ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 44
❖ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 45
❖ حائضہ اور جنبی کے لئے تلاوتِ قرآن کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۔۔ 46
❖ حائضہ سے متعلق اَحکامات الدرر السنیۃ سے 47
1۔ پہلا مسئلہ: حائضہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا 47
2- حائضہ کا مصحف قرآنی کو چھونا 48
❖ دلائل - اول: کتاب اللہ کی دلیل 48
❖ آیت سے استدلال کی صورت 48

آثار صحابہ سے دلیل 50
3۔ تیسرا مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا 51
سنت رسول ﷺ کے دلائل 51
حدیث سے وجہ دلالت 52
حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا 52
حدیث سے وجہ دلالت 52
1-حائضہ قرآن کی تلاوت کرنے کا حکم؟--- 52
2-حائضہ قرآن کی تلاوت کرنے کے بارے میں 53
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت دی ہے 53
3-حائضہ کو تلاوت سے منع کرنے والی روایت ضعیف ہے 54
4-امام مالک، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت دی ہے 55
جس موبائیل فون میں قرآنِ مجید ہو اس کو بغیر وضو ہاتھ لگانا 57
الشیخ عبد الرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ کا قول 59
الشیخ صالح الفوازن حفظہ اللہ کا قول 60
جنبی اورِ حائضہ کے لیے قرآن مجید کی تلاوت؟......................... 61

الباب الثانی: غسل سے متعلق احکام ومسائل

غسل کا اجمالی بیان 63
1- غسل کا لغوی معنی 63
2-موجباتِ غسل وشروط غسل 64

3-وہ مواقع جن پر غسل کرنا مستحب ہے 66
4-غسل کی فضیلت 70
5-غسل کی اہمیت 71
✤ پہلی حدیث (حدیث ابو مالک رضی اللہ عنہ) 71
✤ دوسری حدیث: (ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) 71
✤ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا روزانہ غسل کرنا 72
7-پاکی صفائی اختیار نہ کرنے والوں کے لئے عذاب کی وعید 72
8-غسل 73
9-غسل کی قسمیں (باعتبار فرائض اور سنن) 73
✤ 1-غسل وضوء سے کفایت اس وقت کرتا ہے۔۔۔ 76
✤ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 76
10-ارکانِ غسل 79
✤ غسل کے فروض وارکان (واجبات) 79
✤ 11-غسل کامل کے مسنون اعمال 86
✤ کتاب اللہ کے دلائل 89
✤ (عام) غسل کا مسنون طریقہ (جدول) 91
✤ غسلِ جنابت / غسلِ حیض ونفاس، کا مسنون طریقہ (جدول) 93
✤ غسل کا مختصر طریقہ 99
✤ غسل جنابت کا مسنون طریقہ 100

(حصہ دوم-2) حیض، استحاضہ ونفاس سے متعلق 66 احکام ومسائل

- حیض (کے مسائل) 102
- حیض کی لغوی اور شرعی اصطلاح 102
- حیض کا شرعی معنی 103
- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 103
- استحاضہ کی لغوی اور شرعی تعریف 104
- علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کا قول 104
- نفاس کی لغوی اور شرعی اصطلاحی تعریف 105
- نفاس کا لغوی معنی 105
- نفاس کا شرعی اصطلاحی معنی 105
- علامہ الصاحب بن العباد رحمۃ اللہ علیہ کا قول 105
- مسئلہ نمبر:1-عورتوں میں حیض کیسے شروع ہوا؟ 106
- مسئلہ نمبر:2-حیض کا سبب اور اس کی وجہ 108
- مسئلہ نمبر:3-حیض کے خون کا رنگ 110
- مسئلہ نمبر:4-حیض کی پہچان 112
  - استحاضہ اور حیض میں فرق ہے 112
- مسئلہ نمبر:5-مدتِ حیض 113
- مسئلہ نمبر:6-حیض کے خون کے شروعات کی عمر 113
- مسئلہ نمبر:7-حیض کی مدت کتنی ہوتی ہے؟ 114

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 114
مسئلہ نمبر:8- ختم ہونے کی عمر 114
مسئلہ نمبر:9- طہر کی مدت بھی طئے نہیں ہے 117
مسئلہ نمبر:10- حمل کی حالت میں جو خون آتا ہے 117
مسئلہ نمبر:11- طہر کی پہچان (حیض کے ختم ہونے کی علامت) 117

دیگر مسائل

مسئلہ نمبر:12- اگر کوئی عادت کے بر خلاف دنوں میں کمی 117
مسئلہ نمبر:13- اگر خاتون نے پیلا رنگ یا گدلہ رنگ یا پیلے کے درمیان 118
مسئلہ نمبر:14- حیض آنے کی عمر نہ ہو پھر حیض آنا شروع ہو تو کیا حکم ہے؟ .. 119
مسئلہ نمبر:15- اگر صرف خون کا قطرہ نظر آئے 119
حیض سے متعلق احکام و مسائل 120
مسئلہ نمبر:16- حیض کے خون کی خاصیت اور صفت اور نماز و روزہ کا حکم؟ ... 120
مسئلہ نمبر:17- حائضہ عورت پر نماز کی قضا نہیں 120
مسئلہ نمبر:18- حیض میں نماز نہ پڑھنے کے حکم کا سبب 121
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 122
مسئلہ نمبر:19- حائضہ کے لئے کیا جائز اور کیا نا جائز ہے؟ 124
مسئلہ نمبر:20- صلوۃ 124
مسئلہ نمبر:21- قراءۃ القرآن 124
امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 125

مسئلہ نمبر:22-الصوم 125
مسئلہ نمبر:23-جماع حرام ہے 125
دینار کی مقدار 127
مسئلہ نمبر:24-بیت اللہ کا طواف 128
مسئلہ نمبر:25-مسجد میں بیٹھی رہنا 130
مسئلہ نمبر:26-طلاق دینا حرام ہے حیض کی حالت میں 131
مسئلہ نمبر:27-حیض روکنے والی دواؤں کا حکم: جائز ہے (ابن باز رحمۃ اللہ علیہ) 131
مسئلہ نمبر:28-حیض کو دواؤں سے جاری کرنے کا حکم: جائز ہے 131
مسئلہ نمبر:29-مغرب سے پہلے پہلے حیض ہو جائے تو روزے کا حکم 132
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 132
امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 133
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 134
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 135
مسئلہ نمبر:30-رمضان میں فجر سے پہلے پاک ہونے والی خاتون--- 136
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 137
شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول 137
مسئلہ نمبر:31-حیض و نفاس سے پاک ہونے پر دو نمازیں جمع کرنے کا حکم ... 139
مسئلہ نمبر:32-نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد کسی عورت کا حائضہ ہو جانا .. 141
مسئلہ نمبر:33-نماز کا وقت ختم ہونے سے کچھ منٹ پہلے اگر کوئی--- 142

مسئلہ نمبر:34-رمضان میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہونے والی عورت 143
علامہ (زین الدین) ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول 144
شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول 145
مسئلہ نمبر:35-روزہ کی حالت میں دن کے ابتدائی حصے میں حیض آجائے 147
عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا قول 147
مسئلہ نمبر:36-حائضہ کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت حکم 147
مسئلہ نمبر:37-کیا جنبی اور حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں؟ 150
امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 153
مسئلہ نمبر:38- حیض و نفاس کے موقعے پر قرآنِ مجید کو پکڑنے۔۔۔ 155
مسئلہ نمبر:39-حائضہ عورت کے لئے مسجد میں داخلے کا حکم 156
مسئلہ نمبر:40-شوہر کا اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر پر۔۔۔ 159
مسئلہ نمبر:41-حائضہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا اور دیگر امور کا حکم........ 160
مسئلہ نمبر:42-حائضہ کے لئے طواف میں احکامات 162
مسئلہ نمبر:43-حائضہ عورتوں کا دعاء میں شامل ہونا 164
مسئلہ نمبر:44-طوافِ افاضۃ کے بعد اگر کوئی عورت حائضہ ہو جائے 166
مسئلہ نمبر:45-حائضہ کو احرام کا غسل کرتے وقت چوٹی کھول کر نہانے 167
مسئلہ نمبر:46-پاکی کے بعد زردی مائل اور مٹیالے رنگ کے خون کا حکم 172
مسئلہ نمبر:47- حیض و نفاس میں انتقال کرنے والی عورتوں کی نمازِ جنازہ۔۔۔ 173
امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 174

✤ استحاضہ (مسائل) 176
✤ استحاضہ کے احکام و مسائل 176
📖 مسئلہ نمبر:48- حیض و استحاضہ میں فرق 176
📖 مسئلہ نمبر:49- استحاضہ کا معنی 177
✤ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 177
📖 مسئلہ نمبر:50- استحاضہ کے خون کی صفت 177
✤ ابن جزی الکلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 177
📖 مسئلہ نمبر:51- استحاضہ میں خون سے بچاؤ کی تدابیر 178
📖 مسئلہ نمبر:52- ہر نماز کے لیے وضوء کرنا لازم ہے 178
📖 مسئلہ نمبر:53- [نمازوں کو] جمع کر سکتی ہیں 178
📖 مسئلہ نمبر:54- ہر نماز کے لیے وضوء 178
✤ چند ملاحظات 178
📖 مسئلہ نمبر:55- استحاضہ کی حالت میں وضوء 178
📖 مسئلہ نمبر:56- جماع کے جواز 179
📖 مسئلہ نمبر:57- اگر عصری آلات کے ذریعے رحم کو نکالنا 179
📖 مسئلہ نمبر:58- استحاضہ اور حیض میں فرق ہے 179

النفاس (مسائل)

📖 مسئلہ نمبر:59- زیادہ سے زیادہ 40 دن 180
📖 مسئلہ نمبر:60- عورت 40 دن سے پہلے محسوس کرے کہ خون رک گیا ہے . 180

📖 مسئلہ نمبر:61-چالیس دن سے بڑھ کر نفاس کا خون نہیں 180
📖 مسئلہ نمبر:62-نفاس کا خون بالکل نہ آئے 180
📖 مسئلہ نمبر:63-چالیس دن کے اندر نفاس کا خون رکا پھر شروع ہو تو 181
📖 مسئلہ نمبر:64-حمل کے سقوط کے بعد نکلنے والا خون 181
📖 مسئلہ نمبر:65-استحاضہ [جو عورت مرض میں مبتلا ہو] 182
📖 مسئلہ نمبر:66-دورانِ حمل خون کا آنا 183

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(کتاب الطہارت، رفعِ حدث جلد پنجم)

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی زندگی کو پاکیزگی، طہارت اور روحانی بلندی کے اصولوں کے تحت منظم کرتا ہے، یہ محض عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کے ہر قول و فعل، ہر حالت و کیفیت اور ہر مرحلۂ زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے، انہی اصولوں میں سے ایک بنیادی اصول طہارت ہے، جسے رسولِ اکرم ﷺ نے "پاکی ایمان کا حصہ ہے" قرار دیا، طہارت نہ صرف عبادات کی بنیاد ہے بلکہ روحانی ترقی، جسمانی صحت اور معاشرتی پاکیزگی کا ضامن بھی ہے۔

زیرِ نظر کتاب "کتاب الطہارۃ -رفع حدث جلد پنجم" اسی عظیم الشان موضوع پر مشتمل ہے، جس میں جنابت، غسل، حیض، نفاس اور استحاضہ جیسے اہم فقہی مسائل کو قرآن و سنت، آثارِ صحابہ، اجماعِ امت اور معاصر علمائے کرام کی آراء کی روشنی میں نہایت مدلل، جامع اور عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کی شروعات "الباب الاول–جنابت کے احکام" سے ہوتی ہے جس میں جنابت کے اسباب، احکام، ممنوعات اور جنبی شخص کے لیے شرعی حدود کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جنابت کی حالت میں نماز، تلاوت، مسجد میں داخلہ اور دیگر عبادات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس پر قرآن و سنت کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

اس کے بعد "الباب الثانی۔ غسل سے متعلق احکام و مسائل" بیان کئے گئے جس میں غسل کے واجب اور مستحب ہونے کے اسباب، اس کا مکمل طریقہ، ارکان، فضائل اور اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ غسلِ جنابت، غسلِ حیض و نفاس، اور عام غسل کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے تاکہ قاری کو ہر حالت میں شرعی رہنمائی حاصل ہو۔

نیز باب الثانی 66 حیض و نفاس کے مسائل پر بھی مشتمل ہے، جن کا تعلق نہ صرف عبادات بلکہ روزمرہ زندگی کے کئی پہلوؤں سے بھی ہے، ان مسائل میں عورتوں کے لیے نماز، روزہ، قرآن کی تلاوت، مسجد میں داخلہ، طواف، اور ازدواجی تعلقات جیسے اہم امور پر شرعی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ ہر مسئلے کو دلائل کے ساتھ، آسان اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری کو نہ صرف مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو بلکہ اس پر عمل بھی سہل ہو۔

اسلام میں طہارت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کفر سے اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص پر سب سے پہلے غسل فرض کیا گیا ہے چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222) بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان سے محبت کرتا ہے جو بہت پاک رہنے والے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے طہارت کو نماز کی کنجی قرار دیا جیسا کہ حدیث میں ہے محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان

فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ)) نماز کی کنجی طہارت ہے۔(سنن ابن ماجہ:275، "حسن صحیح" الالبانی)۔

تمام عبادات کے لیے طہارت لازم ہے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کو اس کا نعم البدل قرار دیا گیا، تاکہ طہارت کی اہمیت ہر حال میں برقرار رہے۔ طہارت کے احکام میں احتلام، ہمبستری، حیض و نفاس، میت کو غسل دینا، احرام باندھنا، اونٹ کا گوشت کھانا، سونے سے پہلے وضو، ذکرِ الٰہی، اور حتیٰ کہ میت کو چھونے کے بعد وضو جیسے احکام شامل ہیں، جو اس کی ہمہ گیریت کو ظاہر کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب "کتاب الطہارۃ–رفعِ حدث جلد پنجم" ایک علمی اور ایک عملی رہنما بھی ہے، یہ کتاب ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ایک آئینہ ہے، جو انہیں طہارت کے ذریعے روحانی بلندی، جسمانی صحت اور رب کی رضا کی طرف لے جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کاوش کو امتِ مسلمہ کے لیے مفید و کارآمد بنائے، معاونین اور قارئین سب کے لیے ذریعۂ نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔

کتاب الطہارۃ کی سابقہ چار جلدوں کا اجمالی تعارف

کتاب الطہارۃ کی پہلی اور دوسری جلد "ازالۂ نجاست" پر مشتمل ہے اور تیسری اور چوتھی جلد "رفعِ حدث" پر مشتمل ہے نیز زیرِ نظر کتاب پانچویں جلد بھی "رفعِ حدث" پر مشتمل ہے۔

کتاب الطہارۃ کی سابقہ چار جلدوں کا اجمالی جائزہ

1) پہلی جلد (کتاب الطہارت، جلد اول، ازالۂ نجاست)

- الباب الاول انواع نجاسات
- الباب الثانی حدث کی اقسام
- نجاستوں کے زائل کرنے کے طریقے
- پانی سے متعلق مسائل

2) دوسری جلد (کتاب الطہارت، جلد دوم، ازالۂ نجاست)

- سننِ فطرہ کا بیان
- طہارت سے متعلق بعض فتاوی، مقالہ جات اور اصول و قواعد
- طہارت اور نجاست سے متعلق مسائل اور ان کا حل
- لباس کے مسائل
- خون کے مسائل
- جانوروں کے مسائل
- استعمالات وانتفاع میں نجس وعدم نجس کی پہچان

- ❖ برتن کے نجس ہونے اور نہ ہونے کے مسائل
- ❖ پانی سے متعلق نجس اور عدم نجس کے احکام
- ❖ قضائے حاجت کے آداب
- ❖ پیشاب اور پاخانہ صاف کرنے کا طریقہ
- ❖ رفع حدیث: وضو (غسل و حیض سے متعلق طہارت کے مسائل)
- ❖ مسواک کے مسائل
- ❖ مسح کے احکام اور مسائل

3) تیسری جلد (کتاب الطہارت، جلد سوم، رفعِ حدث)

- ❖ وضو کے فضائل و مسائل
- ❖ الفصل الاول (وضو سے متعلق مختصر معلومات)
- ❖ الفصل الثانی (وضو سے متعلق مفصل معلومات "وضو سے پہلے")
- ❖ الفصل الثالث (وضو کے دوران "وضو کی ترتیب")
- ❖ وضوء کے بعد

4) چوتھی جلد (کتاب الطہارت، جلد چہارم، رفعِ حدث)

- ❖ نواقض الوضوء
- ❖ نواقض الوضوء کا تفصیلی بیان
- ❖ مذی اور ودی کے احکام
- ❖ وضوء سے متعلق دیگر مسائل
- ❖ وہ امور جن پر وضوء کا حکم ہے

- ❖ وہ چیزیں جن کے وجود سے وضو کرنا مستحب ہے
- ❖ متفرق مسائل (بعض قدیم وجدید مسائل وضوء)
- ❖ مصنوعی چیزوں کا استعمال اعضاء پر وضو کا حکم
- ❖ مسواک کے مسائل
- ❖ مسح کے احکام اور مسائل

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس علمی کاوش کو قبول فرمائے، اسے امتِ مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے، اور ہمیں طہارتِ ظاہر و باطن کے ساتھ اپنی رضا کے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة

إنّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

طہارت (پاکیزگی) اسلام کے تمام احکام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور نماز (صلوۃ) کے قبول اور عدم قبول میں ایک لازمی شرط ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

((عَنْ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ))

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا کوئی نماز بغیر پاکی (وضو) کے اور کوئی صدقہ چوری کے مال سے"۔

(تخریج الحدیث: « صحیح مسلم / الطہارۃ 2 (224)، سنن الترمذی / الطہارۃ 1 (1)، (تحفۃ الاشراف: 7457)، مسند احمد (2/20، 39، 51، 57، 73) (صحیح) »)

فقہ اسلامی میں طہارت کے باب میں ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے مسائل انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ عبادات کی صحت اور قبولیت سے جڑے ہوئے ہیں، ایک مسلمان کے جسم، لباس اور جگہ پر کسی بھی قسم کی نجاست (ناپاکی) اور حدث (نجاست یا ناپاکی کی حالت) کا پایا جانا مسلمان کی طہارت (پاکیزگی) میں خلل پیدا کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نماز، روزہ، اور دیگر عبادات متاثر ہو سکتے ہیں اسلام میں طہارت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ بنیادی شرط ہے نماز کی ادائیگی کے لئے، قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر :222)

"اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اور ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الطّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ))

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ: وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر :223[534])

لغوی اعتبار سے نجاست کا معنی گندگی اور ازالۂ نجاست سے مراد ناپاکی یا نجاست کو دور کرنا ہے یعنی کسی بھی جگہ یا جسم پر جو بھی ناپاکی لگی ہوئی ہو جیسا کہ پیشاب پاخانہ وغیرہ یا دیگر ناپاک چیزیں لگی ہوئی ہوں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے تاکہ مسلمان ایسی عبادت کرنے کے قابل ہو جائے جو اللہ کے نزدیک شرفِ قبولیت سے نوازی جاتی ہے ہو جائے چنانچہ قرآن اور حدیث میں طہارت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اسی لیے ازالۂ نجاست عبادات کی قبولیت کے لیے ضروری ہے۔

رفع حدث سے مراد وہ عمل ہے جس سے انسان کے جسم سے ظاہری اور حکمی ناپاکی یا نجاست دور ہو جائے جسمِ انسانی پر ایسی ناپاکی کا طاری ہونا جو نماز وغیرہ عبادت سے روک دے حدث جیسے پیشاب یا پاخانہ کرنا، حیض یا نفاس کا آنا وغیرہ۔ حدث اصغر کے لیے وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے مانع ہوتا ہے اور حدثِ اکبر کی وجہ سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے کسی عذرِ شرعی کے سبب وضو، غسل دونوں سے معذور ہونے کیے وقت تیمم اس کا بدل ہے حدث اصغر یا اکبر دونوں کے لیے مخصوص طریقہ پر تیمم کرنے سے رفع حدث ہو جاتا ہے قرآن و حدیث میں وضو اور غسل کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 6)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو"۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات

"سلسلہ فقہ الحدیث، کتاب الطہارۃ، فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث"

یہ کتاب 6 جلدوں پر مشتمل ہے پہلی اور دوسری جلد "ازالۂ نجاست" پر مشتمل ہے، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد "رفعِ حدث" پر مشتمل ہے آخری جلد سوال وجوابات پر مشتمل ہوگی (ان شاء اللہ) اور کتاب کبار علماء کے راجح فقہی فیصلوں کا ڈاکیومنٹ ہے:

1) فقہ مقارن اور الفقہ الراجح بالدلیل سے مسائل کو مزین کیا گیا ہے

2) مبتدی اور منتہی دونوں قسم کے طلباءِ فقہ کے لیے بیش بہا خزینہ ہے۔

3) مبتدئین طلبۂ حدیث کو تخریج وعلم الرواۃ کے علم کی تشویق کی ایک پہل۔ حدیث اور علم حدیث سے تخریج مسائل کو آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے

4) بعض مقامات پر اہم فقہی مباحث میں المغنی، المجموع للنووی، بدائع الصنائع، بدایۃ المجتھد "الفقہ علی المذاھب الأربعۃ" للشیخ عبد الرحمن بن محمد عوض الجزیری مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1360ھ) کے دور سے پہلے کی کتابوں سے مذاہب اربعہ کے معتبر فقہاء کی کتب سے اقتباسات نقل کر کے اسکا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، کیونکہ اہل علم نے ہمیں درس میں بتایا کے علامہ الجزیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الفقہ علی المذاھب الأربعۃ" کتاب میں اقوال آئمہ کی نسبت میں چوک کی ہے لہذا اس پہ کُلی اعتماد نہیں کیا جاسکتا میں نے اصل مصادر سے اقوال فقہاء کو نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے جو یقیناً مشقت بھرا عمل ہے

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾۔

5) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مراجعہ، فقہ حنفی کی نسبت کے لئے، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح السنۃ، امام ابن

عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب، وسنن الترمذی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اورامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وغیرہ جو پانچویں صدی سے پہلے کی کتب ہیں ان کے حوالوں کا اہتمام شامل ہے۔

6) جدید وقدیم مسائل وفتاوی کے لئے کبار علماء کے تحقیقی مقالات کا استفادہ کیا گیا۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ:

زیرِ نظر کتاب میں ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے تمام ضروری مسائل کا جامع احاطہ کیا گیاہے مثلاً: وضو، غسل، تیمم، حیض ونفاس اور استحاضہ کی حالت میں طہارت اور ناپاکی کی مختلف اقسام اور اس بابت پائے جانے والی مختلف فقہی آراء کو کافی تفصیل سے پیش کیا گیاہے تاکہ قارئین دلیل کی بنیاد پر راجح مسئلہ جان سکیں۔

مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت:

زیر نظر کتاب میں فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو بھی نقل کیا گیاہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی آراء کا موازنہ کیا گیاہے تاکہ قارئین مختلف مکاتب فکر کی اصل بنیاد دل کو سمجھ سکیں اور ترجیح بالدلیل کا مزاج اپنائیں تاکہ قرآن وسنت سے جو مسئلہ راجح ہو اس پر عمل کا مزاج بنے اور ایسی اختلافات اور فرقہ بندی کی فضاء ختم ہو امت مسلمہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل پر گامزن ہوکر ناجی گروہ میں شامل ہو جائے، ان شاء اللہ تعالی۔

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی أقوال جمع کرکے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے، سارے جدید اور قدیم مصادر وکتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی وقت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اسکی توفیق سے ممکن ہو سکا- ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾-

اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے

عصر حاضر میں طہارت کے مسائل:

یہ کتاب عصر حاضر کے حالات میں طہارت کے مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہے، جیسے جدید طبی مسائل، طبی طریقہ کار، اور انسانی جسم کی صفائی سے متعلق مسائل، جو ازالۂ نجاست اور رفع حدث میں اہمیت رکھتے ہیں۔

طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ:

ازالۂ نجاست اور رفع حدث کے قدیم و جدید مسائل اور فتوے:

کتاب میں قدیم و جدید مسائل اور ان کے حل کے لیے فتویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں۔

مستدل روایات، تحقیق اور تخریج:

ہر ایک مسئلہ میں مستدل روایات پیش کی گئی ہیں نیز روایات میں پائے جانے والے صحیح اور ضعیف کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے احادیث پر خصوصیت کے ساتھ محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحکیم لگائی گئی ہے اور دیگر علمائے کرام کی تحقیقات بھی نقل کی گئی ہیں اور حسبِ ضرورت رواۃ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ حدیث سے متعلق علمائے کرام کی تحقیقات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مصادر اور مراجع:

مصادر اور مراجع کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص حوالوں کو کراس چیک کرنا چاہے تو آسانی کے ساتھ کراس چیک کر سکے نیز کتب اور ابوابِ کتب کا حوالہ اور ناشر کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ تمام حوالجات مکمل رہیں۔

مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج:

اس کتاب میں فنی و علمی مواد کو نہایت سادہ اور سمجھنے کے لیے آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے، اور اصل عربی متن بھی نقل کیا گیا ہے اس کتاب کے مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی

دونوں کا امتزاج قارئین کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گا ان شاء اللہ۔

نظرِ ثانی:

اس کتاب کی چار جلدوں (1 تا 4) پر فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم المدنی حفظہ اللہ نے نظرِ ثانی فرمائی ہے پانچویں جلد زیر ترتیب ہے ان شاء اللہ۔

ہدیہ تشکر:

آخر میں تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جو دامے درمے سخنے ہمارے معاون و مددگار رہے خصوصاً فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم المدنی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تمام جلدوں پر نظرِ ثانی فرمائی اور ان تمام حضرات کا بھی میں شکر گزار ہوں جن کی فنی معاونت (کمپوزنگ، پروف ریڈنگ وغیرہ) حاصل رہی جیسے جناب علی اویس صاحب اور شیخ عبد الواسع عمری حفظہ اللہ (جزاهم الله خيرا)، تمام حضرات کا میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہم سب کی اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے، میرے لیے اور تمام معاونین کے لیے آخرت کا توشہ بنائے، آمین۔

الحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

مقدمہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیمِ وَعَلٰی آلِہ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن اَمَّابَعد:

صلاۃ (نماز) ارکان اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، جو دن ورات میں پانچ مرتبہ فرض ہے، صلاۃ بندے اور اس کے رب کے درمیان رابطہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، دینِ اسلام میں صلاۃ کی بڑی اہمیت ہے ، نماز کی ادائیگی مردوعورت کے اسلام وایمان کی ضمانت ہے اور نماز کا ترک کرنا چھوڑ دینا اسلام سے بے تعلق اور مشرکوں کا ساتھی بننا ہے۔

صلاۃ کے لغوی معنی

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے "دعاء"۔

صلاۃ کے شرعی معنی

صلاۃ ایک فرض عبادت ہے جو مخصوص اوقات میں مخصوص طریقہ اور مخصوص دعاؤں کے ساتھ نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق ادا کی جاتی ہے۔ جس کی شروعات تکبیر اور اختتام تسلیم سے ہوتے ہے۔(الشرح الممتع)

قرآن

قرآنِ مجید میں تقریباً سات سو(700) مرتبہ نماز کا ذکر آیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے العنکبوت: 45 پر فرمایا: پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا رہ، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے، رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح کرتا رہ، بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے (طہ:130)

حدیث

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:."پانچ نمازوں میں سے ہر ایک نماز سے دوسری نماز تک ، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان میں ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔(صحیح مسلم : 233) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو چیز ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان فرق کرنے والی ہے نماز ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ یقیناً کافر ہو گیا۔(جامع الترمذی:2621)

صلاۃ (نماز) کی اہمیت

صلاۃ دین کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جو اعمال میں سب سے زیادہ افضل ہے، یہ مؤمن کے دل کو راحت و سکون پہنچاتی ہے، اور اس کے دل سے زنگ کو دور کرتی ہے، یہ ایک مسلمان کو اللہ تعالی کا فرماں بردار بناتی ہے جو مسلمان نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ تعالی کا فرماں بردار نہیں بن سکتا کیونکہ مسلمان اور کافر میں صرف نماز کا فرق ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہو گا۔

نوٹ: ایک تحقیق (شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق نماز کے 9 شرائط ،14 ارکان ، 8 واجبات اور سنن قولیہ وفعلیہ بہت زیادہ ہیں جنکا ذکر تفصیلی طور پر آیگا کتاب الصلوۃ میں ان شاء اللہ، کتاب الطہارۃ میں نماز کے شرائط (شرطوں) پر معلومات پیش کی جائیں گی۔

نماز کے شرائط

1) اسلام۔
2) عقل
3) سِن تمیز (ایک قول)، یا بلوغت (دوسرا قول کے مطابق)۔
4) مقررہ نماز کے وقت کا داخل ہونا۔
5) ستر ڈھانکنا۔

6) نجاست اور گندگی۔

7) حدثِ اکبر اور اصغر سے طہارت۔

8) استقبالِ قبلہ۔

9) نیت۔

صلاۃ (نماز) کے اَرکان

رکن عمداً (جان بوجھ کر) یا بھول جانے سے بھی ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسے ادا کرنا ضروری ہے، اور یہ چودہ ہیں:

1) فرض نماز کے دوران قیام کی استطاعت رکھنے والے پر قیام کرنا۔

2) تکبیرِ تحریمہ یعنی "اللہ اکبر" کہنا۔

3) سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا۔

4) رکوع کرنا۔

5) رکوع سے اٹھنا۔

6) رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہونا۔

7) سجدہ کرنا۔

8) سجدہ سے اٹھنا۔

9) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

10) پوری نماز میں اطمینان، یعنی ہر فعلی رکن کو سکون کے ساتھ ادا کرنا۔

11) آخری تشہد پڑھنا۔

12) تشہد اور دونوں طرف سلام پھیرنے سے قبل دیگر ادعیہ کی ادائیگی۔

13) دونوں طرف سلام پھیرنا۔

14) مذکورہ بالا ارکان میں ترتیب کا خیال کرنا۔

صلاۃ (نماز) کے واجبات

نماز کے آٹھ واجبات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1) تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر انتقالی تکبیرات۔

2) امام اور منفرد کا "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہنا۔

3) "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہنا۔

4) رکوع میں کم از کم ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيم" کہنا۔

5) سجدہ میں کم از کم ایک بار "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى" کہنا۔

6) دو سجدوں کے درمیان "رَبِّ اغْفِرْ لِي" کہنا۔

7) پہلا تشہد پڑھنا۔

8) دوسرا تشہد بیٹھنا۔

نماز کے 9 شروط (شرائط)

A شروطِ صحت

1) اوقاتِ صلاۃ کی معرفت۔ (میری کتاب الصلوۃ میں تفصیل سے گفتگو ہوگی ان شاء اللہ)

2) نماز سے پہلے حدث سے طہارت کے مسائل کی معرفت

3) نماز سے پہلے نجاست سے طہارت کے مسائل کی معرفت (بدن، لباس اور جگہ پاک و صاف ہو نجاست سے)۔

4) ستر عورۃ [ستر] شرمگاہ کا ڈھانکنا۔

5) استقبالِ قبلہ۔

6) نیت (دل کے ارادہ و قصد کو کہتے ہیں، زبان سے نیت ادا کرنا خلافِ سنت ہے بلکہ دین میں نئی چیز ایجاد کرنا ہے اور دین میں نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے لہذا صلوۃ جیسے نیک عمل کو شرک وبدعت سے پاک رکھنا فرض عین ہے)۔

B شروطِ وجوب

7) اسلام، شہادتین کے اقرار کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

8) عقل، پاگل شریعت کا مکلف نہیں۔

9) تمیز / بلوغت، شرط ہے ایک قول کے مطابق 10 سال میں نماز فرض ہو جاتی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک بلوغت شرط ہے اور وہ غیر مکلف ہے۔

الحمدللہ مقدمہ میں نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات کے صرف عدد کا ذکر کیا گیا ہے ساتھ میں دو شرطوں پر قدرے تفصیل ہے (استقبال قبلہ، ستر العورۃ)، مقدمہ میں یہ دو شروط پر قدرے تفصیل سے معلومات رکھی گئی ہیں کیونکہ کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ میں ان موضوعات کا ذکر آتا رہتا ہے۔

نوٹ: کتاب الطہارۃ کا اصل مقصد نماز کے سارے شرائط کی تشریح بیان کرنا نہیں ہے بلکہ دو بڑے موضوعات پر معلومات فراہم کرنا ہے:

1۔ ازالۂ نجاست، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

2۔ رفعِ حدث سے طہارت، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے

1) نماز میں ستر کے مسائل۔

2) استقبال قبلہ

{١} نماز میں ستر کے مسائل۔

﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(سورۃ الاعراف: 31)

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس زینت پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے

مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[1]

﴿۲﴾ استقبالِ قبلہ شرط ہے نماز کیلئے

[متواتر احادیث سے ثابت ہے](شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ)[2]

---

[1] سبب نزول:ابن عباس رضي الله عنهما قال: "كانت المرأة تطوف في البيت وهي عريانة، فتقول: من يعيرني تطوافاً تجعله على فرجها"/عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ فَتَقُولُ مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُولُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلاَ أُحِلُّهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةَ ﴿ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾(مسلم:3028) سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا:(جاہلی دور میں) ایک عورت برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی اور کہتی تھی: کون مجھے طواف کرنے والا ایک کپڑا دے گا؟ کہ وہ اس کو اپنی شرمگاہ پر ڈالے، اور (یہ شعر) کہتی: آج (بدن کا) کچھ حصہ یا پورے کا پورا کھل جائے گا اور اس میں سے جو بھی کھل گیا میں اسے (دیکھنا کسی کے لیے) حلال نہیں کر رہی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:"ہر نماز کے وقت اپنی زینت لے لو۔"

((قال مجاهد: ما يواري عوراتكم ولو عباءة))

2) عورت کے لیے نماز میں سر ڈھنکنا ہے جبکہ نماز کے علاوہ کی حالت میں گھر میں سر کھلا رکھنے کی اجازت ہے (محرم کے سامنے)۔(ابن تیمیہ، ص:23)"حجاب المرأة ولباسها في الصلوة"

3) مرد کیلئے آگے پیچھے شرمگاہ کو ڈھنکنا ضروری ہے"سُرَّہ"-[ناف] سے گھٹنے تک ستر کا حصہ ہے اور ڈھانکنا واجب ہے اور اسی طرح کاندھے ڈھکنا بھی ضروری ہے۔

4) نماز میں عورت سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلی کے سارا بدن ڈھانپے کیونکہ اس کے حق میں یہ سب عورۃ ہے۔ یعنی اس کا حکم ستر کا ہے۔

[2] 1) جہت قبلہ اور عین قبلہ میں فرق ہے:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ ﴾

((يَعْنِي نَحْوَهُ،وَتَقُولُ العرب: هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ يُشَاطِرُونَنَا. إذَا كَانَتْ بُيُوتُهُمْ تُقَابِلُ

بُيُوتَهُمْ))

(المغنی:1/447)

نوٹ: جو شخص بیت اللہ کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اس کے لیے عین کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اور جو آنکھ سے دیکھ رہا ہو حرم سے باہر ہو اس کے لیے جہت (سمت) قبلہ کا رخ کرنا ضروری ہے۔

((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ))

(سنن ترمذی / سنن ابن ماجہ، صححہ الالبانی فی الارواء:292)

2) ((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ))

(مسلم:525)

3) ((حديث المسيئ الی الصلوة :إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ))

(بخاری:6667)

4) استقبالِ قبلہ کب ساقط ہو جاتا ہے؟

1. سواری پر نفلی نماز ادا کرنے والے کے لیے پہلی بار جہت قبلہ ضروری ہے پھر سواری دوسری سمت ہو جائے تو حرج نہیں (خ- 400/414) لیکن فرض نماز میں پوری نماز میں جہت قبلہ کو رخ کرنا ضروری ہے (خ:1097۔م701)

2. کسی مجبوری سے اگر جہت قبلہ ممکن ہو تو معاف ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (فان خفتم فرجالا اور کبانا)

قول ابن عمر رضی اللہ عنہما:

((فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا رِجَالاً، قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا))

(خ:4535)

5) تحری اور محنت کے باجود اگر قبلہ مخفی رہا تو ایسی صورت میں اعادہ کی ضرورت نہیں

((فلم يأ مرنا بالاعادة / وقال قد أجزأت صلاتكم))

(الدارقطني والحاكم والبيهقي وابن ماجه والطبراني وحسنه الالباني في الارواء:1/323)

1۔ازالۂ نجاست، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے۔

2۔رفعِ حدث، جو کہ شرط ہے نماز کیلئے۔

رفع حدث کا مطلب ہے:

"بے وضو ہے تو وضو کر لے غسل واجب تو غسل کر کے پاک ہو جائے"۔

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ:30/دسمبر/2025ء

مطابق:9/رجب/1447ھ

(لہذا قبلہ کے رخ کو جاننے کی حتی المقدور استطاعت کے مطابق محنت کرے پھر بھی غلطی سے غلط سمت (غیر قبلہ) نماز پڑھ لے تو اعادہ کی ضرورت نہیں) اور اسی طرح اگر کوئی غیر قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں اسکو قبلہ کی طرف موڑنا اور اس کو بتادینا کرنا جائز ہے۔

ان شاء اللہ اس کتاب میں نماز کے 9 شرائط میں سے ان دو شرطوں پر تفصیلی معلومات پیش کی جائیں گی۔

سلسلہ فقہ الحدیث

فقہ الطہارۃ–(Vol 5)

حدث اکبر کے شرعی احکامات

اور غسل کے شرعی حکام۔

مصنف

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (WhatsApp only)

بسم الله الرحمن الرحيم

(حصہ اول-1) جنابت وجنبی وغسل سے متعلق احکام ومسائل

(حصہ دوم-2) حیض، استحاضہ ونفاس سے متعلق 66 احکام ومسائل

إِنّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

(حصہ اول)

1

جنابت و جنبی و غسل سے متعلق احکام و مسائل

(حصہ اول-1)جنابت اور غسل کے احکام

الباب الاول: جنابت اور وجوبِ غسل کے احکام

الباب الثانی: غسل سے متعلق احکامات

1) کب واجب اور کب مستحب

2) غسل فرض اور غسل کامل میں فرق اور غسل کا طریقہ

الباب الاول

وجوبِ غسل کے احکام

شرمگاہوں کے ملنے پر مرد اور عورت حکمی طور پر دونوں ناپاک ہو جاتے ہیں جنبی ہو جاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے، انزال شرط نہیں ہے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مرد، عورت کی چار زانوں کے درمیان بیٹھ جائے اور دونوں کی شرم گاہیں ملیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر صحبت کرو تو تم پر غسل واجب ہو گیا۔ اگرچہ منی نہ نکلے۔“[2]

عورت بھی محتلم ہوتی ہے:

ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ حق کہنے سے نہیں شرماتا (میں بھی آپ سے مسئلہ پوچھتی ہوں) کیا عورت پر غسل ہے جب کہ اس کو احتلام ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“ لیکن جب پانی (منی کا نشان) دیکھے“ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں (ہوتا ہے) تیرا

---

1 (مسلم، الحیض، باب نسخ (الماء من الماء) ووجوب الغسل بالتقاء الختانین، ۹۴۳)

2 (بخاری، الغسل، باب اذا التقی الختانان، ۱۹۲، مسلم، الحیض، ۷۸) ۸۴۳)

داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔"[3]

اگر تری یعنی منی کا نشان دیکھیں تو یہ احتلام کی علامت ہے لہٰذا ان پر غسل کرنا فرض ولازم ہو جاتا ہے اور اگر احتلام کی کیفیت انہیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں تو غسل فرض ولازم نہیں ہو گا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو تری کو تو دیکھتا ہے لیکن اسے احتلام یاد نہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ غسل کرے گا پھر ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے یہ احساس ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے لیکن منی کا کوئی نشان نہیں پاتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس پر کوئی غسل نہیں۔[4]

---

3 (بخاری، الغسل، باب اذا احتلمت المراۃ، ۲۸۲۔ ومسلم، الحیض، باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منھا، ۳۱۳)

4 (ابو داؤد، الطھارۃ الرجل یجد البلۃ فی منامہ، ۲۳۶)

جنبی کے بالوں کا مسئلہ

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ[5] نے کہا کہ غسل جنابت یا غسل حیض کے لیے بال کی چوٹیوں کھول کر دھونا واجب نہیں البتہ غسل حیض کے لیے بالوں کی چوٹیاں کا کھولنا بہتر ہے و شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ[6] نے کہا کہ بال اتنے سخت ہوں کہ پانی بال کے نیچے جلد تک نہ پہنچ

---

[55] حكم نقض المرأة ضفائر رأسها في غسل الجنابة والحيض

السؤال: هذه فائزة الطاهر منهل من السودان بعثت إلينا بهذه الرسالة تقول فيها: بعض النساء لدينا يمشطن شعورهن أي: يظفرنها، وعندما يغتسلن من الجنابة لا تفك المرأة ضفائرها، فهل يصح غسلها مع أن الماء لم يصل إلى كل منابت الشعر؟ أفيدونا أفادكم الله.

الجواب (من الشيخ بن باز): نعم، إذا أفاضت الماء على رأسها كفى؛ سألت أم سلمة رضي الله عنها النبي ﷺ عن ذلك، فقالت: يا رسول الله ! إني امرأة أشد شعر رأسي أفأنقضه لغسل الجنابة والحيضة؟ فقال: إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات، ثم تفيضي عليك الماء فتطهرين فإذا حثت يعني على رأسها ثلاث مرات، يعني إذا غرفت على رأسها ثلاث مرات بالماء وسال عليه الماء كفى ذلك، وإن لم تنقضه يكفي أن يمر عليه الماء وعلى الظفائر ويكفي ذلك ولا حاجة إلى النقض. نعم.

المقدم: بارك الله فيكم.

[٦] وقال الشيخ ابن عثيمين:

وأقل واجب في الغسل أن تعم به جميع بدنها حتى ما تحت الشعر، والأفضل أن يكون على صفة ما جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم، حيث سألته أسماء بنت شكل عن غسل المحيض فقال صلى الله عليه وسلم : " تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً - أي : قطعة قماش فيها مسك - فَتَطَهَّرُ بِهَا، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ : وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا ؟ فَقَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ ! تَطَهَّرِينَ بِهَا ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ لها : تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ .

رواه البخاري ومسلم.

ولا يجب نقض شعر الرأس، إلا أن يكون مشدوداً بقوة بحيث يخشى ألا يصل الماء إلى أصوله،

پارہا ہو تو واجب ہے بال کھولنا، لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ[7] نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ

لما في صحيح مسلم من حديث أم سلمة رضي الله عنها . . . ثم ذكر الحديث المتقدم.
("مجموع فتاوى ابن عثيمين٣١٨ / ١١ " ، ٣١٩ .)

[7] إن الحديث صريح في التفريق بين غسل المرأة في الحيض وغسلها من الجنابة حيت أكد على الحائض أن تبالغ في التدليك الشديد والتطهير ما لم يؤكد مثله في غسلها من الجنابة ،كما أن حديث أم سلمة المذكور في الكتاب دليل على عدم وجوب النقض في غسلها من الجنابة. وهو المراد في حديث عبيد بن عمير عن عائشة بقرينة اغتسالها مع النبي صلى الله عليه وسلم فلا تعارض بين الأحاديث على هذا التفصيل.
فيجب النقض في الحيض ولا يجب في الجنابة خلافا لما ذهب إليه المصنف وعلى مذهبه يلزم رد حديث عائشة بدون حجة ولا يجوز. وقد ذهب إلى التفصيل المذكور الإمام أحمد وصححه ابن القيم في " تهذيب السنن " فراجعه (١/ ١٦٥ – ١٦٨) وهو مذهب ابن حزم (٢/ ٣٧ – ٤٠)
(تمام المنة ص١٢٥)
١٨٨ " – انقضي شعرك واغتسلي. أي في الحيض"
(الصحيحة)
قال رحمه الله:
رواه ابن أبي شيبة في " المصنف " (١/ ٢٦ / ١): أنبأنا وكيع عن هشام عن أبيه عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لها في الحيض: فذكره.
وأخرجه ابن ماجه (٦٤١) من طريق ابن أبي شيبة وعلي بن محمد قالا: حدثنا وكيع به.
قلت: وهذا سند صحيح على شرط الشيخين. وهو عندهما في أثناء حديث عائشة في قصة حيضها في حجة الوداع وأن النبي صلى الله عليه وسلم قال لها:
" انقضي رأسك وامتشطي وأمسكي عن عمرتك .. الحديث وليس فيه " واغتسلي " وهي زيادة صحيحة بهذا السند الصحيح، وسياق الشيخين، يقتضيها ضمنا، وإن لم يصرح بها لفظا.
ولا تعارض بين الحديث وبين ما رواه أبو الزبير عن عبيد بن عمير قال:" بلغ عائشة أن عبد الله بن عمرو يأمر النساء إذا اغتسلن أن ينقضن رؤوسهن، فقالت: يا عجبا لابن عمرو هذا، يأمر النساء إذا اغتسلن أن ينقضن رؤوسهن!

أفلا يأمرهن أن يحلقن رؤوسهن؟! لقد كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد، ولا أزيد على أن أفرغ على رأسي ثلاث إفراغات."

أخرجه مسلم (١/ ١٧٩) وابن أبي شيبة (١/ ٢٤ / ١ – ٢) والبيهقي (١/ ١٨١) وأحمد (٦/ ٤٣).

أقول: لا تعارض بينه وبين هذا لأمرين:

الأول: أنه أصح من هذا. فإن هذا وإن أخرجه مسلم فإن أبا الزبير مدلس وقد عنعنه.

الثاني: أنه وارد في الحيض، وهذا في الجنابة، كما هو ظاهر، فيجمع بينهما بذلك، فيقال يجب النقض في الحيض دون الجنابة. وبهذا قال الإمام أحمد وغيره من السلف.

وهذا الجمع أولى، فقد جاء ما يشهد لهذا الحديث، عن أم سلمة قالت:" قلت: يا رسول الله إني امرأة أشد ضفر رأسي، فأنقضه لغسل الجنابة؟ قال:" لا إنما يكفيك إن تحثي على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك فتطهرين".

الدرر السنیہ سے شرح

قُلتُ: يا رَسولَ اللهِ، إنِّي امْرَأَةٌ أشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فأنْقُضُهُ لِغُسْلِ الجَنابَةِ؟ قالَ: لَا. إنَّما يَكْفِيكِ أنْ تَحْثِي علَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ المَاءَ فَتَطْهُرِينَ. وفي رواية: فأنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ والْجَنَابَةِ، فَقالَ: لَا. وفي رواية: وقالَ: أفَأَحُلُّهُ فأغْسِلُهُ مِنَ الجَنابَةِ ولَمْ يَذْكُرِ الحَيْضَةَ.

الراوي : أم سلمة أم المؤمنين | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم. الصفحة أو الرقم: ٣٣٠ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]. التخريج : من أفراد مسلم على البخاري

الغُسلُ هو تعميمُ سائرِ الجسدِ بالماءِ، فإن فَعَل المكلَّفُ ذلك فقد حقَّق المفروضَ عليه مِنَ الغُسلِ، وقد بيَّنَ النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ كيفيَّةَ الغُسلِ وما يُجزِئُ فيه.

وفي هذا الحديثِ تَروي أمُّ المؤمِنينَ أمُّ سَلمةَ رَضيَ اللهُ عنها أنَّها سألَتِ النَّبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: أنَّها تَجعَلُ شَعرَها ضَفائرَ، فهل تَحُلُّ وتَفُكُّ هذه الضَّفائرَ إذا أرادت أن تَغتسِلَ مِنَ الجَنابةِ؟ -وتَكونُ بخُروجِ المَنيِّ- فأجابَها النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: لا، ولكن يَكفيكِ أن تَجعَلي على رأسِكِ ثَلاثَ حَثَياتٍ -والحَثْيَةُ: مِلءُ الكفَّينِ- منَ الماءِ، فتَغسِليه حتَّى يَصِلَ الماءُ إلى جَميعِ الشَّعرِ، ثُمَّ تَصُبِّي الماءَ على سائرِ جَسدِكِ، فإذا فعَلتِ ذلكِ فقد طَهُرتِ.

وفي رِوايةٍ أنَّها قالت: «فأَنقُضُه للحيْضةِ والجَنابةِ؟»، فتُفيدُ التَّسويةَ بينَ غُسلِ الجَنابةِ والحيضِ،

غسل جنابت میں عورت کو بال کی چوٹیاں کھول کر دھونا واجب نہیں البتہ غسل حیض کے لیے بالوں کی چوٹیوں کا کھولنا واجب ہے اور یہ ان کے نزدیک راجح ہے

1-ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال خوب مضبوط گوندھتی ہوں۔ کیا میں انہیں غسل جنابت اور غسل حیض کے وقت کھولا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کا کھولنا ضروری نہیں۔ تیرے لیے کافی ہے کہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے، پس تو پاک ہو جائے گی۔"[8]

2-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت کے لیے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں آپ فرمانے لگیں، ابن عمرو پر تعجب ہے، انہوں نے عورتوں کو تکلیف میں ڈال دیا وہ انہیں سر منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرتے اور میں اپنے (بال کھولے بغیر) سر پر

وأنَّه لا يَجِبُ نَـقضُ الشَّعرِ في واحدٍ منهما، وقيلَ: إنَّ زيادةَ لفظةِ (الحَيضةِ) شاذَّةٌ غيرُ محفوظةٍ؛ وعليه فيُنقَضُ الشَّعرُ في غُسلِ الحيضِ، ولا يُنقَضُ في غُسلِ الجَنابةِ.

وفي الحديثِ: أنَّه يَنبغي للإنسانِ أن يَسألَ عن حُكمِ ما يَجهَلُه من أمرِ دينِه.

وفيه: بيانُ ما كانَ عليه الصَّحابيَّاتُ من شِدَّةِ حِرصِهنَّ على تَعلُّمِ أحكامِ الدِّينِ، ولا سيَّما ما يَخُصُّهنَّ ممَّا يَتعلَّقُ بغُسلِ الحَيضِ.

وفيه: بيانُ صفةِ غُسلِ المرأةِ منَ الجَنابةِ والحيضِ.

8 (مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلة ٨٥ـ٣٣٠)

تین چلو سے زیادہ پانی نہیں ڈالتی تھی۔[9]

3-ام المومنین عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے غسل حیض کے لیے فرمایا:

"اپنے بال کھولو اور غسل کرو۔[10]"

جنبی کے ساتھ ملنا جلنا

جنبی کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، معاملات اور کھانا پینا سب جائز ہے

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بحالت جنابت میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں چپکے سے نکل گیا اور گھر جا کر غسل کیا پھر واپس آیا۔ آپ ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "اے ابو ہریرہ! تو کہاں گیا تھا" میں نے سارا حال کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ، تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا۔[11]"

جنابت کی حالت میں ممنوع کام

ناپاکی کی حالت میں مندرجہ ذیل عبادات کی ادائیگی درست نہیں:

1) الصلوۃ

---

9 (مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلة، ۳۳۱)

10 (ابن ماجہ، الطھارۃ، باب فی الحائض کیف تغتسل، ۶۴۱ بوصیری نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

11 (بخاری، الغسل، باب عرق الجنب، وان المسلم لاینجس، ۲۸۳ و مسلم، الحیض، باب الدلیل علی ان المسلم لاینجس، ۳۷۱)

2) الطواف

3) مسجد میں بلا ضرورت بیٹھنا۔

4) قرات قرآن؟

5) مصحف کو چھونا؟

(1) نماز

جنبی پر نماز ادا کرنا حرام ہے اور نہ اس کی ادا کی گئی نماز ادا ہو گی۔

دلائل: اول: کتاب اللہ کی دلیل ، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا [النساء: ٤٣]

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں بھی جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے۔"

دوم: سنت نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دلائل

1-((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:" أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قياما، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: مَكَانَكُمْ، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ،

ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ"))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں، لوگ کھڑے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے ہماری طرف تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپ پر غسل فرض ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ: "اپنی جگہ کھڑے رہو" اور آپ واپس چلے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور واپس ہماری طرف تشریف لائے تو سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے تکبیر کہی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔[12]

2-((عن ابن عُمرَ رَضِيَ اللهُ عنهما، قال: إنّي سمعتُ رسول الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يقول:لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "اللہ تعالی بغیر پاکی کے نماز نہیں قبول کرتا اور نہیں قبول کرتا حرام کے مال میں سے۔"[13]

---

12 (صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: جب کوئی شخص مسجد میں ہو اور اسے یاد آئے کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہے تو اسی طرح نکل جائے اور تیمم نہ کرے۔ حدیث نمبر: 275، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم: 605)

13 (صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: نماز کے لئے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔ حدیث نمبر: 224)

اجماع کی دلیل

ابن رُشد، نووی، ابن تیمیہ اور ابن جُزی نے اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا ہے۔

(2)الطَّواف

جنبی پر کعبۃ اللہ کا طواف کرنا حرام ہے ، اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفيَّة، مالكيَّة، شَافعيَّة، حنابلة اور محدثین کا اتفاق ہے۔

دلائل: اول: کتاب اللہ کی دلیل، اللہ تعالی کے فرمان کا عام معنی و مفہوم:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا [النساء: ٤٣]

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راستہ مسجد سے ہو کر ہو تو اور بات ہے۔"

دوم: سنت رسول ﷺ کے دلائل

1-عن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عنها أنَّها حاضت وهي مُحرِمةٌ، فقال لها النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: ((افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي))، وفي رواية ((حتى تغتسلِي))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حالت احرام میں حائضہ ہو گئیں، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "اب تم وہی کرو جو حاجی کرتا ہے صرف بیت

اللہ کا طواف نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "حتى تغتسلي"

"جب تک غسل نہ کرلو"۔[14]

حدیث سے وجہ دلالت:

رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنها کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ حالت حیض میں طواف کے سوا وہ تمام امور انجام دیں جو حاجی کرتے ہیں؛ کیونکہ نبی ﷺ نے طواف کو حیض سے طہارت اور غسل کے ساتھ مقید کیا، لہذا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ طواف کے لئے طہارت و پاک ہونا شرط ہے، اور حائضہ کے حکم میں جنبی اور بے وضوء فرد شامل ہیں۔

۲-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها: أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ، فقَالُوا: إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: " وَإِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا "، فقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: " فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ ".

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ ارادہ سیدہ

14(صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام و مسائل / باب: اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی۔ حدیث نمبر: 305، صحیح مسلم / حج کے احکام و مسائل / باب: احرام کی اقسام کا بیان، اور حج افراد، تمتع، اور قران تینوں جائز ہیں، اور حج کا عمرہ پر داخل کرنا جائز ہے، اور حج قارن والا اپنے حج سے کب حلال ہو جائے؟، حدیث نمبر: 1211، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جو مرد کو اپنی بی بی سے ہوتا ہے تو بتایا گیا کہ وہ حائضہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو ہم کو روکنا چاہتی ہے۔" عرض کی کہ وہ نحر کے دن طواف افاضہ کر چکی ہیں تب فرمایا: "تب تو وہ تمہارے ساتھ کوچ کریں۔"[15]

حدیث سے استدلال کی صورت:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ حائضہ پاک ہونے تک انتظار کرے گی اور پھر پاک ہونے کے بعد طواف کرے گی، جو طہارت کے شرط ہونے کی دلیل ہے۔

سوم: آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلیل

عَنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما قال: (الطَّوافُ بالبَيتِ صلاةٌ...) .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ، فرماتے ہیں کہ :"کعبۃ اللہ کا طواف کرنا نماز۔۔۔(جیسی عبادت) ہے۔[16]

---

15 (صحیح بخاری/ کتاب: حج کے مسائل کا بیان/ باب: دسویں تاریخ میں طواف الزیارۃ کرنا۔ حدیث نمبر: 1733، صحیح مسلم / حج کے احکام و مسائل / باب: طواف وداع کے وجوب اور حائضہ عورت سے طواف معاف ہونے کا بیان۔ حدیث نمبر: 1211، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

16 (اس اثر کو نسائی نے "السنن الکبری" (3944) میں اور بیہقی نے (9573) میں سیدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہما پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ بیہقی نے "السنن" (5/87) میں، نووی نے "المجموع" (8/14) میں اور ابن العراقی نے "طرح التثریب" (5/120) میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اس کے موقوف ہونے کو صحیح کہا اور ابن باز نے "مجموع الفتاوی" (17/213) میں فرمایا کہ: اس اثر کا سند کے اعتبار سے موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے)

اثر سے وجہ دلالت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طواف کو نماز کے مشابہہ قرار دیا؛ پتہ چلا کہ طواف کے لئے بھی وہی تمام احکام ہیں جو نماز کے ہیں سوائے ان احکام کے جن کے مستثنیٰ ہونے کی دلیل وارد ہو جیسے چلنا، بات چیت وغیرہ۔ اور اسی میں سے طہارت و پاکی حاصل کرنا شامل ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عن ابن عُمرَ رَضِيَ اللهُ عنهما، قال: إنّي سمعتُ رسول الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يقول:لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:"اللہ تعالی بغیر طہارت نماز نہیں قبول کرتا اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔"[17]

---

17 (صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: نماز کے لئے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔ حدیث نمبر:224)

(3) مسجد میں رکے رہنا

جنبی کا مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے، اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفيَّة، مالكيَّة، شَافعيَّة، حنابلة اور محدثین کا اتفاق ہے۔

دلائل - اول: کتاب اللہ کی دلیل

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا [النساء: ٤٣]

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ مسجد سے ہو کر ہو تو اور بات ہے۔"

نوٹ: جنبی کا نماز گاہ کے قریب ہونا جائز نہیں ہے اور نماز گاہیں، مساجد ہوتی ہیں، الا یہ کہ وہ بغیر ٹھہرے صرف وہاں سے گزر سکتا ہے۔

مسجد سے گزرنا؟

جنبی کا مسجد سے گزرنا جائز ہے؛ اور یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور سلف کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے اور اسی کو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے جب راستہ مسجد سے ہو کر ہو اگر راستہ مسجد کے علاوہ سے ہو پھر بھی مسجد دے گذرنا جائز نہیں۔

کتاب اللہ کی دلیل:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا [النساء: ٤٣]

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راستہ مسجد سے ہو کر ہو اور مجبوری ہو تو اور بات ہے۔"

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:" جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدُ، فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ"۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ بعض صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر کر دوسری جانب کر لو"، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) داخل ہوئے اور لوگوں نے ابھی کوئی تبدیلی نہیں کی تھی، اس امید پر کہ شاید ان کے متعلق کوئی رخصت نازل ہو، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ ان کے پاس

آئے تو فرمایا: "ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا"۔[18]

جنبی کی رخصت قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے (وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ)[النساء:43]

"اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راستہ مسجد سے ہو کر ہو تو اور بات ہے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مسجد کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو تو ان کے لئے مسجد سے گزرنا جائز ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تو بعض آثار صحابہ کی بناء پر وضوء کے بعد حالت جنابت میں ہی مسجد میں ٹھہرنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

نوٹ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ[19] جنبی کے لئے مسجد میں بیٹھنے سے روک نہیں لگاتے کیونکہ قرآن میں جو منع ہے اس سے مراد انکے نزدیک یہ ہے کہ صلوۃ سے منع کیا گیا نہ کہ مواضعِ صلوۃ۔[20]

---

[18] (سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: جنبی مسجد میں داخل ہو اس کے حکم کا بیان۔ حدیث نمبر: 232، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابوداود نے روایت کیا ہے، تحفۃ الأشراف: 17828، بیھقی (2/442)، امام زیلعیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (نصب الرایۃ (1/194)، شیخ حازم علی قاضیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (التعلیق علی سبل السلام (1/201) اور شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اس کو حسن کہا ہے۔ (التعلیق علی السیل الجرار: 1/280)، شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا)

[19] https://www.al-albany.com/audios/content/5244/ما-حكم-المكث-في-المسجد-للجنب

[20] السائل : حكم وجود الجنب في المسجد ؟

الشيخ : لا نجد في الكتاب ولا في السنة ما يحول بينه وبينه ، المكث في المسجد .

السائل : ((ولا جنبا إلا عابري سبيل)) هل يقصد بذلك الصلاة أم يقصد ماذا ؟

نوٹ: جمہور علماء کے مطابق حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد میں قیام کرنا درست نہیں البتہ بوقت ضرورت داخلہ یا گزرنا جائز ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اجازت دیتے ہیں حائضہ کو مسجد میں داخلہ اور قیام کی کیونکہ انکے پاس ممنوع یا حرام کرنے کی دلیل ثابت نہیں آگے صفحات میں تفصیل آرہی ہے ان شاء اللہ۔

4- جنبی کے لئے بغیر مصحف چھوئے تلاوت قرآن کا کیا حکم ہے؟

جمہور کے قول کے مطابق، جنبی کے لئے تلاوت منع ہے لیکن شیخ البانی کے نزدیک جنبی کے تلاوت جائز ہے لیکن مکروہ ہے، بہتر ہے کہ جنبی غسل کر کے تلاوت کرے اور حائضہ کے لئے مطلق اجازت ہے، حائضہ کے مقابلہ میں جنبی کے لئے، غسل کے استحباب پر اس لئے تاکید کی ہے علماء نے کہ جنبی کو جنابت دور کرنا آسان ہے جبکہ حائضہ کو حیض کی

الشيخ : لا هو الآية كما تعلمون نصها ((ولا تقربوا الصلاة)) هناك قولان في تفسير هذه الآية معروفان عند علماء التفسير الأول: لا تقربوا الصلاة ، الثاني: مواضع الصلاة ، ومعلوما عند أهل العلم ، أنه إذا دار الأمر بين التقدير وعدمه فعدمه هو الأولى ، فهنا ليس يوجب على المفسر أن يقدر مضافا محذوفا ، فيقول ((لا تقربوا الصلاة)) أي مواضع الصلاة لماذا ؟ ربنا عز وجل لو أراد ذلك ، لأوضح الأمر وما لبس على الناس ، حاشاه عز وجل ، أولا هذا السبب الأول الذي يمنع من التقدير هذا ، فعلى هذا التفسير الأرجح ((لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى)) ، يبنى التفسير الآتي من تمام الآية ، حيث قال عز وجل: ((حتى تعلموا ما تقولون)) هذه الجملة التعليلية ، لا تصح أن تكون تعليلا ، لقربان المساجد ، وإنما لبطلان الصلاة ، فهذا يؤكد أن المقصود بالنهي هو الدخول في الصلاة سكارى ، ((لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون)) ، لا تقربوا الصلاة وأنتم جنبا إلا عابري سبيل ، إلا مسافرين متيممين حتى تغتسلوا .

حالت دور کرنا اس کے بس میں نہیں[21]

نوٹ: جنابت کی حالت میں تلاوت کی اجازت دراصل، یہ حکم عام نہیں بلکہ بحالتِ مجبوری اجازت ہے۔(شیخ رضاء اللہ حفظہ اللہ)

---

[21] https://alathar.net/home/esound/index.php?op=codevi&coid=١٦٤٠٤٤

السائل : هل الجنب يقرأ القرآن . . . ؟

الشيخ : للجنب كالحافظ أن يقرأ القرآن إلا أن الجنب يختلف عن الحائض في مسألة واحدة من هذا الحكم ألا وهي أن الجنب يُكره في حقه أن يقرأ القرآن جنبا وعليه أن يغتسل، أما الحائض فباعتبار أنها لا تستطيع أن تتطهّر إلا بعد أن يمضيَ عليها عدّتها من الحيض فلا . . . من تلاوة القرآن والثواب الذي للمسلم من هذه التلاوة، فالجنب إذًا وإن كان يُشارك الحائض في حكم جواز التلاوة لكنه يختلف عنها في أنه باستطاعته أن يتطهّر وأن يغتسل ولذلك فإن لم يفعل وقرأ جنبا فتكون قراءته مكروهة، لكننا لا نقول إن قراءة الجنب هذه مُحرّمة كما يذهب إلى ذلك جمهور العلماء لعدم صحّة حديث فيه تحريم قراءة الجنب عليه .

وإنما قلنا بالكراهة فقط لسببين اثنين، الأول لأن القراءة في حالة الطهارة بلا شك أفضل منها في حالة الجنابة والأمر الثاني وهو الأقوى ما ثبت في سنن أبي دواد أن النبي صلى الله عليه وأله وسلم توضّأ، تبوّل يوما فليقيَه رجل فسلم عليه فبادر الرسول صلى الله عليه وأله وسلم إلى الجدار فتيمّم ثم التفت إلى الرجل قائلا (وعليكم السلام إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) أي كره الرسول صلى الله عليه وأله وسلم أن يرُدّ السلام على من سلّم عليه إلا وهو على طهارة مع أنه ليس هناك إلا السلام، فلَأَن يكون مكروها عند الرسول عليه الصلاة والسلام قراءة القرأن جزءا أو كلا على جنابة مكروها من باب أولى لأنه إذا قال وعليكم السلام مكروها بدون طهارة فلأن يقول ((هو الله الخالق البارئ المصوّر له الأسماء الحسنى)) إلى أخره، وفي الأية ذكر السلام المؤمن المهيمن أولى وأولى أن يكون ذلك مكروها، لذلك نقول بجواز قراءة الجنب للقرأن على جنابته لأنه لم يأتي التحريم مع قولنا بكراهة ذلك لما ذكرنا من قوله عليه السلام)إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر (، غيره .

5. جنبی کے لئے مصحف کو چھونے کا حکم؟

جنبی (جس پر غسل واجب ہو) کے لیے مصحف (قرآنِ مجید) کو چھونا حرام ہے، اور یہ حکم چاروں فقہی مذاہب—حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ—کے اتفاق سے ہے، بلکہ اس مسئلے میں اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔

دلائل:

اوّلًا: قرآنِ کریم سے

1 - اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"بے شک یہ ایک معزز قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں، اسے صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں، یہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔"

(سورۃ الواقعہ: 77–80)

وجہِ دلالت:

آیتِ کریمہ میں "لا يمسُّه" کی ضمیر قرآنِ مجید ہی کی طرف لوٹتی ہے؛ کیونکہ یہ آیات اسی کے بیان میں وارد ہوئی ہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ کیا کہہ رہے ہو، اور نہ جنابت کی حالت میں (مسجد کے قریب جاؤ)

مگر راہ گزرتے ہوئے، یہاں تک کہ غسل کر لو۔"

(سورۃ النساء:43)

وجہِ دلالت:

جب جنبی کے لیے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں، تو بدرجہ اولیٰ اس کے لیے مصحف کو چھونا اور اس میں سے پڑھنا بھی جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ قرآنِ مجید کی حرمت اس سے بھی زیادہ عظیم ہے۔

ثانیاً: آثار سے

عبدالرحمن بن یزید بن جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھے۔ وہ اپنی حاجت کے لیے گئے، پھر واپس آئے۔ میں نے عرض کیا: اے ابو عبداللہ! وضو کر لیجیے، شاید ہم آپ سے قرآن کی کچھ آیات کے بارے میں پوچھیں۔

انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھ لو؛ کیونکہ میں اسے (مصحف کو) نہیں چھوتا، بے شک اسے صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔

چنانچہ ہم نے ان سے سوال کیا، اور انہوں نے وضو کرنے سے پہلے ہی ہمیں پڑھ کر سنا دیا

حوالہ :الدرر السنية[22]

نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ نے اجازات دی ہے جنبی اور حائضہ کو مس مصحف کے لئے کیونکہ

---

[22] ttps://dorar.net/feqhia/520/%C2%A0المطلب-الرابع-مس-المصحف

منع کی دلیل واضح نہیں[23]

[23] هل يجوز للحائض و الجنب أن يمسا القرآن و يقرءاه ؟ حفظ

السائل : السؤال هل يحق للمرأة الحائض والرجل الجنب أن يمسّ القرآن أو يقرأه للعبادة أو للحفظ ؟

الشيخ : لا لا نجد في الكتاب ولا في السنة ما يدل على منع الحائض والجنب من مسّ القرآن أو تلاوته بل لعلنا نجد من القواعد والأصول ما يدل على خلاف ذلك ألا وهو الجواز ذلك لأن من الأصول التي تُبنى عليها فروع كثيرة قولهم الأصل في الأشياء الإباحة، فهنا لمس للقرآن وهنا قراءة من القرآن فكل من الأمرين الأصل في ذلك الإباحة فلا ينبغي الخروج على هذا الأصل إلا بدليل ... من الكتاب أو السنة الصحيحة ولا يوجد مطلقا في الكتاب ولا في السنة ما يمنع الجنب من مس القرآن أو تلاوته وكذلك المرأة الحائض بل قد نجد في تضاعيف السنة ما يشهد للأصل في ذلك، مثلا روى الإمام مسلم في صحيحه من حديث عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يذكر الله في كل أحيانه فهذه الكلية التي أطلقتها السيدة عائشة في حديثها تشمل أحيان الرسول عليه السلام كلها أي سواء كان طاهرا أو غير طاهر سواء كان على حدث أصغر أو حدث أكبر والذي يؤكد هذا المعنى العام في هذا الحديث من حديث عائشة أنها هي أيضا حدثتنا أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان قد يُصبح أحيانا جنبا من احتلام وفي رمضان فيدخل عليه الفجر وهو جنب من الاحتلام فيصوم ثم يغتسل.

ووجه الإستدلال بهذا أننا نعلم من أحاديث أخرى أيضا أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان لا ينام حتى يقرأ سورة تبارك وكان لا ينام في كثير من الليالي حتى يقرأ سورة المزمل، كذلك في بعض الأحاديث الحض على قراءة آية الكرسي وما تحفظ الدار ومن فيها من شر الشيطان ونحو ذلك من الأذكار المعروفة في كتب الأذكار، فالذي يأتي ما يدل على أن الرسول عليه السلام في تلك الليلة التي كان ينام فيها جنبا كان لا يقرأ هذا الذي شرعه إن صح التعبير للناس أن يقرؤوه بين يدي اضطجاعهم في نومهم.

فحديثنا السابق مع هذه الملاحظات مما يشعر المسلم بأنه لا حجْر على الجنب أن يقرأ شيئا من القرآن ولا شك أن بحثنا هو كما جاء في السؤال هل هناك منع مس قراءة للقرآن

السائل : مس للقرآن .

الشيخ : مس على، والقراءة .

السائل : والقراءة .

الشيخ : هذا هو، فأنا تكلمت على المسألتين والآن فرّعت الكلام على مسألة مسألة منهما ألا وهي القراءة فأقول إن ما سبق يدل على أن الأصل في هذه المسألة هو الجواز ولكن حينما نقول لا نجد ما يمنع نقصد أنه لا نجد ما يحرّم أما أنه يوجد ما يدل على كراهة تلاوة القرآن بغير طهارة فهذا موجود، ذلك أن الإمام أبا داود روى في سننه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قضى يوما حاجته وسرعان ما لقيه رجل فسلّم عليه فبادر الرسول عليه السلام إلى الجدار وتيمم ثم رد السلام وقال (إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) فنجد في هذا الحديث وهو بالطبع حديث صحيح الإسناد أن النبي صلوات الله وسلامه عليه كره أن يذكر اسم الله على غير طهارة، ذلك لأن السلام كما قال عليه السلام في الحديث الصحيح (السلام اسم من أسماء الله وضعه في الأرض فأفشوه بينكم) فلما أراد أن يرد السلام على من ألقى عليه السلام كره أن يرده إلا على طهارة ولما كانت الطهارة بالماء لا تتيسر له إلا بعد فوات المسلّم لذلك بادر إلى التيمم بالجدار ورد السلام .

فإذا كان هذا شأنه عليه السلام أن يقول (إني كرهت أن أذكر . . .) ، أي أن أقول "وعليكم السلام" إلا على طهر فأولى أن يكون قراءة القرآن مكروها من إلقاء السلام، ولذلك فنحن نخرج بنتيجة وهي أن قراءة القرآن من المحدث ولو الحدث الأصغر فضلا عن المحدث حدثا أكبر وإن كانت هذه القراءة جائزة ولكنها مكروهة ولا نستطيع أن نقول بأن هذه الكراهة كراهة تحريم لما سبق من حديث السيدة عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يذكر الله في كل أحيانه ولا حاجة للتساؤل إلى أن الذكر هنا لم يذكر فيه القرآن لأننا نقول أول ما يتبادر إلى ذهن المسلم الفاهم للغة العربية أن الذكر أول ما يدخل في هذا اللفظ هو القرآن الكريم لأن الله عز وجل أطلق عليه اسم الذكر في غير ما آية حيث آية في الآية المشهورة ((وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم)) وفي الآية الأخرى ((إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون)) فقول السيدة عائشة كان يذكر الله من معناه أنه كان يقرأ كلام الله في كل أحيانه سواء كان جنبا أو كان طاهرا ولكن في قوله السابق (إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) ما يُشعر بأن الأولى بالمسلم أن لا يذكر الله إلا على طهارة كاملة .

لكن هذا إنما يقال في الجنب سواء كان رجلا أو امرأة حيث بإمكان كل منهما أن يتطهر حتى بالتيمم حينما لا يتمكن من استعمال الماء ، إذا عرفنا هذا فالحائض لها حكم آخر، لها حكم أيسر من ذلك الحكم السّابق بالنسبة للجنب، ذلك لأن الجنب يمكن أن يُقال له تطهر أما المرأة الحائض فلا يقال لها شرعا تطهر ولو أنها تنطعت ثم اغتسلت مريدة التطهر لما استطاعت أن تطهر ولو اغتسلت بمياه الأبحر السبعة فهي إذًا لا تستطيع أن تطهر شرعا ولذلك فالمفروض أن يكون الشارع الحكيم يتسامح معها أكثر مما يتسامح مع الرجل الجنب الذي أباح له أن يقرأ القرآن عن جنابة مع الكراهة كما شرحنا آنفا أما المرأة الحائض فلو قيل لها هذا لكان معنى ذلك التحريج عليها وصرفها عن تلاوة القرآن مدة حيضها وقد تبلغ أحيانا الأسبوع الكامل وقد تزيد أحيانا .

لذلك نجد في بعض الأحاديث الصحيحة ما فيه مأخذ واضح أن الحائض يجوز لها أن تتلو القرآن فأول ذلك حديث السيدة عائشة رضي الله عنها في حجة النبي عليه الصلاة والسلام حينما في مكان قريب من مكة يدعى بسرف فدخل الرسول صلوات الله وسلامه عليه على عائشة فوجدها تبكي فقال لها ما لك ؟ (أنفست؟) قالت نعم يا رسول الله، قال عليه الصلاة والسلام (هذا أمر كتبه الله على بنات أدم فاصنعي ما يصنع الحاج غير أن لا تطوفي ولا تصلي) ففي هذا الحديث إشارة إلى أن المرأة الحائض لا تُمنع من دخول المسجد الحرام لأنه قال لها (غير ألا تطوفي) ما قال لها لا تدخلي المسجد بل أباح لها بالنص العام (اصنعي ما يصنع الحاج) ، فماذا يصنع الحاج، كل حاج سواء كان رجلا أو امرأة لا بد من دخول المسجد الحرام ولا بد من إتيان الطواف والسعي بين الصفا والمروة ولا بد من ذكر الله، تلاوة القرآن ونحو ذلك من الأذكار المشروعة ثم الجلوس في المسجد لعبادة الله عز وجل وذكره فحينما وجدنا الرسول عليه الصلاة والسلام يقول لها (اصنعي ما يصنع الحاج) اصنعي كل ما يصنع الحاج ومما يصنعه الحاج ابتداء دخول المسجد إذًا فقد أذن لها ان تدخل المسجد الحرام، إذًا فقد أذن لها أن تدخل مساجد الدنيا لأن المسجد الحرام كما تعلمون جميعا هو أفضل مسجد وُجد على الأرض فإذا أذن الرسول صلوات الله وسلامه عليه لها بأن تدخل المسجد الحرام لكن لا تصلي فأولى وأولى أن تدخل لأي مسجد من مساجد الدنيا ثم بعد هذا التعليل الذي . . . المسجد وبالتالي . . . القراءة أيضا استثنى الصلاة والطواف، فبقي كل شيء على الأصل وعلى ما يشمله هذا النص العام (اصنعي ما يصنع الحاج) فإذًا الحائض تستطيع أن تقرأ القرآن لي في

https://alathar.net/home/esound/index.php?op=codevi&coid=158339

ملاحظہ: جمہور کی رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے اور خروجا عن الخلاف اختلاف سے بچنے کی غرض سے احتیاط کرتے ہوئے ہوئے عملا جنبی کو چاہئے کہ وہ غسل کرلے اور جنابت دور کرلے مصحف چھوکر تلاوت سے پہلے کیونکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی جنبی کی

سورة محددة معينة بل في كل الصور وتستطيع أن تقرأ القرآن كله، و . . . هذا الحكم وأن المرأة لا يتغيّر شيء من الأحكام المترتبة عليها في حالة طهرها فيما إذا خرجت من الحالة الأخرى وهي الحيض، مما يدل على ذلك ما رواه مسلم في صحيحه عن السيدة عائشة أيضا رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (يا عائشة ما ناوليني الخمرة من المسجد) والخُمرة هو سجاد الصلاة، بساط الصلاة (ناوليني الخمرة من المسجد) قالت يا رسول الله إني حائض قال عليه السلام (إن حيضتك ليست في يدك) فهي كانت تتوهم أن لمس الحائض لثوب ما كأنه يلوثه إن كان لا ينجسه ولذلك استغربت حينما سمعت النبي عليه السلام يقول لها (ناوليني الخمرة من المسجد) قالت إني حائض قال (إن حيضتك ليست في يدك) نحن على وِزان هذا نقول إن حيضتها ليست في قدميها ليست في بدنها فإذا دخلت المسجد وجلست فيه فما عليها من بأس لأن حيضتها ليست على ظاهر بدنها ويؤكد هذا المعنى أخيرا حديث أخرجه البخاري في صحيحه من حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم جاء إليهم، إلى جمع من الصحابة وفيهم أبو هريرة فانخنس وانسل ثم رجع ورأسه يقطر ماء فسأله عليه السلام عن غيبته فقال له إنه كان جُنبا وكأنه كره أن يصافحه عليه السلام.

يعني كأنه تصور ما تصورت السيدة عائشة فهي قالت إني حائض كأن حيضتها في يدها وهي جنب كأنه الجنابة في يده فهو يعني . . . بالرسول عليه السلام أن يصافح رجلا جنبا فرأه يبتسم فقال له عليه الصلاة والسلام (سبحان الله إن المؤمن لا ينجس) فإذًا المؤمن كما جاء في حديث آخر لا ينجس حيا ولا ميتا سواء كان حائضا أو جنبا ففيم إذًا نحرم عليهما تلاوة القرآن أو مس القرآن؟ ليس هناك ما يمنع من ذلك إطلاقا بل في هذه النصوص التي يُستفاد منها مع شيء من أن . . . والتفكر فيها والتدبر إباحة القراءة وكذلك إباحة المس على الأصل أن المؤمن طاهر لا ينجس.

تلاوت اجازت کے ساتھ مکروہ ہی کہتے ہیں اور مجبوری میں اٹھانا پڑے جیسے ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنے کے لئے تو ایسی صورت میں مسِ مصحف معفوعنہ ہے بہتر ہے کہ کپڑا یا کوئی آڑ سے چھو کر اُٹھا لے۔

1 مقالہ: جنبی اور حائضہ و نفاس کے بعض مشترکہ مسائل

جنبی کے لئے حالتِ جنابت میں اور حائضہ کے لئے حالتِ حیض میں قرآن مجید کی تلاوت؟

سیدنا عبد اللہ ابن عباس جنابت کی حالت میں بھی مصحف کے بغیر قرآنِ مجید کی تلاوت کے قائل تھے۔

نوٹ: جمہور اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن عباس کا قول محمول کیا جائے گا ایک دو آیت کے لئے نہ مستقل تلاوت کے لئے۔

نوٹ: خواتین حیض کے دنوں میں دوسرے ذکر واذکار کی پابندی کر سکتی ہیں مگر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ خصوصاً وہ خواتین جو قرآن کی حافظہ ہیں وہ مصحف کو ہاتھ میں لئے بغیر تلاوت کر سکتی ہیں۔ واللہ اعلم

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، مَا لَمْ يَكُنْ

جُنُبًا"))

نبی کریم ﷺ ہر حالت میں ہمیں قرآنِ مجید پڑھاتے اور اگر آپ ﷺ جنابت کی حالت میں ہوتے تو اس وقت قرآنِ مجید نہ پڑھاتے۔[24]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقْرَأْ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))

"حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وسَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيل يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيل بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي، عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيث مَنَاكِيرَ، كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيل بْنَ عَيَّاشٍ، عَنْ أَهْلِ الشَّامِ، وقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِسْمَاعِيل بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ))

کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات سنی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اسماعیل

---

[24] (مصنف ابن ابی شیبۃ:2/223، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر"، حدیث نمبر :1114، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے "حسن؛ لحال ابن سلمة، تقدم[1085])

بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اہل حجاز اور اہل عراق سے روایت کرے اور منفرد ہو تو اس کی روایت ضعیف ہے منکر ہے گویا اس کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیتے ہیں جب وہ منفرد ہو اگر اسماعیل ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اہل شام سے روایت بیان کرتے ہیں تو وہ روایات صحیح ہیں، اہل شام کے علاوہ کسی اور سے بیان کریں تو وہ روایات منکر مانی جائیں گی امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بہتر ہیں بقیہ سے کیونکہ بقیہ ثقات سے منکر احادیث بیان کرتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔[25]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَنَّ الْجُنُبَ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى تَحْرِيمِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الْجُنُبِ الْقَاسِمُ وَالْهَادِي وَالشَّافِعِيُّ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْآيَةِ وَمَا دُونَهَا وَمَا فَوْقَهَا. وَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى

---

[25] (سنن الترمذی، کتاب الطهارة، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لاَ يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ- جنبی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر:131، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تخريج الحديث: "سنن ابن ماجه/الطهارة 105[595][تحفة الأشراف:8474][منكر][سند میں راوی اسماعیل بن عیاش کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہوتی ہے، اور موسیٰ بن عقبہ مدنی ہیں]"، قال الشيخ الألباني: منكر، ابن ماجة (595)، ضعيف سنن ابن ماجة [130]، المشكاة [461]، الإرواء [192]، ضعيف الجامع الصغير وزيادته الفتح الكبير - بترتيبى - برقم [6364])

أَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ قِرَاءَةُ دُونَ آيَةٍ إِذْ لَيْسَ بِقُرْآنٍ))
کہ جنبی شخص قرآنِ مجید کی تلاوت نہ کرے القاسم رحمۃ اللہ علیہ، الہادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت سے منع کیا ہے چاہے وہ ایک آیت ہو یا اس سے کم ہو یا زیادہ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ایک آیت سے کم ہو تو جائز ہے کیونکہ اس وقت وہ قرآن نہیں کہلاتا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ آیت سے کم کچھ تلاوت کرنا قرآن تلاوت کرنے جیسا نہیں ہے۔[26]

جنبی کے لئے قرآنِ مجید کو چھونا یا تلاوت کرنے بارے میں علمائے کرام کے اقوال

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَفِيمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ إِبَاحَةُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ كَذَلِكَ ، وَمَنْعُ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ خَاصّةً وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ))
یعنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث ہم نے نقل کی ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بغیر وضو اللہ کا ذکر کرنا اور قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا مباح ہے اور خصوصاً جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا

---

[26] (نیل الاوطار للشوکانی: 1/ 283، أبواب موجبات الغسل، باب تحريم القراءة على الحائض والجنب، الناشر: دار الحدیث مصر)

ہے احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔[27]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُحْدِثَ أَوِ الْجُنُبَ لَا يَجُوزُ لَهُ حَمْلُ الْمُصْحَفِ وَلَا مَسُّهُ))

اکثر اہل علم کا اسی بات پر عمل ہے کہ بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور اگر کوئی جنبی ہو تو قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا یا قرآنِ مجید کو اٹھانا جائز نہیں۔

((وَقَالَ مَالِكٌ :لَا يَحْمِلُ الْمُصْحَفَ بِعِلاقَتِهِ، وَلا عَلَى وِسَادَةٍ إِلا وَهُوَ طَاهِرٌ إِكْرَامًا لِلْقُرْآنِ، وَتَعْظِيمًا لَهُ وَجَوَّزَ الْحَكَمُ، وَحَمَّادٌ، وَأَبُو حَنِيفَةَ حَمْلَهُ وَمَسَّهُ. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: «لَا يَمَسُّ الْمَوْضِعَ الْمَكْتُوبَ». وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ جَارِيَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ لِتَأْتِيَهُ بِالْمُصْحَفِ، فَتُمْسِكَهُ بِعِلاقَتِهِ. وَكَانَ الشَّعْبِيُّ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَأْخُذَ بِعِلاقَةِ الْمُصْحَفِ غَيْرُ طَاهِرٍ))

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر کوئی جنبی ہو تو قرآنِ مجید کی تکریم و تعظیم کے مدِّنظر قرآنِ مجید کو جزدان سے بھی نہ پکڑے اور نہ تکئیے پر رکھے الّایہ کہ وہ پاک صاف ہو، حکم رحمۃ اللہ علیہ، حماد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنبی

---

[27] (شرح معانی الآثار للطحاوی:1/87،کتاب الطہارۃ،" باب ذكر الجنب الحائض والذي ليس على وضوء ، وقراءتهم القرآن"،الناشر:عالم الکتب)

شخص قرآنِ مجید کو چھو بھی سکتا ہے اور جنبی شخص کا قرآنِ مجید کو اٹھانا بھی جائز ہے البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جہاں پر قرآنِ مجید کے الفاظ تحریر ہوں اس کو ہاتھ نہ لگائے، ابو وائل اپنی کنیز کو ابورزین کے پاس بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ قرآنِ مجید لیکر آئے جب وہ کنیز حیض سے ہوتی تو قرآنِ مجید کو غلاف سے پکڑ کر لایا کرتی تھی، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل تھے کہ ناپاک شخص قرآنِ مجید کو غلاف کے ذریعے پکڑ سکتا ہے۔[28]

حائضہ اور جنبی کے لئے تلاوتِ قرآن کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

((وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: لَا تَقْرَأْ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ، وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ))

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے اکثر اہل علم اور ان کے بعد کے لوگ مثلاً سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور

[28] (شرح السنۃ للبغوی: 2/48، کتاب الطہارۃ،" باب المحدث لا یمس المصحف"، الناشر: المکتب الاسلامی، دمشق۔بیروت)

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے کہ حائضہ اور جنبی آیت کے کسی ٹکڑے یا ایک آدھ حرف کے سوا قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، ہاں ان لوگوں نے جنبی اور حائضہ کو تسبیح و تہلیل کی اجازت دی ہے۔[29]

2 مقالہ: حائضہ سے متعلق اَحکامات الدرر السنیۃ سے

1) تلاوت قرآن

2) مصحف کو چھونا

3) ذکر کرنا

1۔ پہلا مسئلہ: حائضہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا

حائضہ کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے اور یہ مالکیہ اور ظاہریہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی قدیم قول اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ایک روایت یہی ہے اور اسی کو طبری رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے یہی فتوی جاری کیا ہے۔

اس کی درج ذیل وجوہات ہیں :

❖ اول: یہ مسلمہ امر ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دور میں عورتیں حائضہ ہوا کرتی تھیں

---

[29] (سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لاَ يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ- جنبی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، تحت حدیث نمبر:131)

اور نبی ﷺ انہیں قرآن کریم کی تلاوت سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے، اگر حائضہ کو اس سے منع کیا جاتا تو صحیح اور صریح احادیث میں اس کی ممانعت ضرور وارد ہوتی جیسے نماز اور روزہ سے ممانعت ثابت ہے؛ چونکہ اس ضمن میں ناقابل حجت احادیث وارد ہیں، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے عورتوں کو قرآن مجید کی تلاوت سے منع نہیں کیا۔

- دوم: حیض کا تعلق عورت کے تصرف واختیار سے خارجی امر ہے اور وہ اس کو ختم نہیں کر سکتی اور کبھی اس کی مدت طویل ہو جاتی ہے اور کبھی وہ اپنی حفظ کردہ چیزیں بھول جاتی ہے۔

2-حائضہ کا مصحف قرآنی کو چھونا

حائضہ کا مصحف قرآنی کو چھونا ناجائز ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر اہل علم کا اتفاق نقل کیا گیا ہے۔

دلائل-اول: کتاب اللہ کی دلیل

فرمان الٰہی ہے:

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لا يَمَسُّهُ إِلا الْمُطَهَّرُونَ [الواقعة:77-79].

"کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے(77) جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے(78) جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں"(79)

آیت سے استدلال کی صورت:

دونوں حدث اصغر اور اکبر سے پاک رہنے والے کو (یعنی جنہوں نے غسل کرکے باوضوہوکر پاکی حاصل کرلی) "المطهَّر" کہتے ہیں اور اسی طرح حیض سے پاک ہو کر غسل وضوسے پاکی حاصل لرلے وہی عورت پاک ہوتی ہے۔

دوم: سنت نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دلائل

حدیث:((لا يَمسَّ القرآنَ إلَّا طاهرٌ))

حدیث:"قرآن مجید کو صرف طاہر شخص ہی چھوئے۔"[30]

---

[30] (1) ۔اس حدیث کو طبرانی نے(12/313)(13217)میں،دارقطني نے(1/121)میں اور بیهقي نے(417)میں سیدنا عبداللہ بن رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے مروی حدیث سے روایت کیا ہے۔ ابن الملقِّن رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "شرح البخاري"(5/31) میں اس حدیث کی اسناد کو عمدہ قرار دیا، ہیثمی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "مجمع الزوائد"(1/281)میں اس حدیث کے راویوں کو ثقہ کہا اور شیخ البانی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے" صحیح الجامع"(7780) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔اور دارمي نے (2266) میں ،ابن حبان رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے (6559)میں، بیہقی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے(416)میں عمرو بن حزم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی اس حدیث کو روایت کیا۔امام احمد رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے فرمایا :مجھے اس حدیث کے صحیح ہونے کی توقع ہے جیسا کہ بیہقی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ کی "السنن الكبرى"(4/89)میں ہے۔اور دارمی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ، ابوزرعہ الرازی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ اور ابوحاتم الرازی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے اس کی موصول اسناد کو حسن قرار دیا جیسا کہ بیہقی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ کی "السنن الكبرى"(4/89)میں ہے اور ابن الملقِّن رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "شرح البخاري"(5/26)میں اس حدیث کو عمدہ قرار دیا اور ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "موافقة الخبر الخبر" (2/386) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا اور ابن باز رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "مجموع الفتاوى" (24/336) میں اور البانی رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے "إرواء الغليل" (122) میں حدیث کو صحیح قرار دیا۔اور مالک نے "الموطا" (2/278)میں اور بیہقی نے "معرفة السُّنن والآثار"(1/318)(212) میں عبداللہ بن أبي بکر بن محمَّد بن عمرو بن حزم سے ان کی مشہور کتاب میں مروی یہ حدیث روایت کی۔ابن عبدالبر رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ نے"التمهيد"(17/396)میں فرمایا:اس کتاب کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ اس کو جمہور علماء کرام کا قبول عام حاصل ہے۔اور ابن دقیق العید نے "الإلمام"(1/87)میں فرمایا:یہ حدیث مرسل ہے،اور بعض لوگ کتاب کی شہرت اور اس کو ملنے والی قبولیت کو دلیل بناتے ہوئے اس حدیث کو ثابت بتاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس بناء پر اسناد کے مطالبہ سے بے نیازی برتی جاسکتی ہے۔اور ألباني نے "أداء ماوجب"

حدیث سے وجہ دلالت :

دونوں حدث اصغر اور اکبر سے پاک رہنے والا ہی "الطَّاهِر" ہے اور اسی طرح عورت کا حیض سے پاک ہو کر غسل کر لینا ضروری ہے۔

آثار صحابہ سے دلیل

((عن عبد الرَّحمن بن يزيدَ عن سلمانَ الفارسيّ رَضِيَ اللهُ عنه، قال: (كنَّا معه في سفرٍ، فانطلَقَ فقضى حاجتَه، ثمَّ جاء، فقلت: أيْ أبا عبدِ الله، توضَّأْ؛ لعلَّنا نسألُك عن آيٍ من القرآنِ، فقال: سَلُوني؛ فإنّي لا أَمسُّه؛ إنَّه لا يَمسُّه إلَّا المطهَّرونَ، فسأَلْناه، فقرأ علينا قبل أن يتوضَّأَ)(٢).

عبد الرّحمن بن یزید سے روایت ہے کہ: (ہم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، وہ قضائے حاجت کے لئے جاکر واپس آئے تو میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! وضوء فرمالیں تاکہ ہم آپ سے قرآنی آیات کے بارے میں سوال کر سکیں، تو فرمایا؛ پوچھو؛ میں قرآن کو چھونے والا نہیں ہوں کیونکہ قرآن مجید کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں؛ ہم نے ان سے سوال کئے تو انہوں نے وضوء کرنے سے پہلے ہی ہمیں قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں)[31]

---

(110) میں اس حدیث کو مرسلا صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ: یہ حدیث موصولا بھی وارد ہوئی ہے۔

[31] (ابن أبي شيبة نے "المصنف" (1106) میں، دار قطني نے (1/ 124) میں اور بيهقي نے (430) میں اس اثر کو روایت

3۔ تیسرا مسئلہ: اللہ تعالی کا ذکر کرنا

حائضہ اور زچہ عورتیں، اللہ عزوجل کا ذکر کر سکتی ہیں اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا گیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کے دلائل

قولُ النبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم لعائِشةَ وهي حائِضٌ: افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي "... قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ"

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ... نبی ﷺ نے ان سے فرمایا جب کہ وہ حائضہ تھیں: "اب تم وہ سب کر سکتی ہو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔[32] "(ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتے ہیں کہ پھر میں یوم النحر کو پاک ہوئی)

کیا ہے۔ اور دار قطني نے (1/124) میں اس روایت کو صحیح کہا اور زیلعي نے "نصب الراية" (1/199) میں اس حدیث کو عمدہ قرار دیا)

32 (صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام و مسائل / باب: اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی۔ حدیث نمبر: 305،1650، صحیح مسلم / حج کے احکام و مسائل / باب: احرام کی اقسام کا بیان، اور حج افراد، تمتع، اور قران تینوں جائز ہیں، اور حج میں عمرہ کو داخل کرنا یعنی حج تمتع کرنا جائز ہے، اور حج قارن والا اپنے حج سے کب حلال ہو جائے؟، حدیث نمبر: 1211، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

حدیث سے وجہ دلالت :

نبی ﷺ نے مناسک حج میں سے صرف طواف ہی کو مستثنیٰ فرمایا اور حج کے اعمال میں ذکر، تلبیہ اور دعاء ہوتے ہیں اور حائضہ کو ان میں سے کسی امر سے نہیں روکا گیا۔

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ، قَالَتْ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ"))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کا ذکر ہر وقت کرتے تھے۔[33]

حدیث سے وجہ دلالت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول "ہر وقت" کا عام معنی و مفہوم ہے اور اس عام وقت میں جنابت کی حالت بھی ہے اور اسی پر حیض کو قیاس کیا جائے گا۔

3 مقالہ: حائضہ قرآن کی تلاوت کرنے کا حکم؟ معاصرین کے ویب سائٹ سے

1- شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ: جہاں تک صرف تلاوت کا مسئلہ ہے، اسکی اجازت ہے منع کی دلیل نہیں ہے، البتہ مصحف کو پکڑ کر تلاوت میں اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ اگر حاجت ہو تو پڑھ لے دستانہ کے آڑ

---

[33] (امام بخاری نے حدیث نمبر: 634 سے پہلے اس حدیث کو تعلیقاروایت کیا ہے، صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: جنابت ہو یا غیر جنابت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان۔ صحیح مسلم: 373)

سے۔[34]

2-حائضہ قرآن کی تلاوت کرنے کے بارے میں

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت دی ہے[35]

---

[34] https://binothaimeen.net/content/11611#:~:text=%D9%88%D9%85%D9%86%D9%87%D9%85%20%D9%85%D9%86%20%D9%82%D8%A7%D9%84%3A%20%D8%A5%D9%86%20%D8%A7%D9%84%D8%AD%D8%A7%D8%A6%D8%B6,%D9%81%D9%8A%20%D9%85%D9%86%D8%B9%20%D8%A7%D9%84%D8%AD%D8%A7%D8%A6%D8%B6%20%D9%85%D9%86%20%D8%A7%D9%84%D9%82%D8%B1%D8%A7%D8%A1%D8%A9.

[35] حكم قراءة القرآن الكريم للحائض

س: هل يجوز للمرأة أن تقرأ القرآن الكريم في أيام عذرها؟ وهل لها أن تقرأ القرآن الكريم إذا أوت إلى النوم وتقرأ آية الكرسي بدون أن تلمس المصحف؟ نرجو من سماحة الشيخ أن يتفضل بإشباع هذا الموضوع حتى نكون فيه على بصيرة.

جواب: الحمد لله وصلى الله وسلم على رسول الله، أما بعد: فقد سبق أن تكلمت في هذا الموضوع غير مرة وبينت أنه لا بأس ولا حرج أن تقرأ المرأة وهي حائض أو نفساء ما تيسر من القرآن عن ظهر قلب؛ لأن الأدلة الشرعية دلت على ذلك وقد اختلف العلماء رحمة الله عليهم في هذا:

فمن أهل العلم من قال: إنها لا تقرأ كالجنب واحتجوا بحديث ضعيف رواه أبو داود عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ أنه قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن وهذا الحديث ضعيف عند أهل العلم، لأنه من رواية إسماعيل بن عياش عن الحجازيين، وروايته عنهم ضعيفة.

وبعض أهل العلم قاسها على الجنب قال: كما أن الجنب لا يقرأ فهي كذلك. لأن عليها حدثا أكبر يوجب الغسل، فهي مثل الجنب.

والجواب عن هذا: أن هذا قياس غير صحيح، لأن حالة الحائض والنفساء غير حالة الجنب، فالحائض والنفساء مدتهما تطول وربما شق عليهما ذلك وربما نسيتا الكثير من حفظهما

3-حائضہ کو تلاوت سے منع کرنے والی روایت ضعیف ہے:

ما روي من حديث ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن " رواه الترمذي (131) وابن ماجه (595) والدارقطني (1/117) والبيهقي(1/89)وهو حديث ضعيف لأنه من رواية إسماعيل بن

للقرآن الكريم، أما الجنب فمدته يسيرة متى فرغ من حاجته اغتسل وقرأ، فلا يجوز قياس الحائض والنفساء عليه، والصواب من قولي العلماء: أنه لا حرج على الحائض والنفساء أن تقرأ ما تحفظان من القرآن، ولا حرج أن تقرأ الحائض والنفساء آية الكرسي عند النوم، ولا حرج أن تقرأ ما تيسر من القرآن في جميع الأوقات عن ظهر قلب، هذا هو الصواب، وهذا هو الأصل، ولهذا أمر النبي ﷺ عائشة لما حاضت في حجة الوداع قال لها: افعلي ما يفعل الحاج غير ألا تطوفي بالبيت حتى تطهري ولم ينهها عن قراءة القرآن.

ومعلوم أن المحرم يقرأ القرآن. فيدل ذلك على أنه لا حرج عليها في قراءته؛ لأنه ﷺ إنما منعها من الطواف؛ لأن الطواف كالصلاة وهي لا تصلي وسكت عن القراءة، فدل ذلك على أنها غير ممنوعة من القراءة، ولو كانت القراءة ممنوعة لبينها لعائشة ولغيرها من النساء في حجة الوداع وفي غير حجة الوداع. ومعلوم أن كل بيت في الغالب لا يخلو من الحائض والنفساء، فلو كانت لا تقرأ القرآن لبينه ﷺ للناس بيانا عاما واضحا حتى لا يخفى على أحد.

أما الجنب فإنه لا يقرأ القرآن بالنص ومدته يسيرة متى فرغ تطهر وقرأ فقد كان النبي ﷺ يذكر الله في كل أحيانه إلا إذا كان جنبا انحبس عن القرآن حتى يغتسل عليه الصلاة والسلام، كما قال علي رضي الله عنه: كان عليه الصلاة والسلام لا يحجبه شيء عن القرآن سوى الجنابة.

وثبت عنه عليه الصلاة والسلام أنه قرأ بعدما خرج من محل الحاجة، فقد قرأ وقال: هذا لمن ليس جنبا أما الجنب فلا ولا آية فدل ذلك على أن الجنب لا يقرأ حتى يغتسل

عياش عن الحجازيين وروايته عنهم ضعيفة ، قال شيخ الإسلام ابن تيمية(21/460):وهو حديث ضعيف باتفاق أهل المعرفة بالحديث أ.هـ . وينظر : نصب الراية1/195والتلخيص الحبير1/183.

4-امام مالک، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ[36] نے بھی اجازت دی ہے

---

[36] وذهب بعض أهل العلم إلى جواز قراءة الحائض للقرآن وهو مذهب مالك ، ورواية عن أحمد اختارها شيخ الإسلام ابن تيمية ورجحه الشوكاني واستدلوا على ذلك بأمور منها:

-١أن الأصل الجواز والحل حتى يقوم دليل على المنع وليس هناك دليل يمنع من قراءة الحائض للقرآن ، قال شيخ الإسلام ابن تيمية : ليس في منع الحائض من القراءة نصوص صريحة صحيحة ، وقال : ومعلوم أن النساء كن يحضن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولم يكن ينههن عن قراءة القرآن ، كما لم يكن ينههن عن الذكر والدعاء .

-٢أن الله تعالى أمر بتلاوة القرآن ، وأثنى على تاليه ووعده بجزيل الثواب وعظيم الجزاء فلا يمنع من ذلك إلا من ثبت في حقه الدليل وليس هناك ما يمنع الحائض من القراءة كما تقدم

-٣أن قياس الحائض على الجنب في المنع من قراءة القرآن قياس مع الفارق لأن الجنب باختياره أن يزيل هذا المانع بالغسل بخلاف الحائض ، وكذلك فإن الحيض قد تطول مدته غالباً ، بخلاف الجنب فإنه مأمور بالإغتسال عند حضور وقت الصلاة .

-٤أن في منع الحائض من القراءة تفويتاً للأجر عليها وربما تعرضت لنسيان شيء من القرآن أو احتاجت إلى القراءة حال التعليم أو التعلم .

فتبين مما سبق قوة أدلة قول من ذهب إلى جواز قراءة الحائض للقرآن ، وإن احتاطت المرأة واقتصرت على القراءة عند خوف نسيانه فقد أخذت بالأحوط .

ومما يجدر التنبيه عليه أن ما تقدم في هذه المسألة يختص بقراءة الحائض للقرآن عن ظهر قلب ، أما القراءة من المصحف فلها حكم آخر حيث أن الراجح من قولي أهل العلم تحريم مس المصحف للمُحدث لعموم قوله تعالى : (لا يمسه إلا المطهرون) ولما جاء في كتاب عمرو بن حزم الذي كتبه النبي صلى الله عليه وسلم إلى أهل اليمن وفيه : " ألا يمس القرآن إلا

جس موبائیل فون میں قرآنِ مجید ہو اس کو بغیر وضو ہاتھ لگانا اور اس کے ذریعے تلاوت کرنے کا حکم؟

وقد سئل الشيخ عبد الرحمن بن ناصر البراك : ما حكم قراءة القرآن من جهاز الجوال بدون طهارة ؟

فأجاب حفظه الله : " الجواب: الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد. فمعلوم أن تلاوة القرآن عن ظهر قلب لا تشترط لها الطهارة من الحدث الأصغر، بل من الأكبر، ولكن الطهارة لقراءة القرآن ولو عن ظهر قلب أفضل، لأنه كلام الله ومن كمال تعظيمه ألا يقرأ إلا على طهارة . وأما قراءته من المصحف فتشترط

طاهر " رواه مالك ١٩٩/١ والنسائي ٥٧/٨ وابن حبان ٧٩٣ والبيهقي ٨٧/١ قال الحافظ ابن حجر : وقد صحح الحديث جماعة من الأئمة من حيث الشهرة ، وقال الشافعي : ثبت عندهم أنه كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقال ابن عبدالبر : هذا كتاب مشهور عند أهل السير معروف عند أهل العلم معرفة يستغني بشهرتها عن الإسناد لأنه أشبه المتواتر لتلقي الناس له بالقبول والمعرفة .أ.هـ وقال الشيخ الألباني عنه : صحيح .التلخيص الحبير ١٧/٤ وانظر : نصب الراية ١٩٦/١ إرواء الغليل ١٥٨/١ .

حاشية ابن عابدين ١٥٩/١ المجموع ٣٥٦/١ كشاف القناع ١٤٧/١ المغني ٤٦١/٣ نيل الأوطار ٢٢٦/١ مجموع الفتاوى ٤٦٠/٢١ الشرح الممتع للشيخ ابن عثيمين ٢٩١/١ .

ولذلك فإذا أرادت الحائض أن تقرأ في المصحف فإنها تمسكه بشيء منفصل عنه كخرقة طاهرة أو تلبس قفازا ، أو تقلب أوراق المصحف بعود أو قلم ونحو ذلك ، وجلدة المصحف المخيطة أو الملتصقة به لها حكم المصحف في المسّ ، والله تعالى أعلم

.https://islamqa.info/ar/answers/٢٥٦٤/%D٩%٨٢%D٨%B١%D٨%A٧%D٨%A١%D٨%A٩-%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٩%٨٢%D٨%B١%D٨%A٧%D٩%٨٦-%D٨%A٧%D٨%AB%D٩%٨٦%D٨%A٧%D٨%A١-%D٨%A٧%D٩%٨٤%D٨%AD%D٩%٨A%D٨%B٦

الطهارة للمس المصحف مطلقاً ، لما جاء في الحديث المشهور : (لا يمس القرآن إلا طاهر) ولما جاء من الآثار عن الصحابة والتابعين ، وإلى هذا ذهب جمهور أهل العلم ، وهو أنه يحرم على المحدث مس المصحف ، سواء كان للتلاوة أو غيرها ،وعلى هذا يظهر أن الجوال ونحوه من الأجهزة التي يسجل فيها القرآن ليس لها حكم المصحف ،لأن حروف القرآن وجودها في هذه الأجهزة تختلف عن وجودها في المصحف ، فلا توجد بصفتها المقروءة ، بل توجد على صفة ذبذبات تتكون منها الحروف بصورتها عند طلبها ، فتظهر الشاشة وتزول بالانتقال إلى غيرها ، وعليه فيجوز مس الجوال أو الشريط الذي سجل فيه القرآن ، وتجوز القراءة منه ، ولو من غير طهارة والله أعلم " انتهى نقلا عن موقع: "نور الإسلام."

وسئل الشيخ صالح الفوزان حفظه الله : أنا حريص على قراءة القرآن وعادة أكون في المسجد مبكرا ومعي جوال من الجوالات الحديثة التي فيها برنامج كامل للقرآن الكريم -القرآن كاملا- بعض المرات : لا أكون على طهارة فأقرأ ما يتيسر وأقرأ بعض الأجزاء ، هل تجب الطهارة عند القراءة من الجوالات ؟فأجاب : "هذا من الترف الذي ظهر

على الناس ، المصاحف والحمد لله متوفرة في المساجد وبطباعة فاخرة ، فلا حاجة للقراءة من الجوال ، ولكن إذا حصل هذا فلا نرى أنه يأخذ حكم المصحف. المصحف لا يمسه إلا طاهر ، كما في الحديث : (لا يمس القرآن إلا طاهر) وأما الجوال فلا يسمى مصحفا " انتهى . وقراءة القرآن من الجوال فيها تيسير للحائض ، ومن يتعذر عليه حمل المصحف معه ، أو كان في موضع يشق عليه فيه الوضوء ، لعدم اشتراط الطهارة لمسه كما سبق))

الشیخ عبد الرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ کا قول:

یہ بات واضح ہے کہ زبانی تلاوت کرنے کیلیے وضو کی شرط نہیں لگائی جاتی، تاہم زبانی تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا افضل اور بہتر ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے اور باوضو ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا قرآن مجید کی کامل تعظیم میں شامل ہے جبکہ قرآن مجید پکڑ کر تلاوت کرنے کیلیے مطلق طور پر باوضو ہونا شرط ہے؛ جیسے کہ مشہور حدیث میں ہے کہ: (قرآن مجید کو باوضو شخص ہی ہاتھ لگائے) اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی اس بارے میں آثار منقول ہیں، اسی بات کے جمہور اہل علم قائل ہیں کہ بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگانا چاہے تلاوت کیلیے ہاتھ لگانا مقصود ہو یا کسی اور مقصد سے، اس بنا پر موبائل یا دیگر جدید آلات جن میں قرآن مجید ریکارڈ

ہوتا ہے ان کا حکم مصحف والا نہیں ہے کیونکہ ان آلات میں قرآن مجید کے حروف اس طرح نہیں ہوتے جیسے کہ مصحف میں ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ موبائل میں قرآن مجید لہروں اور شعاعوں کی شکل میں ہوتا ہے جن سے ضرورت کے وقت قرآن مجید کی شکل بن کر عیاں ہوتی ہے، لہٰذا اگر قرآن مجید کھول کر کوئی اور پروگرام کھول لیا جائے تو قرآن مجید اسکرین سے غائب ہو جاتا ہے، اس لیے موبائل کو یا کیسٹ جس میں قرآن مجید ریکارڈ ہے ہاتھ لگایا جاسکتا ہے، اسی طرح موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے، چاہے وضو نہ بھی ہو "

"(سوال کرنے والے نے الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے پوچھا) مجھے قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق ہے، عام طور پر میں مسجد میں جلدی پہنچ کر اپنے جدید ترین موبائل سے قرآن مجید نکال کر پڑھنا شروع کر دیتا ہوں، میرے موبائل میں مکمل قرآن مجید ہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میرا وضو نہیں ہوتا تو پھر بھی میں اپنے موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کر لیتا ہوں، تو کیا موبائل سے تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا ضروری ہے؟

الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا قول:

جواب: یہ چیز ان سامانِ اسائش میں سے ہے جو لوگوں کو موجودہ زمانہ میں حاصل ہے جبکہ اللہ کا شکر ہے کہ بہترین پرنٹنگ والے قرآن مجید مساجد میں موجود ہیں اس لیے موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تاہم اگر ایسا چلن ہو گیا ہے تو ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا حکم بھی

مصحف والا ہو گا، مصحف کو صرف باوضو شخص ہی ہاتھ لگا سکتا ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ: (اسے صرف باوضو شخص ہی ہاتھ لگائے) جبکہ موبائل کو مصحف نہیں کہا جاسکتا، موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت میں حائضہ خواتین کیلیے بھی آسانی ہے اسی طرح ان کیلیے بھی آسانی ہے جن کیلیے قرآن مجید ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا مشکل ہے، یا ایسی جگہ پر انسان موجود ہو جہاں پر وضو کرنا مشکل ہے کیونکہ موبائل سے تلاوت کرتے ہوئے باوضو ہونا شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم[37]

[37] (https://quranpedia.net/fatwa/1486)

الباب الثانی

غسل سے متعلق احکام و مسائل

الباب الثانی: غسل سے متعلق احکام و مسائل

غسل کا اجمالی بیان

غسل کا لغوی اور شرعی اصطلاحی معنی

1- غسل کا لغوی معنی:

(الغَسْلُ) بمعنی : پانی سے پاکی و صفائی کو غسل کہاجاتا ہے اور مطلق طور پر (الغُسْلُ) ازالۂ نجاسات کے لئے استعمال ہوتا ہے ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

(("غَسَلَ" الْغَيْنُ وَالسِّينُ وَاللَّامُ أَصْلٌ صَحِيحٌ يَدُلُّ عَلَى تَطْهِيرِ الشَّيْءِ وَتَنْقِيَتِهِ. يُقَالُ: غَسَلْتُ الشَّيْءَ غَسْلًا. وَالْغُسْلُ الِاسْمُ))

(غَسَلَ: غَ سَ لَ) یہ لفظ طہارت کی طرف دلالت کرتا ہے جیساکہ کہاجاتاہے : میں نے اس چیز کو اچھی طرح دھویا ، پاک اور صاف کیا اور (الْغُسْلُ)اسم ہے۔[38]

حسبِ بالا دلائل سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے یہ تمام عبادات کے لئے پانی کو ایک مخصوص طریقے سے پورے جسم پر بہانے نیز تمام جسم کو دھونے کو شرعی اعتبار سے غسل کہاجاتاہے لہذا اگر غسل کے غین پر زبر ہوتو یہ مصدر کہلاتاہے اور اس کے معنی دھونے کے ہوتےہیں اور اگر غسل کے غین پر پیش ہوتو اس کا معنی نہانے کے ہوتے

---

[38] (معجم مقاییس اللغۃ لابن فارس:4/424،کتاب الغین،"باب الغین والسین وما یثلثھما"،الناشر: دار الفکر)

ہیں۔

3-موجباتِ غسل وشروط غسل

(غسل فرض ہونے کے شرائط)

نو(9)امور ہیں جن پر ایک مسلمان مرد وعورت پر غسل واجب ہوتا ہے:

1) منی کا اچھل کر نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

2) مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

3) احتلام سے غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔

4) جب ایک مسلمان کا انتقال ہوتا ہے تو مرنے والے کو غسل دینا واجب ہوتا ہے،(شہدا اس حکم میں شامل نہیں)

5)جب کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ بعض علماء نے مستحب کہا کیونکہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو غسل کا حکم دیا گیا ہو اس کا ثبوت نہیں[39]

---

[39]إذا أسلم الكافر:

جاء في الموسوعة الفقهية:(٢٠٦-٢٠٥/٣١)

١ذهب المالكيّة والحنابلة إلى أنّ إسلام الكافر موجب للغسل ، فإذا أسلم الكافر وجب عليه أن يغتسل ، لما روى أبو هريرة رضي الله عنه (أنّ ثمامة بن أثال رضي الله عنه أسلم ، فقال النّبيّ صلى الله عليه وسلم : اذهبوا به إلى حائط بني فلان فمروه أن يغتسل) وعن (قيس بن عاصم أنّه أسلم : فأمره النّبيّ صلى الله عليه وسلم أن يغتسل بماء وسدر) ؛ ولأنّه لا يسلم غالباً من جنابة ، فأقيمت المظنّة مقام الحقيقة كالنّوم والتقاء الختانين .

٢وذهب الحنفية والشافعية إلى استحباب الغسل للكافر إذا أسلم وهو غير جنب ؛ وإذا أسلم

6) حیض کی مدت ختم ہونے خون کے ختم ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے۔

7) نفاس خون کے انقطاع پر غسل واجب ہوتا ہے۔

8) جمعہ کے دن کا غسل اکثر کے نزدیک مستحب ہے، لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو ترجیح دی ہے[40]۔

9) کافر کو دفنا کے بعد دفنانے والے مسلم پر غسل واجب ہے بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

ان امور پر مکمل تفصیل آگے بیان کی جائے گی ان شاء اللہ۔

4- وہ مواقع جن پر غسل کرنا مستحب ہے

وہ مواقع جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا ہے:

1) جمعہ کا غسل لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو ترجیح دی ہے۔[41]

الكافر وهو جنب وجب عليه الغسل ، قال النّوويّ : نصّ عليه الشّافعيّ ، واتّفق عليه جماهير الأصحاب " انتهى .

٣يقول الشيخ ابن عثيمين رحمه الله "الشرح الممتع" (٣٩٧/١) : " الأحوط أن يغتسل " انتهى .

[40] غسل الجمعة:

قال النووي "المجموع" (٢٣٢/٢) : " هو سنة عند الجمهور ، وأوجبه بعض السلف " انتهى .

اختار شيخ الإسلام ابن تيمية "الفتاوى الكبرى" (٣٠٧/٥) : " ويجب غسل الجمعة على من له عرق أو ريح يتأذى به غيره " انتهى .

[٤١] غسل الجمعة:

قال النووي "المجموع" (٢٣٢/٢) : " هو سنة عند الجمهور ، وأوجبه بعض السلف " انتهى .

اختار شيخ الإسلام ابن تيمية "الفتاوى الكبرى" (٣٠٧/٥) : " ويجب غسل الجمعة على من له

نوٹ: جمعہ کا غسل اور جنابت کا غسل کیا دونوں کے لئے ایک غسل کافی ہے؟
قول اول: ایک غسل کافی ہے۔
قول ثانی: دو غسل ضروری ہے شیخ البانی کے نزدیک کیونکہ وہ غسل جمعہ کو مستحب نہیں بلکہ واجب مانتے ہیں[42]

عرق أو ريح يتأذى به غيره " انتهى.

[42] تتمة الكلام حول مسألة الجمع بين واجبين بنية واحدة كالجمع بين طواف الإفاضة والوداع ،أو الجمع بين غسل الجمعة والجنابة ونحوها . حفظ

الشيخ : كثيراً ما يقع المسلم في مثل هذا الأمر سواء كان رجلاً أو امرأة مثلاً: امرأة عليها غسل جنابة ثم طرأ عليها الحيض وبقيت حائضا عادتها أياماً معدودات، ثم طهرت فهل يجب عليها غسل واحد، أم يجب عليها غسلان، أحدهما غسل الجنابة والآخر غسل الحيض؟.

إذا عرفنا القاعدة أن واجبا لا يغني عن واجب فلابد لها من غسلين اثنين، أحدهما غسل الجنابة والآخر غسل الحيض، بل قد يقع في نحو هذا بعض الرجال ولا أقول كل الرجال. من كان يرى أن غسل يوم الجمعة واجب كما جاء في الحدث الصحيح: (غسل الجمعة واجب على كل محتلم) - أي بالغ - وكان هذا الرجل البالغ قد أجنب سواء باحتلام، أو بجماع، فصار جنبا يوم الجمعة، هل يكفيه أن يغتسل غسلا واحدا عن الجنابة من جهة وعن غسل الجمعة من جهة أخرى ؟. قلت: بالنسبة لمن يرى أن غسل الجمعة واجب كما قال -عليه الصلاة والسلام- وهذا الذي أتبناه أنا شخصيا فلا بد له من غسلين، الأول عن الجنابة والآخر للجمعة. أما من كان يرى أن غسل الجمعة ليس واجبا، وهذا رأي جمهور العلماء فبإمكانه أن يقتصر على الغسل الأول وهو غسل جنابة وينوي في قلبه معه غسل الجمعة. ولكن هذا الذي يرى أن غسل الجمعة سنة وليس بواجب له ثلاثة أحوال: أكملها أن يأتي بغسلين كما قلنا بالنسبة لمن يرى وجوب غسل الجمعة، لأنه حينئذ يكتب له أجر غسل الجنابة وأجر غسل الجمعة، ونحن جميعاً إن شاء الله نعلم أن النبي - صلى الله عليه وآله وسلم - قال: عن الله عز وجل : (إذا هم عبدي بحسنة فلم يعملها فاكتبوها له حسنة، وإذا عملها فاكتبوها له عشر حسنات، إلى مائة حسنة، إلى سبع مائة، إلى أضعاف كثيرة، والله يضاعف لمن يشاء

شیخ رضاء اللہ مدنی حفظہ اللہ: جمعہ کے دن دو غسل کی ضرورت نہیں اور نہ واجب ہے ،کیونکہ طواف کے مسئلہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور دو طواف مستقل الگ نوعیت کے اور اسکا وقت بھی الگ محدد ہے شرعی اعتبار سے اور غسل کے الفاظ پر غور کیجئے ،مَنِ اغْتَسَلَ يَومَ الجُمُعَةِ

. . .) إلى آخر الحديث . والشاهد هنا إذا هم عبدي بحسنة فلم يعملها فله حسنة، وإذا عملها كتبت له عشر حسنات فصاعدا، الآن بالنسبة لمن يرى أن غسل الجمعة سنة وكان جنبا فهذا له ثلاثة أحوال أو ثلاثة مراتب، المرتبة الأولى أن يغتسل غسلين أما الغسل الأول فلا بد منه: غسل من الجنابة لتصح الصلاة، أما الغسل الثاني فسنة، لكن إذا اغتسل للجمعة غسلا خاصا كتب له على الأقل عشر حسنات، هذه هي الحال الأولى وهي العليا، ثم تأتي التي تليها، أن يغتسل غسلا واحد وهو غسل الجنابة وينوي في نفسه أيضاً عن غسل الجمعة، هذا يكتب له مقابل هذه النية حسنة واحدة، إذا افترضنا أن غسله للجنابة كتب له على الأقل عشر حسنات، وقد سمعتم أنها قد تتضاعف الحسنة إلى سبع مائة إلى أضعاف كثيرة والله يضاعف لمن يشاء، لكن نفترض أن أقل شيء يكتب للمسلم الذي قبلت حسنته وعبادته عشر حسنات، فهذا الذي اغتسل غسل الجنابة كتب له عشر حسنات على الأقل فإذا كان قد نوى في هذا الغسل نية غسل الجمعة أيضاً، كتب له حسنة أخرى فالمجموع إحدى عشر حسنة، هذه المرتبة الثانية، المرتبة الثالثة والأخيرة، هي أن يغتسل غسل الجنابة لأنه لا بد له منه ذلك ولا يجهل وجوب ذلك أحد إلا من شاء الله كما بلغنا عن بعضهم، لكن ما يخطر في باله إطلاقاً غسل الجمعة هذا يكتب له عشر حسنات. فإذن المرتبة الأولى: غسل للجنابة بعشر على الأقل، وغسل للجمعة بعشر على الأقل فالمجموع عشرون. المرتبة الثانية: غسل عن الجنابة زائد نية غسل الجمعة فيكتب له إحدى عشر حسنة. والمرتبة الثالثة والأخيرة: غسل عن الجنابة ولا يكتب له إلا عشر حسنات. هكذا يمكن أن تعالج كثير من المسائل والضابط في ذلك أن واجبا لا يغني عن واجب، أما واجب يغني عن سنة نعم، لكن إذا أراد أجرا ينوي نية السنة فإذا كان السؤال السابق حول طواف الإفاضة هل يغني عن طواف الوداع ؟ .الجواب لا ، لأن واجبا لا يغني عن واجب.

غُسْلَ الجَنَابَةِ [43]، اس حدیث میں ایک غسل کا ذکر ہے نہ کہ دو غسل کا فافہم۔

2) عیدین کا غسل۔
3) میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے پر غسل مستحب ہوتا ہے۔
4) احرام باندھنے سے پہلے غسل۔
5) مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل
6) یومِ عرفہ کا غسل۔(علی رضی اللہ عنہ سے ثابت اثر کی بنیاد پر استدلال)
7) جب کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ بعض علماء نے مستحب کہا کیونکہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو غسل کا حکم دیا گیا ہو اس کا ثبوت نہیں [44]

---

[43] مَنِ اغْتَسَلَ يومَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأنَّما قَرَّبَ بَدَنَةً، ومَن رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأنَّما قَرَّبَ بَقَرَةً، ومَن رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأنَّما قَرَّبَ كَبْشًا أقْرَنَ، ومَن رَاحَ في السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأنَّما قَرَّبَ دَجَاجَةً، ومَن رَاحَ في السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأنَّما قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإمَامُ حَضَرَتِ المَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

خلاصة حكم المحدث : [صحيح]

الراوي : أبو هريرة | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري | الصفحة أو الرقم : ٨٨١

|التخريج : أخرجه البخاري (٨٨١)، ومسلم(٨٥٠)

[44] إذا أسلم الكافر:

جاء في الموسوعة الفقهية:(٢٠٦-٢٠٥/٣١)

١)ذهب المالكيّة والحنابلة إلى أنّ إسلام الكافر موجب للغسل ، فإذا أسلم الكافر وجب عليه أن يغتسل ، لما روى أبو هريرة رضي الله عنه (أنّ ثمامة بن أثال رضي الله عنه أسلم ، فقال النّبيّ

8) مشرک کو دفنا کے بعد دفنانے والے مسلم پر غسل واجب ہے۔ اور بعض علماء کے پاس یہ غسل مستحب ہے

9) بیہوشی سے ہوش میں آنے کے بعد

10) استحاضہ والی عورت کے لئے ہر نماز کے لئے، غسل مستحب ہے اور واجب نہیں۔

11) ہر جماع سے پہلے غسل مستحب ہے اور واجب نہیں

5- غسل کی فضیلت

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾[45]

"اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

صلى الله عليه وسلم : اذهبوا به إلى حائط بني فلان فمروه أن يغتسل) وعن (قيس بن عاصم أنّه أسلم : فأمره النّبيّ صلى الله عليه وسلم أن يغتسل بماء وسدر) ؛ ولأنّه لا يسلم غالباً من جنابة ، فأقيمت المظنّة مقام الحقيقة كالنّوم والتقاء الختانين .

٢)وذهب الحنفية والشافعية إلى استحباب الغسل للكافر إذا أسلم وهو غير جنب ؛ لأنه أسلم خلق كثير ولم يأمرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالغسل ، وإذا أسلم الكافر وهو جنب وجب عليه الغسل ، قال النّوويّ : نصّ عليه الشّافعيّ ، واتّفق عليه جماهير الأصحاب " انتهى .

٣)يقول الشيخ ابن عثيمين رحمه الله "الشرح الممتع" (٣٩٧/١) : " الأحوط أن يغتسل " انتهى

[45] (سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر2، آیت نمبر:222)

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾[46]

"اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

6- غسل کی اہمیت

پہلی حدیث (حدیث ابو مالک رضی اللہ عنہ):

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ))[47]

پاکی اور صفائی ایمان کا حصہ ہے۔

دوسری حدیث: (ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ):

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا))

"کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر سات دن میں (سے کم از کم) ایک دن غسل کرے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ

---

[46] (سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر: 108)

[47] (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ-وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 223[534])

النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ-جو لوگ جمعہ کی نماز کے لیے نہ آئیں جیسے عورتیں بچے، مسافر اور معذور وغیرہ ان پر غسل واجب نہیں ہے، حدیث نمبر:898)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا روزانہ غسل کرنا

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روزانہ غسل فرمایا کرتے تھے:

حمران بن آبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ، إِلَّا وَهُوَ يُفِيضُ))[48]

کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غسل اور وضو کے لیے پانی رکھا کرتا تھا اور کوئی دن ایسا نہ آتا کہ وہ تھوڑا سا (پانی) اپنے اوپر نہ بہا لیتے۔

7-پاکی صفائی اختیار نہ کرنے والوں کے لئے عذاب کی وعید

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ

---

48 (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ - وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت، حدیث نمبر:231[546])

الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. . . . .))[49]

"کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، (وہاں) آپ ﷺ نے دو شخصوں کی آواز سنی جنھیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جارہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔۔۔۔"

8- غسل

دینِ اسلام طہارت اور پاکیزگی پر بہت زیادہ زور دیتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تمام عبادات کے صحیح ہونے کی اولین شرط طہارت ہے لہذا طہارت بھی عبادت میں داخل ہے لہذا اس میں سے کچھ حصہ فرائض غسل کہلاتے ہے اور کچھ حصہ سننِ غسل کہلاتا ہے اس کی تقسیم عمومی طور پر مسلمانوں کو پاکیزگی کی ترغیب دلانا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کو وہ بندے بہت محبوب ہوتے ہیں جو ہمیشہ پاکیزگی کو اختیار کئے رہتے ہیں۔

---

[49] (صحیح البخاری، کتاب الوضو، بَابُ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ- پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے، حدیث نمبر:216)

9- غسل کی قسمیں (باعتبار فرائض اور سنن)

1) غسل مجزئ: (غسل مجزئ وہ غسل کہلاتا ہے جس میں صرف فرائضِ غسل ادا کئے جاتے ہیں اور یہ غسل کافی ہو جاتا ہے) (الغسل المجزئ)

2) کامل غسل: (کامل غسل وہ غسل کہلاتا ہے جس میں غسل کے فرائض کے ساتھ ساتھ سنتوں پر بھی عمل کیا جاتا ہے اسی وجہ سے علمائے کرام نے اس غسل کو کامل غسل قرار دیا ہے اور یہ پسندیدہ اور مکمل غسل ہے)۔

غسل سے پہلے وضوء کا حکم کیا ہے؟

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام المنہ میں اس پر بیان کیا ہے[50] کہ غسل سے پہلے وضوء سنت

---

[50]الوضوء بين يدي الغسل سنة مداخلة: الحديث الصحيح أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا اغتسل لم يتوضأ، فهل يكتفى بالنسبة للوضوء بالنية أم يجب الوضوء قبل الغسل، كما صح عنه صلى الله عليه وسلم في سنته العملية؟

الشيخ: لاشك أن الجمع بين الغُسْل والوضوء قبله هو السنة بلا شك ولا ريب، لكن الخلاف هل هذا الوضوء بين يَدِي الغسل واجب بحيث لو اغتسل ولم يتوضأ لا تصح له الصلاة، أم ليس بواجب، ولكنه سنة؟ هذا الذي نختاره، أن الوضوء بين يدي الغسل سنة، وليس بالأمر الواجب، للحديث الذي أشار إليه السائل.

الهدى والنور /٣٤٢/ ٤٠: ٤٢: ٠٠

الوضوء قبل الغسل

انظر الثمر المستطاب "١/ ١٢"

قوله: " ٢ - إذا اغتسل من الجنابة، ولم يكن قد توضأ، يقوم الغسل عن الوضوء قالت عائشة: كان رسول الله (ص) لا يتوضأ بعد الغسل. وعن ابن عمر أنه قال لرجل قال له: إني أتوضأ بعد الغسل؟ فقال له: لقد تعمقت."

قلت: في هذا الاستدلال نظر، أما الأثر عن ابن عمر، فموقوف، ولا حجة فيه إن صح، تم

الظاهر أن المراد منه ما يراد من الحديث، وهو أن السنة الوضوء قبل الغسل لا بعده، بدليل حديثها الآخر، قالت:

"كان رسول الله (ص) إذا اغتسل من الجنابة غسل يديه وتوضأ وضوءه للصلاة، ثم اغتسل . . . الحديث " . أخرجه الشيخان وغيرهما .

ولا شك أن من توضأ قبل الغسل، ثم بعده، فهو تعمق، ومن اقتصر على الوضوء بعده فهو مخالف للسنة، فليس إذن في حديث عائشة أنه (ص) كان لا يتوضأ في الغسل مطلقا، ولو كان كذلك لصح الاستدلال به، وإذ لا، فلا .

فالأولى الاستدلال بحديث جابر بن عبد الله: أن أهل الطائف قالوا: يا رسول الله ! إن أرضنا أرض باردة، فما يجزئنا من غسل الجنابة ؟ فقال رسول الله (ص): أما أنا فأفرغ على رأسي ثلاثا . رواه مسلم وغيره . وبه استدل البيهقي للمسألة، فقال في " سننه:(١٧٧ / ١) "

" باب: الدليل على دخول الوضوء في الغسل . . . "، وهذا ظاهر من الحديث، فإذا ضم إليه حديث عائشة الذي أورده المؤلف - وهو صحيح كما بينته في " صحيح سنن أبي داود " برقم (٢٤٤) - ينتج منهما أنه (ص) كان يصلي بالغسل الذي لم يتوضأ فيه ولا بعده . والله أعلم .

قوله: " وقال أبو بكر بن العربي: لم يختلف العلماء أن الوضوء داخل تحت الغسل، وأن نية طهارة الجنابة تأتي على طهارة الحدث . " . . .

قلت: بلى، قد اختلف العلماء في ذلك، وابن العربي إنما قال ما علم، ۞ (وفوق كل ذي علم عليم) ۞، فقد قال الحافظ في " الفتح " ٢:(٢٨٧ / ١)

"ونقل ابن بطال الإجماع على أن الوضوء لا يجب مع الغسل، وهو مردود، فقد ذهب جماعة، منهم أبو ثور وداود وغيرهما إلى أن الغسل لا ينوب عن الوضوء للمحدث " . قال الشوكاني عقبه:

"وهو قول أكثر العلماء، وإلى القول الأول - أعني: عدم وجوب الوضوء مع الغسل ودخول الطهارة الصغرى تحت الكبرى - ذهب زيد بن علي، ولا شك في مشروعية الوضوء مقدما على الغسل كما ثبتت بذلك الأحاديث الصحيحة، وأما الوجوب فلم يدل عليه دليل، والفعل بمجرده لا ينتهض للوجوب، نعم، يمكن تأييد القول الثاني بالأدلة القاضية بوجوب الوضوء

قلت: وعدم الوجوب هو مذهب ابن حزم، خلافا لما قد يظن، راجع المحلى(٢٨ / ٢)

ہے۔

1- غسل وضوء سے کفایت اس وقت کرتا ہے جب غسل حدث اکبر (یعنی حیض یا نفاس یا غسل جنابت) کے سبب کیا جائے

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"جب غسل جنابت کیا جائے اور اس سے دونوں حدث یعنی حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں سے پاک ہونے کی نیت کی جائے تو یہ کفائت کرے گا۔

لیکن اگر غسل اس کے علاوہ کوئی اور غسل ہو مثلا جمعہ کا غسل یا گرمی دور کرنے کے لیے، یاصفائی کے لیے تو یہ غسل وضوء سے کفائت نہیں کریگا، چاہے اس کی نیت بھی کرلی جائے، کیونکہ ترتیب نہیں ہے، جو کہ وضوء کے فرائض میں شامل ہے، اور اس لیے بھی کہ طہارت کبری کا وجود نہیں جو کہ نیت کی بنا پر طہارت صغری کی جانب جاتی ہے، جیسا کہ غسل جنابت میں ہے" انتہی. دیکھیں: مجموع فتاوی الکبری ابن باز(10/173).

2- غسل کرنے والے کے لیے غسل کی ابتدا میں وضوء کرنا مستحب ہے، اگر وہ وضوء نہیں کرتا بلکہ اپنے سارے جسم پر پانی بہالیتا ہے تو یہ اس کے لیے کافی ہے اور اس کا غسل صحیح ہے، اسے یہ حق ہے کہ چاہے وہ کلی اور ناک میں پانی غسل کے شروع میں چڑھالے یا پھر درمیان میں یا آخر میں؛ کیونکہ غسل میں ترتیب واجب نہیں. دیکھیں: المغنی ابن قدامہ(1/140).

کیا غسل جنابت، حیض ونفاس یا غسل غیر جنابت، حیض ونفاس کے لئے وضوء

شرط ہے یا مستحب؟

مستحب ہے واجب نہیں (شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ

1- یہ متفقہ مسئلہ ہے کسی بھی غسل کی قسم کے لئے غسل سے پہلے وضوء کرنا شرط نہیں بغیر وضوء کے غسل ہو جائے گا البتہ یہ الگ مسئلہ ہے کہ بغیر وضوء کے اگر غسل کر لیا تو اب نماز کے لئے اسکو وضوء کرنا ہے یا نہیں تو اسکا جواب یہ ہے غسل جنابت (دونوں حدث یعنی حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں سے پاک ہونے کی نیت کی جائے) میں یہ ممکن ہے کہ جب کہ دیگر غسل میں یہ ممکن نہیں کہ غسل میں وضوء کو بھی شمار کر لیا جائے

2- غسل سے پہلے وضوء مستحب ہے واجب نہیں (شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ و شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ)

3- غسل جنابت میں نیت اگر حدث اکبر اور حدث اصغر کی پاکی ہو تو غسل کے ساتھ وضوء بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے لئے دلیل موجود ہے (فاطہروا)

4- غسل جنابت کے علاوہ جو دوسرے غسل ہوتے ہیں جیسے صفائی کا غسل اور مستحب غسل سے وضوء کافی نہیں ہوتا کیونکہ غسل جنابت کے لئے دلیل ملی تو اس میں اجازت دی گئی لیکن دیگر غسل میں دلیل نہ ملنے پر غسل میں وضوء کو شمار نہیں کیا جائے گا اور بات اصل پر لوٹ جائے گی کہ وضوء میں ترتیب واجب ہے اور غسل سے وضوء کافی ہونے کی ان غسل کی قسموں میں دلیل نہیں جیسا کہ غسل جنابت والے غسل میں دلیل موجود ہے لہذا دیگر غسل میں پہلے مکمل وضوء کر لے یا وضوء کرے اور پیروں کو غسل کے آخر میں کچھ ہٹ کر دھونے سے غسل اور وضوء دونوں ہو جاتا ہے

5- اگر غسل کے دوران شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے بغیر آڑ کے تو بعض علماء کے نزدیک وضوء ٹوٹ گیا اور بعض علماء کے نزدیک شہوت سے بغیر آڑ کے شرمگاہ کو ہاتھ لگا یا تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے نواقض وضوء کی بحث) اس میں احتیاط یہ ہے کہ وضوء دہرا لے اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے بغیر آڑ کے، تاکہ عبادات کو یقین پر ادا کیا جائے نہ کہ شک کی حالت میں واللہ اعلم

نوٹ: شیخ رضاء اللہ عبد الکریم حفظہ اللہ نے ایک عمدہ نصیحت کی ہے کہ:

فقہی جزئیات، مثلاً مکروہ اور مستحب کی بحث میں ایسا نہ ہو کہ سنت کے طریقے اور اصل عمل کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ اگر وضو یا غسل کا صحیح اور ثابت شدہ مسنون طریقہ دستیاب ہو جائے، تو اسی طریقے پر عمل کرنا چاہیئے۔ یہ وہ طریقہ ہے جسے محدثین نے ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ صرف واجب پر اکتفا کرنے اور مستحب و سنت کو چھوڑ دینے کی عادت کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں، بلکہ کامل اتباعِ سنت اختیار کریں۔ فقہی اختلافات اور مستحب کے درجے کا لحاظ رکھتے ہوئے سنت کو پسِ پشت ڈالنا دین کے مزاج کے خلاف ہے، اور اس سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

10-ارکانِ غسل

غسل کے فروض و ارکان (واجبات)

1) غسل کی نیت کرنا۔ (صحیح البخاری:1)

2) اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تسمیہ غسل میں بھی وضوء کی طرح واجب ہے

51غسل خانہ میں جانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے

3) کلی کرنا۔ (صحیح البخاری:257)[52]3

---

٥١ هل التسمية في الغسل واجبة ؟

السائل : . . . هل التسمية في الغسل واجبة ؟

الشيخ : التسمية في الغسل واجبة ؛ لأنه ينوب مناب الوضوء ، ولا وضوء لمن لم يسمِّ الله عليه . نعم .

بالنسبة للتسمية تجب في الغسل ؛ لأن الوضوء في الأصل الذي أسقط هنا لا يجوز إلا بالتسمية .

السائل : كذلك الوضوء لا يجوز إلا بالمضمضة والاستنشاق .

الشيخ : لكنه أسقط هنا الوضوء يعني قام الغسل مقام الوضوء ، بدليل الحديث السابق ، أما التسمية فنحن عندنا:

أولًا : المبدأ العام ، وهو ابتداء كل عمل ببسم الله - تبارك وتعالى . -

وثانيًا : الأصل في الوضوء الذي أُسقط أنه لا بد من التسمية ؛ فلذلك بسبب هذا الدليل الخاص والدليل العام يترجَّح لدينا أنه لا بد من التسمية بين يدي الغسل

.https://www.al-albany.com/audios/content/5223/%D9%87%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%AA%D8%B3%D9%85%D9%8A%D8%A9-%D9%81%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D8%BA%D8%B3%D9%84-%D9%88%D8%A7%D8%AC%D8%A8%D8%A9

52 8 کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا غسل کے فرائض میں سے ہے، اور یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن تیمیۃ، ابن باز اور ابن عثیمین نے اختیار کیا۔ دلائل: اول: کتاب اللہ کی دلیل، فرمان الٰہی کا عمومی معنی: وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا [المائدۃ:6]. "اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو" آیت سے استدلال کی صورت: آیت کا معنی یہ ہے کہ اپنے جسموں کو پاک وصاف کرو؛ اور لفظ "البدن" کا اطلاق ظاہر اور باطن دونوں پر ہوتا ہے، اس لئے بلا مشقت جس کے جس حصے کو دھویا جا سکتا ہو، اور بلا مشقت منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ممکن ہو تو ان کا دھونا واجب ہے۔

دوم: سنت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دلیل

عَنِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عنها:" وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ" .

4) ناک میں پانی چڑھانا۔ (صحیح البخاری:257)[53],[54]

ام المؤمنین سیدہ میمونہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھوئے۔ پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ رگڑا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہا لیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔(1)

(صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: اس بیان میں کہ صرف ایک مرتبہ بدن پر پانی ڈال کر اگر غسل کیا جائے تو کافی ہو گا۔حدیث نمبر: 257 ، حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، صحیح مسلم : 317)

حدیث سے دلالت کی صورت:

نبی ﷺ کے غسل میں کتاب اللہ کے اجمال کی تفصیل ہے، اور آپ ﷺ نے اس غسل میں کلی کی اور ناک میں پانی چڑھا کر اس کو جھاڑا، اس لئے یہ لازم ہیں۔

سوم: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا، چہرہ دھونے میں شامل ہے اور طہارت کبری میں چہرہ دھونا واجب ہے؛ اس لئے غسل واجب کرنے والے پر کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنا واجب ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: بدایۃ المجتھد (1/42)، المھذب (1/31)، فتح القدیر (1/38)، الدر المختار (1/140)، مراقی الفلاح (ص/17)، اللباب (1/20)، الشرح الصغیر (1/166)، الشرح الکبیر (1/133)، القوانین الفقہیۃ (ص/26)، مغنی المحتاج (1/72)، سبل السلام (1/204)

راجح موقف یہ ہے کہ یہ واجب ہیں کیونکہ احادیث میں مکمل جسم دھونے کا حکم ہے اور مضمضہ و استنشاق (کلی اور ناک میں پانی چڑھانا) اگرچہ بدن کے ظاہری حصے نہیں ہیں لیکن نبی ﷺ کا وضوء اور غسل میں انہیں اختیار کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دونوں بدن کے ظاہری حصوں کے ہی حکم میں ہیں۔ السیل الجرار (1/112) شیخ البانی رحمہ اللہ

[54] من فرائِضِ الغُسلِ: المضمضةُ والاستنشاقُ، وهذا مَذهَبُ الحنفيَّة، والحنابلة، واختاره ابنُ تيميَّة، وابنُ باز، وابنُ عثيمين

الأدلَّة: أوَّلًا: من الكتاب عُمومُ قَولِ الله تعالى: وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا [المائدة: ٦]

وجه الدَّلالة:

أنَّ المعنى طهِّروا أبدانَكم؛ واسمُ البَدَنِ يقعُ على الظَّاهِرِ والباطِنِ، فيجبُ تطهيرُ ما يمكِنُ تطهيرُه منه بلا حرجٍ، وإيصالُ الماءِ إلى داخِلِ الفَمِ والأنفِ مُمكِنٌ بلا حرَج

نوٹ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا واجب و فرض نہیں مانتے البتہ وضوء میں واجب و فرض مانتے ہیں غسل میں واجب نہ ہونے کی وجہ شیخ کے پاس یہ

ثانيًا: مِن السُّنَّةِ

عن ميمونةَ رَضِيَ اللهُ عنها: ((وَضعتُ للنبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم ماءً للغُسل، فغسل يديه مرَّتين- أو ثلاثًا- ثمَّ أفرَغَ على شِمالِه فغَسَل مذاكيرَه، ثم مسحَ يدَه بالأرض، ثم مضمَضَ واستنشَقَ، وغسَل وجهَه ويدَيه، ثمَّ أفاض على جسَدِه، ثمَّ تحوَّلَ مِن مكانِه، فغسَلَ قَدَميه))

وجه الدَّلالة:

أنَّ غُسلَ النبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم وقَع بيانًا لمُجَملِ الكتاب، وقد تمضمَضَ فيه واستنشَقَ، فدلَّ على لُزومِه

ثالثًا: أنَّ المضمضةَ والاستنشاقَ داخلانِ في غَسلِ الوَجهِ، والوجهُ ممَّا يجِبُ غَسله في الطَّهارةِ الكبرى؛ ولذا وجبَ على مَن اغتسل الغُسلَ الواجبَ أن يتمضمَضَ ويستنشِقَ

ہے کہ وضوء غسل کا لازمی حصہ نہیں [55] لیکن شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ [56] نے وجوب کی دلیل

---

٥٥ السائل : يسأل السائل فيقول : هل الاستنشاق والمضمضة واجبتان في الغسل ؟
الشيخ : أما في الغسل فلا ؛ لأنه لا يجب الوضوء فيه ، ولأنه قد ثبت في " صحيح مسلم " : " أن النبي – صلى الله عليه وآله وسلم – سُئل عن الاغتسال كيف هو ؟ " . فقال – عليه الصلاة والسلام – : (أما أنا فأحثو على رأسي ثلاث حثيات ، فإذا أنا طاهر) ، أما المضمضة والاستنشاق في الوضوء ، فهو واجب لثبوت الأمر بذلك في غير ما حديث عن النبي – صلى الله عليه وآله وسلم –
السائل . . . . : الشيخ : لا ينفي . . . . السائل . . . . :
الشيخ : . . . أنا ما قلت ينفي ، قلت أن النبي – صلى الله عليه وسلم – سُئل عن الغسل ؟ فقال – عن نفسه التي هي أكمل النفوس وأطهرها – : (أنا أحثو على رأسي ثلاث حثيات ، فإذا أنا طاهر) ؛ فهذا يدل على الشيء الواجب من الاغتسال ، وهو أن يعمَّ بدنه بالماء ، أما الوضوء فهو سنة ، وقد ثبت في حديث عائشة وحديث أم سلمة في " الصحيحين " وغيرهما أن النبي – صلى الله عليه وآله وسلم – كان يتوضأ بين يدي الغسل ، فهذا سنة ولا شك ، لكن البحث لم يكن أو السؤال لم يكن متوجهًا إلى الوضوء بين يدي الغسل ؛ هل يشرع أم لا ؟ لو أنه كان كذلك ؛ لكان الجواب هو سنة ، وأنه لا يشرع أن يكون الوضوء بعد الغسل ؛ لأنه خلاف السنة ، إنما كان البحث حول المضمضة والاستنشاق ؛ هل تجب في الغسل ؛ فكان الجواب كما سمعت

٥٦ المضمضة والاستنشاق لابد منهما في الغسل ، كما هو مذهب الحنفية والحنابلة .
قال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله : " فمن أهل العلم من قال : لا يصح الغسل إلا بهما كالوضوء وقيل : يصح بدونهما .
والصواب : القول الأول ؛ لقوله تعالى : (فاطَّهَّروا) المائدة/٦ ، وهذا يشمل البدن كله ، وداخل الأنف والفم من البدن الذي يجب تطهيره ، ولهذا أمر النبي صلى الله عليه وسلم بهما في الوضوء لدخولهما تحت قوله تعالى : (فاغسلوا وجوهكم) المائدة/٦ ، فإذا كانا داخلين في غسل الوجه ، وهو مما يجب تطهيره في الوضوء ، كانا داخلين فيه في الغسل لأن الطهارة فيه أوكد " انتهى من "الشرح الممتع"

قرآن کی آیت فاطہروا سے ثابت کردی لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ کلی اور ناک میں پانی لینا ترک نہ کریں واللہ اعلم [57]

نوٹ: اگر کوئی کلی اور ناک میں پانی لینا چھوڑ دے اور غسل کے بعد یاد آئے؟

غسل جنابت کے دوران کلی اور ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنا بھول گیا، لیکن جسم خشک ہونے کے بعد اسے یاد آیا، تو کیا بعد میں کلی وغیرہ کرنے سے اس

ترجمہ: احناف اور حنابلہ کے مسلک کے مطابق غسل میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ: وضوء کی طرح ان کے بغیر غسل بھی صحیح نہیں ہوتا.

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: ان کے بغیر بھی غسل صحیح ہے.

لیکن پہلا قول صحیح ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

توتم غسل کرو المآئدۃ.(6)

اور یہ سارے بدن کو مشتمل ہے، اور ناک اور منہ بدن میں شامل ہے جس کی طہارت اور غسل کرنا ضروری ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں ان دونوں کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ اس فرمان باری تعالی میں داخل ہیں: چنانچہ اپنے چہرے دھوؤ المآئدۃ.(6)

جب یہ چہرہ دھونے میں شامل ہیں جو کہ وضوء میں دھونا واجب ہے تو اس طرح یہ دونوں غسل میں بھی داخل ہیں کیونکہ یہاں تو ان کی طہارت زیادہ یقینی ہے. انتہی.

ماخوذ از: الشرح الممتع.

[57] هل يجب المبالغة في الاستنشاق في الغسل؟ (اسلام ویب سے منقول)

والراجح إن شاء الله هو مذهب الجمهور من أن المضمضة والاستنشاق ليسا بواجبين في الوضوء والغسل، لأن النبي صلى الله عليه وسلم إنما أمر في الغسل بإفاضة الماء على ظاهر البدن فقال لأم سلمة كما في صحيح مسلم: إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين الماء على سائر بدنك فتطهرين.

کا غسل صحیح ہو جائے گا؟

سوال

گزشتہ رمضان میں مجھے احتلام ہو گیا تھا تو میں نے غسل جنابت کیا لیکن دوران غسل کلی اور ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنا بھول گیا، تاہم جسم خشک کرنے کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے دوبارہ وضو کر لیا، میں نے اپنے بھائی سے اس بارے میں پوچھا جو کہ فقہ میں گریجویشن کیے ہوئے ہے، تو اس نے کہا کہ: کوئی حرج نہیں ہے، ٹھیک ہے۔ تو اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا میرا یہ عمل جائز اور صحیح تھا؟ اور اگر جائز نہیں تھا تو کیا مجھ پر ان تمام ایام کے نماز روزوں کی قضا دینا ہو گی جو اس غسل کے بعد تھے؟

آپ کا غسل صحیح ہے، اور ان شاء اللہ آپ پر کچھ بھی نہیں ہے، آپ نے غسل کر نے اور جسم خشک کرنے کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑا تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا؛ کیونکہ اس سے غسل میں تسلسل کے ساتھ اعضا دھونے پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا؛ اس لیے کہ غسل اور کلی وناک میں پانی چڑھانے کے عمل کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہے جس سے تسلسل میں انقطاع نہیں آتا، ویسے بھی غسل کے بعد کلی اور ناک میں پانی چڑھانے سے کوئی منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے لہذا غسل میں ترتیب سے اعضا دھونا واجب نہیں ہے۔

5) جسم کے پورے حصے پر پانی بہانا یہاں تک ہر جگہ پر پانی پہنچ جائے کوئی جگہ سوکھی نہ رہے۔ (صحیح البخاری:256)

6) اگر سر کے بال سخت ہوں تو خلال کرے (ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ) اور بدن کے بال

سخت ہوں یا خوب زیادہ ہونے کی وجہ سے پانی نہ پہنچ جسکو عربی میں شعرانی کہا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اچھی طرح دلک (رگڑنا) نہ بھولے کیونکہ ایسی صورت میں دلک رگڑنا واجب ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق وترجیح کے مطابق۔

7) دورانِ غسل اپنی شرمگاہ کو لوگوں سے چھپانا۔(صحیح مسلم:338[768])

8) غسل کے دوران شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے بغیر آڑ کے تو بعض علماء کے نزدیک وضوء ٹوٹ گیا اور بعض علماء کے نزدیک شہوت سے بغیر آڑ کے شرمگاہ کو ہاتھ لگا یا تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے نواقض وضوء کی بحث) اس میں احتیاط یہ ہے کہ وضوء دہرا لے اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے بغیر آڑ کے، تاکہ عبادات کو یقین پر ادا کیا جائے نہ کہ شک کی حالت میں واللہ اعلم

11- غسل کامل کے مسنون اعمال

1) غسل کی تعیین کے ساتھ تفصیلی نیت کرنا۔(مخصوص:جنابت کا غسل ہو تو جنات کی نیت (رفع حدث کی دل میں نیت) عورتوں کو حیض و نفاس ہو تو حیض یا نفاس کی نیت کرنا(رفع حدث کی دل میں نیت)، اسی طرح جمعہ کو مستحب(بعض قول کے مطابق: واجب) غسل ہو تو جمعہ کی غسل کی نیت کرنا۔جمہور علمائے کرام کے نزدیک غسل کی نیت کرنا غسل کا رکن ہے البتہ تعیین رکن وفرض نہیں ہے۔

2) بسم اللہ کہنا مستحب ہے {حمام جانے سے پہلے} لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ واجب ہے کیونکہ وضوء اور غسل میں فرق نہیں ہے

3) دونوں ہاتھوں کو دھونا۔

4) شرمگاہ اور جسم کے دیگر حصوں سے منی اور دوسری گندگی کو دور کرنا۔

5) غسل کی مکمل ترتیب کو ذہن میں رکھ کر ترتیب کے حساب سے غسل کرنا۔(غسل میں ترتیب واجب نہیں)

6) غسل کے پورے عمل کو تسلسل کے ساتھ بغیر وقفہ دیئے انجام دینا۔

7) غسل سے پہلے مکمل وضو کرنا(جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے)۔[58]

---

58 (الدرر السنیۃ سے منقول) غسل میں وضوءکرنا مسنون ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب : حنفيَّة، مالكيَّة،شافعيَّة اور حنابلة کا اتفاق ہے اور اسی کو ابن حزم نے اختیار کیا اور اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا جاتا ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل:

۱-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عنهما ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ رَضِيَ اللهُ عنها ، قَالَتْ: " أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الأَرْضَ، فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ، فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ" ،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل جنابت کے واسطے پانی رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دونوں پہنچے دو بار یا تین بار دھوئے پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا۔ رگڑ کر زور سے، پھر وضو کیا جیسے نماز کے لئے کرتے تھے۔ پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے، پھر سارے بدن کو دھویا، پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے، پھر میں بدن پونچھنے کو رومال لے کر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا۔

صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: اس بیان میں کہ صرف ایک مرتبہ بدن پر پانی ڈال کر اگر غسل کیا جائے تو کافی ہو گا۔ حدیث نمبر: 257، صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: غسل جنابت کا طریقہ۔ حدیث نمبر: 317، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ، قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ، فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ، حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ،

8) تین مرتبہ سر سے پانی بہانا اور ساتھ میں مَلنے اور رگڑنے کا اہتمام۔

9) تمام جسم کو مَلنے اور رگڑنے کا اہتمام (صابن اور شامپو کرنا اس میں شامل ہے)۔

10) جہاں جہاں میل جمع ہو سکتا ہے ان مقامات کو خوب اچھی طرح مل کر صفائی کا اہتمام کرنا جیسے بغل اور ران، گھٹنے اور ہر ابھری اور گڑھا نما مقامات۔

11) غسل کے تمام عمل کو سیدھے ہاتھ کے جانب سے شروع کرنا۔

نوٹ: حدث اکبر کا غسل کر لینے سے حدث اصغر بھی ختم ہو جاتی ہے اگر اس میں دونوں کی نیت کر لے

جس کسی نے حدث اکبر کے لئے غسل کیا تو اس کی وجہ سے اس کا حدث اصغر یعنی بے وضو ہونا بھی ختم ہو گیا چاہے اس نے وضوء نہ کیا ہو یا حدث اصغر ختم ہونے کی نیت ہی نہ کی ہو، اور یہ جمہور: حنفیّۃ مالکیّۃ اور صحیح قول کے مطابق شافعیّۃ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن تیمیہ اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا گیا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے، جس طرح نماز کے لئے کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے۔ پھر دونوں پاؤں دھوتے۔(2)

صحیح مسلم / حیض کے احکام و مسائل / باب: غسل جنابت کا طریقہ۔ حدیث نمبر:316، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

صحیح بخاری / کتاب: غسل کے احکام و مسائل / باب: بالوں کا خلال کرنا اور جب یقین ہو جائے کہ کھال تر ہو گئی تو اس پر پانی بہا دینا (جائز ہے)۔ حدیث نمبر:272

كتاب اللہ کے دلائل:

1۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا [النساء: ٤٣]

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے۔"

2۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا [المائدة: ٦]

"اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو اچھی طرح غسل کرلو"

آیات سے وجہ دلالت:

اللہ تعالی نے ان آیات میں غسل کا حکم فرمایا، وضوء کرنے کا حکم نہیں دیا، اس لئے جس نے غسل کی صحت کے لئے وضوء کی شرط رکھی تو اس نے آیات الہی میں وہ چیزیں بڑھادیں جو ان میں نہیں ہیں، اور ایسا کرنا ناجائز ہے۔

12- غسل کے مکروہات

غسل کی وہ مکروہات جس کو اکثر لوگ جانے انجانے میں مرتکب ہوتے ہیں:

1) پانی کا حد سے زیادہ استعمال۔

2) ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنا۔

3) غسل کے بعد طہارت میں شک وشبہ کرنا۔

4) جسم کے بائیں جانب سے غسل شروع کرنا۔

5) بغیر شرعی عذر غسل کے بجائے صرف جسم کو پونچھ لینا۔

(عام) غسل کا مسنون طریقہ			
Step 1		غسل کی دل میں نیت کرنا۔	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
Step 2		دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونا۔	بخاری:262 مسلم:316[72 [1
Step 3		کلی کرنا۔(تین مرتبہ)	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
Step 4		ناک میں پانی چڑھانا۔(تین مرتبہ)	بخاری:248 مسلم:316[72 [1

بخاری:248 مسلم:316[72 [1	چہرہ دھونا۔(تین بار)		Step 5
بخاری:248 مسلم:316[72 [1	کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔		Step 6
بخاری:248 مسلم:316[72 [1	سر کا مسح کرنا۔(ایک بار)		Step 7
بخاری:248 مسلم:316[72 [1	کان کا مسح کرنا۔(ایک بار)		Step 8
بخاری:272 مسلم:316[72 [1	وضو مکمل ہونے کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی بہانا اور سر کے بالوں کا خلال کرنا اور سر کو ملنا۔		Step 9
بخاری:248 مسلم:316[72 [1	پورے جسم پر پانی بہانا، پہلے جسم کے دائیں جانب اس کے بعد بائیں جانب پانی بہانا/ڈالنا، نیز اپنے جسم		Step 10

		کوملنااور پانی بہانا، یہاں تک کہ جسم کا ہر ہر عضو اور اس کا حصہ ترہو جائے ۔(اسی دوران صابن اور شامپو کے ساتھ غسل کرنے کی بھی علماء نے اجازت دی ہے، نوٹ : یہ اسکو مسنون نہیں کہا جاسکتا صرف اجازت کے لئے یہاں ذکر کیا گیا ہے)	
Step 11		غسل کے آخر میں اپنے دونوں پاؤں دھونا۔(اگر جگہ کچی ہو تو جگہ بدل کر پاؤں دھونا اور اگر کچی ہو پانی وہاں نہ رکتا ہو تو اسی جگہ بھی دھو سکتے ہیں)	بخاری:248 مسلم:316[72 [1

غسلِ جنابت / غسلِ حیض ونفاس، کا مسنون طریقہ			
Step 1		غسل کی دل میں نیت کرنا(مرد/عورت جنابت سے ہوں تو جنابت کی دل میں نیت کریں۔اگر خواتین حیض و نفاس	بخاری:248 مسلم:316[72 [1

		سے ہوں تو حیض و نفاس سے پاکی کی دل میں نیت کریں، اسی طرح مرد / عورت اگر احتلام سے ہوں تو احتلام کی دل میں نیت کریں)۔	
Step 2		دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونا۔	بخاری:248 مسلم:316[721]
Step 3		اگر غسل جنابت یعنی کہ ہمبستری کے بعد غسل کرنا ہو تو ہاتھوں کو دھونے کے بعد (عورت، مرد) اپنی شرمگاہ اور رانوں کو یا جہاں پر نجاست لگی ہو اس کو اچھی طرح سے دھولیں ناف سے پیروں تک کا حصہ خوب اچھی طرح دھولیں کہ کسی طرح کی گندگی کا شبہ نہ رہے اس کے بعد وضو کریں پھر اس کے بعد غسل کی تمام اسٹیپس (steps) کو مکمل کریں۔ اسی طرح عورتیں حیض و نفاس کے بعد عمل کریں یعنی کہ ہاتھ دھونے کے بعد اپنی شرمگاہ کو اچھی طرح دھولیں، اور ناف سے نیچے قدموں تک	صحیح مسلم:316 [718]

	اچھی طرح صاف کرلیں، پھر اس کے بعد وضو کریں اس کے بعد غسل کی دیگر تمام اسٹیپس(steps)کو مکمل کریں۔		
Step 4		کلی کرنا۔(تین مرتبہ)[59]	بخاری:248 مسلم:316[72] [1]
Step 5		ناک میں پانی چڑھانا۔(تین مرتبہ)[60]	بخاری:248 مسلم:316[72] [1]

---

59 المضمضة والاستنشاق واجبان في الغسل والوضوء(فتوى بن باز)
الغسل والوضوء، يجب المضمضة والاستنشاق فيهما جميعًا؛ لأن الأحاديث ثابتة في هذا عن النبي ﷺ، ولأن الأنف والفم في حكم الوجه لأنهما ظاهران، فهما في حكم الوجه، ولهذا كان يتمضمض ويستنشق عليه الصلاة والسلام وأمر بذلك، فهما من جنس الوجه وقطعة من الوجه لا بدّ من ذلك، والواجب مرة والتثليث أفضل .

60 هل المضمضة والاستنشاق تجب على من يصب الماء على بدنه في الغسل . ؟
الشيخ محمد ناصر الالباني
الحلبي : طيب شيخنا قضية المضمضة والاستنشاق في من يفيض ؟
الشيخ : هذه قضية طبعا تعالج بمعالجة أخرى وهي معروفة عندنا ، من يرى أن المضمضة والاستنشاق في الوضوء فرض ، وهذا الذي نتبناه ، فنقول: لا بد والحالة هذه لمن يصب ولا يتوضأ أن يتمضمض ويستنشق لقيام الدليل على وجوب ذلك ؛ ومن يرى أنه سنة فقد سبق الجواب على ذلك .

Step 6		چہرہ دھونا۔ (تین بار)	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
Step 7		کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
Step 8		نوٹ: غسلِ جنابت میں سر کا مسح نہیں۔[61]	سنن النسائی:422،

[61] بَابُ : تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْجَنَابَةِ

.18 باب: غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح نہ کرنے کا بیان۔

باب سے متعلقہ تمام احادیث دیکھیں۔ حدیث نمبر:422

اخبرنا عمران بن يزيد بن خالد، قال: حدثنا إسماعيل بن عبد الله هو ابن سماعة، قال: انبانا الاوزاعي، عن يحيى بن ابي كثير، عن ابي سلمة، عن عائشة، وعن عمرو بن سعد، عن نافع، عن ابن عمر، ان عمر سال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغسل من الجنابة، واتسقت الاحاديث على هذا:" يبدا فيفرغ على يده اليمنى مرتين او ثلاثا، ثم يدخل يده اليمنى في الإناء فيصب بها على فرجه ويده اليسرى على فرجه فيغسل ما هنالك حتى ينقيه، ثم يضع يده اليسرى على التراب إن شاء، ثم يصب على يده اليسرى حتى ينقيها، ثم يغسل يديه ثلاثا ويستنشق ويمضمض ويغسل وجهه وذراعيه ثلاثا ثلاثا، حتى إذا بلغ راسه لم يمسح وافرغ عليه الماء". فهكذا كان غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ذكر.

ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا، اس جگہ دونوں احادیث (عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی) متفق ہو جاتی ہیں کہ آپ (غسل) شروع کرتے تو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر دو یا تین بار پانی ڈالتے، پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں داخل کرتے، اس سے اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالتے، اور آپ کا بایاں ہاتھ

			صحیح[62]
Step 9		وضو مکمل ہونے کے بعد سر پر پانی بہانا اور سر کے بالوں میں انگلیاں	بخاری:248 مسلم:316[72]

شرمگاہ پر ہوتا، تو جو گندگی وہاں ہوتی دھوتے یہاں تک کہ اسے صاف کر دیتے، پھر اگر چاہتے تو بایاں ہاتھ مٹی پر ملتے، پھر اس پر پانی بہا کر صاف کر لیتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ تین بار دھوتے، ناک میں پانی ڈالتے، کلی کرتے اور اپنا چہرہ اور دونوں بازووں تین تین مرتبہ دھوتے، یہاں تک کہ جب اپنے سر کے پاس پہنچتے تو اس کا مسح نہیں کرتے۔ اس کے اوپر پانی بہا لیتے، تو اسی طرح جیسا کہ ذکر کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل (جنابت) ہوتا تھا۔

شیخ رضاء اللہ حفظہ اللہ کی تعلیق ملاحظہ ہو:

۔ سر کے مسح کا حکم شریعت نے رفع حدث کے بطورِ رکھا تھا کہ ہر وضو میں سر دھونا مرد وعورت دونوں کے لیے مشکل اور حرج کا باعث ہے شرع نے مسح کو غسل کے قائم مقام کر دیا اب جب وہ غسل کر رہا ہے تو مسح کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اب سر دھویا جا رہا ہے اسی لیے حدیث میں ہے" لم يمسح وافرغ عليه الماء "سر کا مسح نہ کیا بلکہ اس پر پانی بہایا۔ فافهم

تخریج الحدیث: تفرد بہ النسائی، (تحفۃ الأشراف 8247، 17787) (صحیح الإسناد)

قال الشيخ الألباني: صحيح الإسناد

قال الشيخ زبير على زئي: إسناده صحيح

62" مسح نہ کرے" کیونکہ سر دھونا تو مسح بے فائدہ ہوگا۔ کسی بھی حدیث میں غسل کے دوران میں صراحتاً مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے، البتہ یہ الفاظ ہیں: «توضا وضوءه للصلاة غير رجليه» "آپ ﷺ نے نماز والا وضو کیا سوائے اپنے پاؤں کے، یعنی پاؤں نہیں دھوئے۔" ان الفاظ سے کوئی سمجھ سکا ہے کہ مسح کرنا چاہیے مگر یہاں استثنا دھوئے جانے والے اعضاء کے لحاظ سے ممکن ہے اور یہی درست ہے۔ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے «لَمْ يَمْسَحْ» "مسح نہ کرے۔" جبکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے دونوں طرح منقول ہے، کبھی مسح کر لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ جبکہ مسح کرنے کی تائید بظاہر ان الفاظ سے ہوتی ہے: «توضا وضوءه للصلاة غير رجليه» بہر حال غسل جنابت میں پہلے وضو کرتے وقت سر کا مسح کرنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم۔

سنن نسائی ترجمہ و فوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ، حدیث / صفحہ نمبر: 422

		ڈالنااور سر کو ملنا۔	[1
Step 10		پورے جسم پر پانی بہانا، پہلے جسم کے دائیں جانب اس کے بعد بائیں جانب پانی بہانا/ڈالنا، نیز اپنے جسم کو ملنااور اس پر پانی بہانا، یہاں تک کہ جسم کا ہر ہر عضو اور اس کا حصہ تر ہو جائے ۔(اسی دوران صابن اور شامپو کے ساتھ غسل کرنے کی بھی علماء نے اجازت دی ہے، ، نوٹ : یہ اسکو مسنون نہیں کہا جاسکتا صرف اجازت کے لئے یہاں ذکر کیا گیا ہے)	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
Step 11		غسل کے آخر میں اپنے دونوں پاؤں دھونا۔	بخاری:248 مسلم:316[72 [1
حیض ونفاس کے غسل کے لئے اپنے سر کے پورے بال کھول کر دھونااور غسل کرنالازم ہے			سنن ابن ماجہ:641
نوٹ: اگر عورت حیض و نفاس کا غسل کر رہی ہو تو تمام بال			

کھول کر غسل کرے البتہ جنابت کا غسل ہو اور بالوں کی چوٹی بنی ہوئی ہو تو بالوں کو کھولے بغیر صرف ان پر پانی بہانا کافی ہے (بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا لازم ہے)	
عمومی طور پر یہ مشہور ہے کہ اگر بالوں کی چوٹی بنی ہوئی ہو تو تین مرتبہ پانی ڈالنے کے بجائے پانچ مرتبہ اپنے سر پر پانی بہائیں لیکن وہ ثابت نہیں ۔بالوں کی جڑوں تک پانی پہونچنا ضروری ہے۔	ابو داود:241 ضعیف
نوٹ: جہاں تک ممکن ہو سنت کے طریقے کے مطابق ہی وضو اور غسل کرے رکن اور فرض کے چکر میں نہ پڑے۔	

غسل کا مختصر طریقہ

1) غسل کرنے سے پہلے نیت کرنا واجب ہے۔(صحیح البخاری:1)

2) بسم اللہ پڑھ کر غسل خانہ میں داخل ہونا چاہیے۔ اور بسم اللہ یاد رہے تو واجب ہے اور اگر بھول گئے تو غسل صحیح ہے دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس طرح کے اذکار بھول جانے میں سختی نہیں بلکہ معاف ہے۔

غسل جنابت کا مسنون طریقہ

1) دونوں ہاتھ دھوئیں یہ مسنون ہے لیکن اگر نیند سے اٹھ کر پانی میں ہاتھ ڈالنا ہو تو پہلے ہاتھوں کو دھونا واجب ہے اس لئے اگر کوئی برتن ہو جیسے مگ وغیر تو اس سے ہاتھ دھولیں ورنہ ٹونٹی وغیر سے ہاتھ اچھی طرح دھولیں بغیر ہاتھ دھوئے بالٹی

وغیرہ میں ہاتھ نہ ڈالیں۔

2) پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر جسم پر لگی ہوئی گندگی کو دھوئیں۔

3) پھر ہاتھوں کو صابن یا مٹی سے اچھی طرح دھوئیں۔

4) پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کریں (صرف پاوں چھوڑ دیں) {کلی کرنا۔(تین مرتبہ) ناک میں پانی چڑھانا۔(تین مرتبہ) چہرہ دھونا۔(تین بار) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ نوٹ: غسلِ جنابت میں سر کا مسح لازم نہیں بلکہ اختیاری ہے کیونکہ تین مرتبہ سر پر پانی تو ڈالنا ہے اس میں سر بھیگ جائے گا۔}

5) پھر انگلیوں کے ذریعے پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائیں۔

6) پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعے سر کے بالوں کی تہہ میں داخل کریں۔

7) پھر تین چلو بھر کر سر پر ڈالیں اور بالوں کے نیچے تک پانی پہنچائیں۔

8) پھر سارے جسم پر پانی بہائیں اور کوئی چیز پانی کو تمام جسم پر پہونچنے سے روکنے والی ہو تو اس کو دور کریں۔

9) اگر جسم پر بال سخت ہوں یا سردی کے ایام میں خشکی یا تیل کی طرح پھسلنے والا مادہ یا خواتین کے ناخن پر پینٹ کی طرح رکاوٹ ہو تو پینٹ کا اتارنا ضروری ہے اچھی طرح دلک یعنی رگڑ کر صاف کر کے غسل پورا کرے

10) جہاں جہاں میل جمع ہو سکتا ہے ان مقامات کو خوب اچھی طرح مل کر صفائی کا اہتمام کرنا جیسے بغل اور ران، گھٹنے اور ہر ابھری اور گڑھا نما مقامات پر صفائی کرے

11) آخر میں اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دونوں پاوں دھو لیں۔ (صحیح البخاری:257،272،248)

12) غسل دائیں اطراف سے شروع کرنا چاہیے۔(صحیح البخاری:168، 258)
13) غسل جنابت میں عورت کے لیے سر کی مینڈیاں کھولنا اگر دشوار ہو تو کھولنا ضروری نہیں ہے لیکن ہر ہر بال کا تر ہونا ضروری ہے۔(سنن ابو داود:255)لیکن غسلِ حیض میں واجب ہے
14) غسل کرتے ہوئے پانی کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ کم پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔(صحیح البخاری:201)
15) چھپ کر اور ستر ڈھانپ کر غسل کرنا چاہیے۔(سنن ابو داود:4012)
16) عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے اگر وہ احتیاط سے غسل کرنے والی ہو۔(سنن ابو داود: صحیح مسلم:323)
17) میاں بیوی اکٹھے غسل جنابت کر سکتے ہیں۔(صحیح البخاری:261)
18) ایسے غسل خانے میں جہاں بیت الخلاء بھی ساتھ ہو تو بیت الخلاء سے دور ہو کر ایسی جگہ نہائیں جہاں اس کی کوئی چھینٹے نہ پہنچ سکے۔(فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء:5/86)
19) مسنون غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔(سنن ابو داود:250)بشرطیکہ غسل میں وضو کرنے کے بعد شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔
20) غسل کے بعد تولیے کا استعمال اور ہاتھوں کو جھاڑنا درست ہے۔(صحیح البخاری:276)

(حصہ دوم)

2

حیض واستحاضہ ونفاس (کے 66 مسائل)

(حصہ دوم-2)

حیض واستحاضہ ونفاس (کے 66 مسائل)

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(سورة البقرة، سورة نمبر 2، آیت نمبر: 222)

"آپ (ﷺ) سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

حیض کی لغوی اور شرعی اصطلاح

حیض کا لغوی معنیٰ:

خون کا بہنا، "حَيْض، حَاضَ – يَحِيْضُ" یہ ضرب سے مصدر ہے۔

((حَيْضَةٌ)) واحد کا صیغہ ہے اور اس کی جمع ((حِيَضٌ)) ہے۔

باعتبار قیاس ((حَيْضَةٌ)) کی جمع ((حَيْضَاتٌ)) ہے۔

((وَالْحِيضَةُ بِالْكَسْرِ: الاِسْمُ)) اگر((الْحِيضَةِ)) زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ اسم کہلاتا ہے۔

حیض کا شرعی معنی:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((دم يحدث للأنثى بمقتضى الطبيعة بدون سبب في أوقات معلومة. فهو دم طبيعي ليس له من مرض أو جرح أو سقوط أو ولادة. وبما أنه دم طبيعي فإنه يختلف بحسب حال الأنثى وبيئتها وجوّها))[63]

حیض ایک طبعی خون ہے جو ہر جوان عورت کے رحم سے ہر ماہ مخصوص ایام میں بغیر بیماری یا زخم یا ولادۃ کی وجہ سے نہیں بہتا بلکہ ہر عورت کی جسمانی صحت / اس کے مقامِ رہائش کی آب وہوا کے مطابق جاری ہوتا ہے ماحول اور موسم کے حساب سے حیض کے دورانیہ مختلف ہوتے ہیں۔

استحاضہ کی لغوی اور شرعی تعریف

استحاضہ کا لغوی معنی:

((الاسْتِحَاضَةُ)) اسم ہے ا

---

[63] (رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء لابن عثیمین، صفحہ:5، "الفصل الأول في معنى الحيض وحكمته"، الناشر: وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد)

((الاِسْتِحَاضَةُ)) بروزن ((اسْتِفْعَالٌ)) استحاضہ دراصل حیض سے ماخوذ ہے.

علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ استحاضہ کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((الاسْتِحَاضَةُ: أَن يستمرّ بالمرأَة خروجُ الدّمِ بَعْدَ أَيام حَيْضِها المُعْتاد))[64]

یعنی کہ عورت کو مہینے کے جن دنوں میں حیض کا خون آنے کی عادت ہو اور حیض کے دنوں کے بعد بھی خون آتا رہے تو اس کو لغت میں استحاضہ کہتے ہیں۔

اسی طرح اکثر علمائے کرام نے استحاضہ کا اصطلاحی معنی یہی بیان کیا ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: انیس الفقہاء، صفحہ:14۔ حاشیۃ العدوی علی کفایۃ الطالب الربانی: 1/136۔ روضۃ الطالبین للنووی: 1/137۔ کشاف القناع للبہوتی: 1/206

نفاس[65] کی لغوی اور شرعی اصطلاحی تعریف

نفاس کا لغوی معنی:

---

[64] (لسان العرب لابن منظور: 1/142، الناشر: دار صادر، بیروت)

[65] واعلم أن النفاس كالحيض في جميع ما يحل ويحرم ويكره ويندب وقد نقل الإجماع في ذلك الشوكاني (٢٤٨) عن (البحر). وقد أجمعوا أن الحائض لا تصلي فكذلك النفساء.(الثمر المستطاب ١/ ٤٥ – ٥٠)

((نِفَاس))اسم ہے اور اس کا مصدر((نَفُسَ/ نَفِسَ / نَافَسَ)) کہلاتا ہے

((النِّفَاسُ)) جب عورت بچہ جنتی ہے تو اہل لغت عورت کی زچگی کو((النِّفَاسُ)) کہتے ہیں۔

((نِفَاسًا وَنَفَاسَةً وَنَفَاسًا)) یعنی کہ عورت کا بچہ جننا۔

اور جو عورت بچہ جنتی ہے اس کو((نُفَسَاءُ)) بولا جاتا ہے۔

نفاس کا شرعی اصطلاحی معنی:

علامہ الصاحب بن العباد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ الصاحب بن العباد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں((ولادَةُ المَرْأةِ)) یعنی جب عورت بچہ جنتی ہے تو اس کو نفاس کہتے ہیں۔[66]

مسئلہ نمبر:1-عورتوں میں حیض کیسے شروع ہوا؟

حیض کی ابتداء سے متعلق سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی موقوف روایت[67]

---

[66] (المحیط فی اللغۃ:8/342،الناشر:عالم الکتب،بیروت)

[67] الشرح: الراجحی:قوله: «بَاب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ» وبدء الحيض كان من حواء وبناتها؛ ولهذا قال النبي ﷺ لعائشة لما دخل عليها وهي حائض وهي تبكي في الحج: هَل نُفِسْتِ؟ قالت: نعم، قال: هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ.[(٨١٣)] .

وقال بعض الناس: «كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ» ، وهذا ليس بصحيح؛ لأن الحديث الصحيح مقدم على هذا .

((وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ))[٦٨]

"اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل میں آیا، ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث میں تمام عورتیں شامل ہیں"۔ یعنی حدیث سے ٹکراو کی بنیاد پر بعض کا نقول قول مردود ہونے کی طرف اشارہ ہے۔[69]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے اس طرح نکلے کہ ہماری زبانوں پر حج کے علاوہ اور کوئی ذکر ہی نہ تھا، جب ہم مقام سرف

قوله: «عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ» يعني: على بنات بني إسرائيل.

وأما ما روي أنه أول ما أرسل على بني إسرائيل، فهذا مروي عن ابن مسعود ولم يسنده إلى النبي ﷺ؛ ولهذا قال البخاري رحمه الله: «وَحَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ أَكْثَرُ» أي: يشمل بني إسرائيل، ومن سبق بني إسرائيل، فهو أكثر وأصح.

٦٨ صحيح البخاري كتاب الحيض

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الحَيْضِ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ أَبُو عَبدِ اللَّهِ : وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ

69 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، [1]بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ - اس بیان میں کہ حیض کی ابتداء کس طرح ہوئی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو معلق بیان کیا ہے)

پہنچے تو مجھے حیض آگیا، (اس غم سے) میں رو رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کاش! میں اس سال حج کا ارادہ ہی نہ کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید تمہیں حیض آگیا ہے، میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ))

یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دی ہے۔

اس لیے تم جب تک پاک نہ ہو جاؤ طواف بیت اللہ کے علاوہ حاجیوں کی طرح تمام کام انجام دو۔[70]

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حیض کی ابتدا اور شروعات آدم علیہ السلام کی بیٹیوں سے ہے(كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ)" بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل میں آیا"، یہ اسرائیلی روایت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین کی اکثریت نے اس بات کا رد کیا ہے کہ حیض بنی اسرائیل کی عورتوں سے شروع ہوا مصنف عبدالرزاق میں اس طرح کی روایات ملتی ہے

چنانچہ (scientifically) بھی یہ بات ثابت ہے کہ حیض عورتوں کے لئے صحت و تندرستی کی علامت ہے اور اگر کسی عورت کو حمل نہ ہو اور اس کو حیض نہ آتے ہوں تو یہ ایک طرح کا مرض ہے، علمائے کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس

---

[70] (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ [7] تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلاَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ- اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی، حدیث نمبر:305)

طرح پیدا فرمایا ہے کہ انہیں حیض لازم ہے اور یہ عورتوں کے ہاتھ میں نہیں ہے
لہذا عورتیں حیض پر صبر کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اجر وثواب عطا فرمائے گا،
ان تمام حوالوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حیض پہلے سے ہے بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس کی شروعات نہیں ہوئی روزِ اول سے ہی حیض کو عورتوں کے حق میں لکھ دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ نمبر:2- حیض کا سبب اور اس کی وجہ

درخت کے قریب جانے کی ترغیب دلانے کی وجہ سے حواء علیہا السلام کو یہ سزا دوں گا کہ حمل اس کو تکلیف دہ ہو گا۔۔۔۔

1 اس روایت کا تعلق اسرائیلی روایات ہے بنابریں یہ روایت قابلِ حجت نہیں۔ واللہ اعلم

2 علمائے اسرائیلی روایت کو رد کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیلی روایات میں اصل ذمہ دار اور ور غلانے کا ذمہ دار حواء کو بتایا گیا جبکہ قرآن میں چوک کی نسبت دونوں کی طرف کی گئی ہے اور اللہ نے دونوں کی توبہ قبول کی ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ الأعراف/٢٣.

3 یہ بھی دلیل ہے کہ: فدلاهما بغرور (القرآن)

4- قرآنِ مجید میں حضرت آدم اور حضرت حوّا علیہما السلام دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے، اور چوک کا ذمہ دار صرف حضرت حوّا کو نہیں ٹھہرایا گیا۔ دونوں نے شیطان کے وسوسے میں آکر ممنوعہ درخت کھایا اور پھر دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔

سورۃ الاعراف کی آیات 19 سے 24 میں اس واقعے کا ذکر ہے:

"اور (اللہ نے) فرمایا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو، کھاؤ، لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا، ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کو وسوسہ میں ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہیں جو ان سے پوشیدہ تھیں، ان پر ظاہر کر دے اور کہا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں سے قسم کھا کر کہا: میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس دھوکہ دے کر ان دونوں کو نیچے لے آیا۔ پھر جب ان دونوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ اور ان کے رب نے انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟ دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ فرمایا: نیچے اترو، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔"

اس کے علاوہ، سورۃ طٰہٰ کی آیت 115 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا، مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم نہیں پایا۔"

اور آیت 121 میں ہے:

"پھر دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور

وہ جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی، پس وہ بھول گئے"۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید میں چوک کا ذمہ دار صرف حضرت حوّا کو نہیں ٹھہرایا گیا، بلکہ دونوں نے مشترکہ طور پر اس عمل میں حصہ لیا اور پھر دونوں نے مل کر توبہ کی۔

مسئلہ نمبر:3- حیض کے خون کا رنگ

علمائے کرام کہتے ہیں کہ حیض کے خون کا رنگ سرخ، سیاہ، مٹیالا اور زرد ہوتا ہے، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں گدلا جو سیاہ اور سفید کے درمیانی رنگ کا ہو وہ حیض کہلاتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں موطا میں یہ حدیث نقل کی ہے:

((حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، مَوْلاَةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِالدِّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلاَةِ فَتَقُولُ لَهُنَّ لاَ تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ . تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ))[71]

---

[71] (موطا مالک، کتاب الطھارۃ، باب: طھر الحائض، حدیث نمبر:127 [موقوف] شیخ سلیم الھلالی نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "ارواء الغلیل:198" میں " صحیح " کہا ہے، نوٹ: مرجانہ ام علقمہ رحمۃ اللہ علیہا کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے البتہ اسی روایت کو عمرۃ رحمۃ اللہ علیہا نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "سنن البیھقی:1/ 336 میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث "حسن" ہے)

علقمہ بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ ام علقمہ رحمۃ اللہ علیہا [ان کا نام مرجانہ تھا] اور یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں ام علقمہ رحمۃ اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ خواتین ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روئی کی ڈبیاں بھیجا کرتی تھیں اور اس روئی پر حیض کے خون کا زرد رنگ ہوتا تھا وہ خواتین پوچھا کرتی تھیں کہ [کیا اب بھی یہ حیض کی حالت ہے؟] ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا جواب میں کہتی تھیں کہ جلدی مت کرو اور انتظار کرو حتیٰ کہ سفیدی نہ دیکھ لو۔

مسئلہ نمبر:4- حیض کی پہچان

استحاضہ اور حیض میں فرق ہے:

	علامات	حیض	استحاضہ
		استحاضہ اور حیض میں فرق	
1	رنگ	حیض: کالا (سرخ مائل سیاہ)	استحاضہ: لال
2	پتلا یا گاڑھا پن	حیض: گاڑھا	استحاضہ: پتلا
3	بو	حیض: سڑی بدبو	استحاضہ: بدبو دار نہیں
4	جمود یا سیال	حیض: جامد نہیں ہوتا بہنے کے بعد	استحاضہ: جامد ہوتا ہے بہنے کے بعد

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کہ فاطمہ ابی حبیش کی بیٹی نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز بالکل چھوڑ دوں، اللہ کے

نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلاَةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي)) [72]

یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں اس لیے جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب اس کے دن پورے ہو جائیں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

مسئلہ نمبر:5- مدتِ حیض:

حیض کی مدت، عمر اور وقت مقرر نہیں ہے، اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

نوٹ:- راجح یہ ہے کہ حیض کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت مقرر نہیں ہے۔

❖ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کی کوئی دلیل قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے اور اس بارے میں جو روایات نقل کی جاتی ہیں وہ ضعیف اور موضوع ہیں۔ [73]

مسئلہ نمبر:6- حیض کے خون کے شروعات کی عمر [74]

---

[72] (صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب استحاضہ کا بیان، حدیث نمبر:306۔ وسنن ابو داود:283۔ وسنن النسائی:218)

[73] (السیل الجرار المتدفق علی حدائق الأزهار، ص:90)

[74] امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَمِنْ ذَلِكَ اسْمُ الْحَيْضِ عَلَّقَ اللَّهُ بِهِ أَحْكَامًا مُتَعَدِّدَةً فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَمْ يُقَدِّرْ لَا أَقَلَّهُ وَلَا أَكْثَرَهُ وَلَا الطُّهْرَ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ مَعَ عُمُومِ بَلْوَى الْأُمَّةِ بِذَلِكَ وَاحْتِيَاجِهِمْ إلَيْهِ وَاللُّغَةُ لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ قَدْرٍ وَقَدْرٍ فَمَنْ قَدَّرَ فِي ذَلِكَ حَدًّا فَقَدْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ مَنْ يَحُدُّ أَكْثَرَهُ

حیض کے ابتداء کی کونسی عمر ہوتی ہے؟

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی لمبی گفتگو کی ہے اور سارے اقوال پر رد کیا اور کہا اصل یہ ہے کہ دم حیض پر حکم لگے گا اس میں عمر کی کمی یا زیادتی پر بحث نہیں کی جائیگی یہی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی کہتے ہیں۔[75]

مسئلہ نمبر:7- حیض کی مدت کتنی ہوتی ہے؟

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ: حیض کی قلیل یا کثیر مدت طئے نہیں ہے۔ شیخ ابن عثیمین: رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہے۔

مسئلہ نمبر:8- ختم ہونے کی عمر

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حیض آنے کی عمر پچاس سال تک ہے اور اس عمر کے بعد اگر کسی کو

وَأَقَلَّهُ ثُمَّ يَخْتَلِفُونَ فِي التَّحْدِيدِ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَحُدُّ أَكْثَرَهُ دُونَ أَقَلِّهِ وَالْقَوْلُ الثَّالِثُ أَصَحُّ: أَنَّهُ لَا حَدَّ لَا لِأَقَلِّهِ وَلَا لِأَكْثَرِهِ بَلْ مَا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ عَادَةً مُسْتَمِرَّةً فَهُوَ حَيْضٌ. وَإِنْ قُدِّرَ أَنَّهُ أَقَلُّ مِنْ يَوْمٍ اسْتَمَرَّ بِهَا عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ حَيْضٌ. وَإِنْ قُدِّرَ أَنَّ أَكْثَرَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ اسْتَمَرَّ بِهَا عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ حَيْضٌ. وَأَمَّا إذَا اسْتَمَرَّ الدَّمُ بِهَا دَائِمًا فَهَذَا قَدْ عُلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِحَيْضٍ لِأَنَّهُ قَدْ عُلِمَ مِنَ الشَّرْعِ وَاللُّغَةِ أَنَّ الْمَرْأَةَ تَارَةً تَكُونُ طَاهِرًا وَتَارَةً تَكُونُ حَائِضًا وَلِطُهْرِهَا أَحْكَامٌ وَلِحَيْضِهَا أَحْكَامٌ))

(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:19/237،" قاعدة في تصويب المجتهدين وتخطئتهم وتأثيمهم فصل: في اسم الحيض"، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة المنورة، السعودية)

[75] (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ:19/237- الدماء الطبیعۃ، ص:7- الشرح الممتع:1/400)

خون آئے تو وہ حیض شمار نہیں ہو گا یہ قول راجح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں حیض رُکنے کی عمر کا تعین نہیں ہے جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((التي يأتيها دم على صفته المعروفة يكون دمها دم حيض صحيح على القول الراجح، إذ لا حد لأكثر سن الحيض وعلى هذا فيثبت لدمها أحكام دم الحيض المعروفة من اجتناب الصلاة والصيام ولزوم الغسل وقضاء الصوم ونحو ذلك. وأما التي يأتيها صفرة وكدرة فالصفرة والكدرة إن كانت في زمن العادة فحيض، وإن كانت في غير زمن العادة فليست بحيض، وأما إن كان دمها دم الحيض المعروف لكن تقدم أو تأخر فهذا لا تأثير له، بل تجلس إذا أتاها الحيض وتغتسل إذا انقطع عنها. وهذا كله على القول الصحيح من أن سن الحيض لا حد له، أما على المذهب فلا حيض بعد خمسين سنة وإن كان دماً أسود عادياً، وعليه فتصوم وتصلي ولا تغتسل عند انقطاعه لكن هذا القول غير صحيح))

اس میں یہ قول راجح ہے کہ حیض کا خون جب تک عورت کو معلوم صفت کے مطابق آتا ہے وہ حیض کا خوں ہی کہلاتا ہے اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ عورت کو حیض آنے اور رک جانے میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے لہذا اگر کسی عورت کو پچاس سال بعد بھی خون آتا ہے تو وہ حیض کا خون ہی شمار ہو گا اور

حیض کے تمام احکام اس پر لاگو ہوں گے لہذا وہ حیض کے دوران نماز اور روزہ ترک کر دے گی اور جب وہ غسل کے بعد پاک ہو گی روزوں کی قضا کرے گی ، اور جس عورت کو زردی مائل یعنی کہ اگر کسی عورت کو عادتاً مٹیالا خوں آتا ہے تو زردی مائل مٹیالے رنگ کا خون حسبِ عادت حیض کا خون شمار ہو گا اور اگر ایام کے بعد آتا ہے تو وہ حیض میں شمار نہیں کیا جائے گا اور اگر اس عورت کا خوں حیض کا معروف خون ہے اور اپنی تاریخوں کے آگے یا پیچھے ہے تو اس میں کوئی فرق نہیں مانا جائے گا لہذا جب کسی عورت کو پچاس سال بعد بھی اس طرح حیض آئے تو وہ نماز اور روزے سے رک جائے اور غسل کے بعد اس کی پاکی شمار ہو گی یہ سب سے صحیح ترین قول ہے چنانچہ حیض رُکنے کی کوئی عمر متعین نہیں ہے البتہ (حنابلہ میں سے) بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی عورت کو پچاس سال کے بعد خون آتا ہے تو وہ حیض کا خون شمار نہیں کیا جائے گا لہذا پچاس سال کی عمر کے بعد عادت اور معمول کو بھی نہیں دیکھا جائے گا یہاں تک اگر وہ خون کالا بھی ہو تو تب بھی وہ حیض کا خون شمار نہیں ہو گا چنانچہ کسی عورت کو پچاس سال کے بعد اگر خون آنا بند نہ اس کے باوجود نہ وہ نماز چھوڑے گی اور نہ روزہ چھوڑے گی اور نہ اس پر غسل فرض ہو گا، (شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) ہمارے نزدیک یہ قول صحیح نہیں ہے۔[76]

---

[76] (مجموع فتاوی ورسائل لابن عثیمین: 11/ 269-270، رقم: 214، الناشر: دار وطن، دار الثریا)

مسئلہ نمبر:9- طہر کی مدت بھی طئے نہیں ہے۔[77]

مسئلہ نمبر:10-حمل کی حالت میں جو خون آتا ہے وہ حیض نہیں کوئی دوسرا خون ہے ،موجودہ دور کے عصری ٹکنالوجی کی بنیاد پر اور ریسرچ کی بنیاد پر علمائے کرام نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔[78]

مسئلہ نمبر:11-طہر کی پہچان (حیض کے ختم ہونے کی علامت)

قصّہ بیضاء-اس سفید بہنے والے مادہ (سائل) کو کہتے ہیں جو حیض کے بند ہونے پر نکلتا ہے ،اگر کسی کو یہ سفید سیال نہ نکلتا ہو تو اس کے بجائے دوسری پہچان سوکھا پن، عورت روئی کے ذریعہ معلوم کرتی ہے کہ خون یا پیلا رنگ یا کوئی گدلہ پن نظر نہ آئے روئی پر تو اس کا مطلب ہے حیض آنا بند ہو گیا اور طہر (پاکی کی علامت ہے)

مسئلہ نمبر:12-

اگر کوئی عادت کے بر خلاف دنوں میں کمی بیشی محسوس کرے 7 دن کی عادت تھی 6 دن یا 8 دن ہو گئے تو دنوں کا اعتبار نہیں حیض کے وجود اور عدم وجود کی بنیاد پر فیصلہ ہوتا ہے۔[79]

---

[77] (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ:19/237)

[78] (ابو عمر الدبیان–الحیض والنفاس:128-131)

[79] (الشافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ، اور صاحب المغنی:1/353۔ الدماء الطبیعۃ، ص14-15)

مسئلہ نمبر:13-

اگر خاتون نے پیلا رنگ یا گدلہ رنگ یا پیلے اور کالے کے درمیان والے رنگ یا صرف رطوبت پائی تو دو حالت ہیں۔

پہلی حالت :

اگر وہ حیض کی حالت کے دوران یا طہر سے پہلے پائے تو حیض سے ملحق کر دیا جائے گا اور حیض شمار ہو گا۔

((لا تَعْجَلْنَ حتى تَرَيْنَ القَصَّةَ البيضاءَ))[80]

دوسری حالت:

اگر یہ سب رنگ اور رطوبت طہر کی حالت میں پائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا۔لحدیث ام عطیہ:

((عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ كُنَّا لاَ نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا))

ام عطیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے (یعنی کہ یہ حیض میں شمار نہیں ہوتا)[81]

مسئلہ نمبر:14- حیض آنے کی عمر نہ ہو پھر حیض آنا شروع ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حیض کی صفات ہو تو حیض شمار ہو گا اگر پیلا یا گدلہ رنگ ہو تو حیض شمار نہیں

---

[80] (ح۔تعلیقا:1/420۔موصول ہے موطا:128۔والبیہقی:1/355۔صححہ البانی فی الارواء:198)

[81] (صحیح بخاری:326)

ہو گا۔

مسئلہ نمبر:15-

اگر صرف خون کا قطرہ نظر آئے لیکن تسلسل کے ساتھ نہ آئے تو حیض شمار نہ ہو گا۔

مسئلہ نمبر:16- حیض کے خون کی خاصیت اور صفت اور نماز و روزہ کا حکم؟

صفتِ خون حیض کے متعلق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں اگر کسی عورت کا خونِ حیض رک گیا اور کچھ دن بعد پھر سے آ گیا تو نکلنے والا خون جس کو اس کی بو اور رنگ اور اس کی کیفیت سے اس کو پہچانا جاتا ہے اگر یہ علامات اس میں پائی جاتی ہیں تو یہ حیض کا خون کہلائے گا اگرچہ کہ پہلے حیض سے دوسرے حیض کے درمیان کی مدت کم ہی کیوں نہ ہو اگر مذکورہ خون کی علامات اس میں پائی جاتی ہیں تو وہ حیض ہی کہلائے گا اور اگر وہ خون ان علامات کے علاوہ ہو تو وہ استحاضہ کا خون کہلائے گا لہذا جس عورت کو استحاضہ لاحق ہو تو اس پر روزہ اور نماز کی ممانعت نہیں ہے، حائضہ کے لیے روزہ اور نماز کی ممانعت رکھی گئی ہے بلکہ اگر کوئی عورت حیض کے باوجود نماز روزہ ادا کرتی رہتی ہے تو وہ گناہ گار قرار پائے گی۔

مسئلہ نمبر:17- حائضہ عورت پر نماز کی قضا نہیں لیکن روزے کی قضا فرض ہے

معاذۃ بنت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے کہا:

((مَا بَالُ الْحَائِضِ، تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟

فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلَكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ: كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ))

حائضہ عورت کا یہ حال کیوں ہے کہ وہ روزوں کی قضا کرتی ہے نماز کی نہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ میں نے عرض کی: میں حروریہ نہیں، (صرف) پوچھنا چاہتی ہوں، انہوں نے فرمایا: ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔[82]

مسئلہ نمبر:18- حیض میں نماز نہ پڑھنے کے حکم کا سبب

علمائے کرام کہتے ہیں کہ عورتوں پر ایام حیض کی نمازوں کی قضا ادا کرنا اس وجہ سے معاف ہے کہ ہر مہینے میں 30 سے لیکر 35 نمازوں کی قضا ادا کرنا بہت مشکل ہے اور بعض عورتوں کو دس دن تک بھی حیض کی شکایت رہتی ہے اگر ان ایام کی نمازوں کو جوڑا جائے تو تقریباً سال میں ساڑھے تین تا چار مہینے کی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی یہ ایک بہت ہی مشکل کام ہے اور اس کے علاوہ قضا نمازوں کے ساتھ ساتھ وقتی نمازوں کی پابندی بھی فرض ہے لہذا اس میں عورتوں کے لئے بہت سی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں لہذا ایام حیض کی تمام نمازیں عورتوں کے لئے معاف ہیں، اور جہاں تک روزوں کی قضا کا تعلق ہے اس میں

---

[82] (صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ- حائضہ پر روزے کی قضاء واجب ہے، نماز کی نہیں، حدیث نمبر: 335[763]- وصحیح البخاری: 321- وسنن ابوداود: 262- وسنن الترمذی: 787- وسنن النسائی: 2320- وسنن ابن ماجہ: 631، 1670)

آسانی پائی جاتی ہے یعنی کہ رمضان کو چھوڑ کر عورتوں کے پاس 11 مہینے ہوتے ہیں اور ان گیارہ مہینوں میں چھ سے سات یا دس روزوں کی ادائیگی با آسانی ہو سکتی ہے اور ان روزوں کی قضا کے دوران کوئی دوسرے روزے بھی نہیں ہوتے اسی وجہ سے حائضہ عورتوں کو رمضان کے فرض روزوں کی قضا کا حکم دیا گیا ہے اور ایام حیض کے دوران آنے والے تمام فرض نمازوں کو معاف کر دیا گیا ہے یہ خواتینِ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الحائض والنفساء تقضيان الصوم فقط عند جميع العلماء، أما الصلاة فلا تقضي عند جميع أهل العلم، قالت عائشة رضي الله عنها: «كنا نؤمر بقضاء الصوم – يعني الحيض – ولا نؤمر بقضاء الصلاة »، وهذا من رحمة الله وتيسيره جل وعلا وإحسانه، فإنه أحسن إليهن بوضع الصلاة عنهن؛ لأن الصلاة تتكرر في اليوم والليلة خمس مرات، والحيض قد يبقى معها أسبوعا أو أكثر أو أقل، فيشق عليها القضاء، وهكذا النفساء، قد تبقى في النفاس أربعين يوما، ويشق عليها القضاء، فمن رحمة الله أن أسقط عن الحيض والنفساء الصلاة، فلا تقضي ولا تفعلها في حال الحيض والنفاس، ولا تقضي، أما الصوم فإنها لا تفعله في حال الحيض والنفاس،

ولكنها تقضي، لا يجزئها الصوم وهي حائض ونفساء، ولكن عليهن القضاء إذا طهرت صامت في رمضان وتقضي ما عليها في رمضان، تقضي ما أفطرت بسبب الحيض والنفاس، تقضي بعد رمضان ما بين رمضان ورمضان القادم تقضي بينهما، لها أن تؤخر إلى رجب وشعبان لا بأس، فإذا بادرت فهو أفضل حذرا من العوائق))

تمام علمائے کرام اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض اور نفاس والی عورتیں صرف روزوں کی قضا کریں گی نیز تمام علمائے کرام کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ ان حیض ونفاس والی عورتوں پر نماز کی قضا نہیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا گیا لیکن نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورتوں پر یہ خاص رحمت اور فضل وکرم ہے اس کا سبب یہ ہے کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور حیض کی مدت ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ کی ہو سکتی ہے لہذا ان ایام کی نمازوں کی قضا مشکل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے نماز چھوڑ دینے کا حکم ہے اور اس کی قضا بھی نہیں رکھی گئی ہے البتہ فرض روزوں کی قضا حیض ونفاس والی عورتوں پر فرض ہے کیونکہ حیض ونفاس کی حالت میں ان عورتوں پر روزے رکھنا صحیح نہیں بلکہ بعد میں ان روزوں کی قضا فرض ہے جب یہ عورتیں پاک ہو جاتی ہیں تو رمضان کے وقتی فرض روزے رکھنا فرض ہے اور اس کے بعد کسی بھی وقت میں ایک رمضان سے لیکر دوسرے رمضان کے درمیان کے

کسی بھی مہینے میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے یہاں تک کہ آنے والے شعبان کے مہینے تک بھی وہ اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر سکتی ہیں اس میں ان عورتوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے البتہ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے قضا روزوں کو جلد از جلد ادا کر لیں اس میں بہتری ہے۔[83]

مسئلہ نمبر:19-حائضہ کے لئے کیا جائز اور کیا نا جائز ہے؟

مسئلہ نمبر:20-صلوۃ:

حائضہ یا نفاس والی عورت پر صلوۃ حرام ہے چاہے فرض ہو یا نفل اور پاکی کے بعد ان نمازوں کا اعادہ یا قضاء بھی نہیں ہے:

((قَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لاَ تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ))

مسئلہ نمبر:21-قراءۃ القرآن:

قول اول: حرام ہے قراءت قرآن۔

قول ثانی: قول ثانی راجح و قوی ہے قراءت کی اجازت ہے کیونکہ صحیح و صریح حدیث نہیں۔ (بخاری، ابن جریر، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم۔ مالک، شافعی رحمۃ اللہ علیہما "فی القدیم"- ابن حجر

---

[83] (فتاویٰ نور علی الدرب لابن باز:5/396-397،"باب الحيض والنفاس بيان ما تقضيه الحائض والنفساء"،جمعها: الدكتور محمد بن سعد الشويعر،قدم لها: عبد العزيز بن عبد الله بن محمد آل الشيخ، ترقيم الكتاب موافق للمطبوع)

رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا فتح الباری میں)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((لاَ يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))

یہ ضعیف حدیث ہے اہل معرفت کا اس پر اتفاق ہے۔[84]

ذکر و اذکار، تسبیح، کتب حدیث و فقہ دعاء اور آمین کہنا یہ سب جائز ہے اس کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

نوٹ: اس کتاب کے شروع میں مقالہ بعنوان "جنبی اور حائضہ کے مشترکہ مسائل" کی طرف رجوع فرمائیں، کئی صفحات پر اس مسئل کا مفصل ذکر ہے

مسئلہ نمبر:22-الصوم:

حرام ہے صوم-رمضان کے بعد قضاء لازم ہے۔ بلکہ گناہ گار ہو گی حیض نفاس کی حالت میں اگر روزہ رکھتی ہے تو بھی اس کے ذمہ رمضان کے ان روزہ کی قضاء لازم ہو گی۔

مسئلہ نمبر:23-جماع حرام ہے:

((عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ الْيَهُودَ، كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى))

---

[84] (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ:26/191)

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ،یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے ،نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو پوچھا۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾(سورۃ آل عمران:222)

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

((إِلَى آخِرِ الآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلاَّ النِّكَاحَ))

یعنی کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو یہ مطلب ہوا کہ جماع نہ کرو اس لیے کہ اور سب حلال ہے۔

یہ خبر یہود کو پہنچی۔انہوں نے کہا:"یہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں

ہمارا خلاف کرے۔ "یہ سن کر سیدنا اسید بن حضیر اور سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنی یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیئے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا اس لئے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا۔ وہ اٹھ کر باہر نکلے، اتنے میں کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا، تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ان کے اوپر نہ تھا۔

جمہور علمائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ سوائے جماع کے مباشرت جائز ہے، احادیث میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسی حالت میں ازواج مطہرات سے ملتے جلتے لیکن وہ تہبند باندھے ہوئے ہوتی تھیں۔[85]

بوسہ ومباشرت جائز ہے لیکن جماع حرام ہے، جماع پر گناہ گار ہوگا اور کفارہ لازم ہوگا (دینار یا نصف دینار / صححه البانی: 264، کفارہ ہوگا۔ اگر انجانے میں۔ علم نہ ہوا ہو کہ حیض ہے یا نہیں۔ تو کفارہ نہیں ہے)

دینار کی مقدار:

ایک دینار: 4 گرام اور 25 ملی گرام سونا

---

[85] (سنن ابوداود: 272، قال الشيخ الألباني: صحيح)

نوٹ: طہر اور پانی کے بعد جب تک غسل نہ کرے جماع جائز نہیں:

﴿حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ (سورۃ آل عمران:222)

مسئلہ نمبر:24- بیت اللہ کا طواف:

طوافِ بیت اللہ کے علاوہ سعی، رمی جمار، وقوف مزدلفہ کی ادائیگی میں حرج نہیں۔[86]
حائضہ پر طواف وداع ساقط ہے بر خلاف طوافِ عمرہ وحج کے رکن والا طواف کے لیے انتظار کرلے پاکی کے بعد طواف کرنا لازم ہے

لیکن اگر عورت کو عمرہ یا حج کے دوران حیض آجائے اور اس کے لیے رکنا یا پاک ہونے کا انتظار کرنا ممکن نہ ہو، اور سفر یا واپسی کی مجبوری لاحق ہو، تو بعض محقق علماء نے اضطراری حالات میں اسی حالت میں طواف کی اجازت دی ہے۔ تاہم یاد رہے کہ اس اجازت کو بلا وجہ اختیار کرنا درست نہیں؛ کیونکہ جمہور علماء کے فتاوی میں اس نوعیت کی رخصت کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے صرف شدید مجبوری اور ضرورت کے وقت ہی اس فتویٰ پر عمل کیا جائے، اور عام حالت میں شریعت کا اصل حکم یعنی پاکیزگی کے بعد طواف کی ہی پابندی رکھی جائے۔ اجازت سے متعلق علماء کا فتویٰ ذیل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے.

سوال دائمی کمیٹی برائے افتاء سے کیا گیا: "ایک عورت عمرہ کے احرام میں آئی، اور مکہ پہنچنے کے بعد حیض آگیا۔ اس کا محرم فوراً سفر کے لیے مجبور ہے اور اس کے علاوہ مکہ میں کوئی نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟"

---

[86] (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا، خ:294۔ مسلم:1211)

کمیٹی نے جواب دیا: "اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا بیان کیا گیا کہ عورت کو طواف سے قبل حیض آگیا اور وہ احرام میں ہے، اس کا محرم فوراً سفر پر مجبور ہے اور اس کا کوئی محرم یا شوہر بھی مکہ میں موجود نہیں، تو ایسی صورت میں اس عورت کے لیے حیض سے پاک ہونے کی شرط مسجد میں داخل ہونے اور طواف کے لیے ساقط ہو جائے گی، کیونکہ یہ ضرورت ہے۔ لہٰذا وہ استثناء کرتے ہوئے حفاظتی تدبیر کرے، طواف اور عمرے کی سعی کر لے۔ سوائے اس کے کہ اس کے لیے ممکن ہو کہ وہ سفر کرے اور شوہر یا محرم کے ساتھ واپس آئے۔ اگر مسافت قریب ہو اور اخراجات آسان ہوں تو جب حیض ختم ہو جائے فوراً واپس آئے اور عمرہ کے طواف کو پاک ہونے کی حالت میں ادا کرے۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، دشواری نہیں چاہتا۔" اور فرمایا: "اللہ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔" اور فرمایا: "اور اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔" اور فرمایا: "پس اللہ سے جہاں تک ہو سکے ڈرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میں تمہیں کسی حکم کا پابند بناؤں تو جہاں تک استطاعت ہو اس پر عمل کرو۔" نیز ایسے ہی مواقع کے لیے آسانی اور تنگی کو دور کرنے کے بہت سے نصوص موجود ہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ یہی مسئلہ کئی اہلِ علم نے بھی بیان فرمایا، جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیم رحمہا اللہ شامل ہیں۔" ختم شد "فتاوی اسلامیہ" (2/238) سے منقول۔

مسئلہ نمبر:25-مسجد میں بیٹھی رہنا:

قول اول:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾(سورۃ النساء:43)

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو۔"

((فَإِنِّي لاَ أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلاَ جُنُبٍ))

"ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا"۔[87]

یہ حدیث ضعیف ہے اس آیت کے مطابق جنبی پر قیاس کرتے ہوئے اور حدیث کی بنیاد حائضہ کا مسجد میں رہنا تو حرام قرار دیا گیا۔

قول ثانی:

حرام نہیں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے قول کو قوی اور راجح کہا ہے: منع کی کوئی دلیل نہیں اور ایک دلیل بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف سے منع کیا دیگر عبادات سے منع نہیں کیا۔

---

[87] (سنن ابوداود:232،قال الشيخ الألباني: ضعيف)

نوٹ:- بعض نے ”مصلی سے حائضہ دور رہے“ اس کلمہ سے استدلال کیا تو اس دو جوابات دئے گئے ہیں:

1) صحیح بخاری کی روایت میں ہے صف کے پیچھے رہے یعنی کہ صف نہ ٹوٹے ان (حائضہ عورتوں) کی وجہ سے (ح:971)

2) مصلی سے مراد بعض روایات میں صلوۃ مراد ہے (صحیح مسلم:890)

نوٹ: حائضہ خواتین کے لئے ایک الگ ہال یا روم بنادیا جائے مسجد کے مصلی جائے نماز سے ہٹ کر تا کہ اختلاف سے باہر نکلنے کی ایک صورت بن سکے ان شاء اللہ، تا کہ مسجد میں دونوں اقوال کے ماننے والوں کی رعایت ہو جائے اور حائضہ خواتین علماء کے دروس سننے سے محروم نہ رہیں۔

نوٹ: اس کتاب کے شروع میں مقالہ بعنوان ”جنبی اور حائضہ کے مشترکہ مسائل“ کی طرف رجوع فرمائیں، کئی صفحات پر اس مسئل کا مفصل ذکر ہے

مسئلہ نمبر:26

طلاق دینا حرام ہے حیض کی حالت میں (عدۃ کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے) حیض اور وہ طہر جس میں جماع ہو طلاق نہیں دینا چاہیئے (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ملاحظہ ہو)

مسئلہ نمبر:27- حیض روکنے والی دواؤں کا حکم: جائز ہے (ابن باز رحمۃ اللہ علیہ)

1) ضرر نہ ہو۔

2) شوہر کی اجازت ہو۔

مسئلہ نمبر:28- حیض کو دواؤں سے جاری کرنے کا حکم: جائز ہے

1) حیلہ بازی نہ ہو روزہ سے بچنے کے لیے۔

2) شوہر کی اجازت ہو۔

مسئلہ نمبر:29- مغرب سے پہلے پہلے حیض ہو جائے تو روزے کا حکم

اگر کسی خاتون کو مغرب سے پہلے حیض ہو جائے تو اس خاتون کے روزے کا حکم۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ، فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا))

"کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز اور روزے نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے"۔[88]

مغرب سے پہلے اگر کسی خاتون کو حیض ہو جائے تو اس کا روزہ ختم ہو جاتا ہے اس خاتون پر اس روزہ کی قضا فرض ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((لَوْ حَاضَتْ فِي بَعْضِ النَّهَارِ أَوْ ارْتَ بَطَلَ صَوْمُهُمَا بِلَا خِلَافٍ وَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ وَكَذَلِكَ لَوْ نَفِسَتْ بَطَلَ صَوْمُهَا بِلَا خِلَافٍ وَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ دَمًا أَصْلًا فَفِي بُطْلَانِ صَوْمِهَا خِلَافٌ))

---

[88] (صحیح البخاری، کتاب الصوم، بَابُ[41] الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ- حیض والی عورت نہ نماز پڑھے اور نہ روزے رکھے، حدیث نمبر:1951)

اگر کسی خاتون کو روزہ کی حالت میں دن کے کسی وقت بھی حیض آجائے تو اس کا روزہ ختم ہو جائے گا اور اس بات میں علمائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ خاتون اپنے روزہ کی قضا کرے گی اور اس بات میں بھی علمائے کرام کا اختلاف نہیں ہے کہ اگر کسی عورت کو روزہ کی حالت میں نفاس آجائے تو اس خاتون کا روزہ بھی ختم ہو جائے گا۔[89]

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ علَى أن الحَائِضَ والنُّفساءَ لا يَحِلُّ لهما الصومُ، وأنّهما يُفْطِرانِ رمضانَ، ويَقْضِيانِ))

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو عورت حیض اور نفاس کی حالت میں ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ روزہ رکھے بلکہ اگر وہ رمضان کے روزہ سے ہو تو اس کو روزہ توڑ دینا چاہیے اور ان روزوں کی قضا کرنی چاہیے۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں:

((ومتى وُجِدَ الحَيْضُ في جُزْءٍ من النَّهَارِ فَسَدَ صَوْمُ ذلك اليومِ، سَوَاءٌ وُجِدَ في أَوَّلِه أو في آخِرِه، ومتى نَوَتِ الحائِضُ الصومَ، وأَمْسَكَتْ، مع عِلْمِها بِتَحْرِيمِ ذلك، أَتَمَّتْ، ولم يُجْزِئْها))

---

[89] (المجموع شرح المہذب للنووی:6/347، کتاب الصیام،" مسائل تتعلق بالجماع في صوم رمضان"، الناشر: ادارة الطباعة المنیریة، القاہرة)

دن کے کسی بھی حصے میں حیض آجائے تو روزہ ختم ہو جاتا ہے چاہے وہ دن کے شروعاتی حصے میں ہو یا دن کے اختتام کے وقت پر ہو اگر وہ عورت حیض کو جان لے نے کے بعد بھی اپنے روزہ کی نیت کرتی ہے تو وہ گناہ گار قرار پائے گی اور اس پر اس کو پورا کرنا لازم ہو گا اس عورت کا یہ روزہ اس کے لئے ناکافی ہو گا۔[90] اور بعد رمضان اس کو اس کی قضاء کرنی واجب ہو گی۔

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((السؤال: أيضاً لديها سؤال آخر، تقول: لقد صمت يوماً من أيام رمضان ولم يبق من ذلك اليوم إلا خمس دقائق عن موعد الإفطار وجاءتني الدورة الشهرية، فهل يجب علي أن أصلي صلاة المغرب قضاء بعد أن أطهر أم لا ؟))

ایک خاتون ایک اور سوال کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں رمضان کے ایک دن روزہ کی حالت میں تھی اور افطار سے صرف پانچ منٹ پہلے مجھے حیض آگیا تو کیا مجھے مغرب کی نماز حیض سے پاک ہونے کے بعد ادا کرنی ہو گی؟

((الجواب: مادامت الدورة جاءتها قبل غروب الشمس فليس عليها صلاة المغرب ولا غيرها، والصوم لا يصح ذاك اليوم الذي جاء فيه الحيض قبل أن تغيب الشمس فإن

---

90 (المغنی لابن قدامہ القدسی:4/397، کتاب الصیام، "مسألة؛قال:-وإذا حاضت المرأة، أو نفست، أفطرت وقضت؛ فإن صامت، لم يجزئها"،الناشر:دارعالم الکتب،ریاض)

الصوم يبطل وعليها قضاؤه، هذا إذا كانت تعلم أنها جاءتها قبل غروب الشمس ولو بخمس دقائق. نعم.))

جواب: اگر کسی عورت کو سورج غروب ہونے سے پہلے حیض آجائے تو اس پر مغرب کی نماز یا کوئی اور نماز فرض نہیں ہوگی لہذا وہ کوئی بھی نماز نہیں پڑھ سکتی، اور جس دن وہ روزہ کی حالت میں تھی اور افطار سے پہلے حیض آگیا تو اس دن کا روزہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ روزہ فاسد کہلاتا ہے اور اس روزے کی قضا فرض ہے اگر وہ عورت اس بات سے واقف ہے کہ روزہ افطار کرنے سے صرف پانچ منٹ پہلے اس کو حیض آگیا تھا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(نور على الدرب - حكم من جاءتها الدورة قبل غروب الشمس في رمضان)[91]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وإذا حاضت وهي صائمة بطَلَ صيامها ولو كان ذلك قبيل الغروب بلحظة، ووجب عليها قضاء ذلك اليوم إن كان فرضًا. أما إذا أحستْ بانتقال الحيض قبل الغروب لكن لم يخرج إلا بعد الغروب فإن صومها تامٌّ ولا يبطل على القول الصحيح))

---

91 https://binbaz.org.sa/fatwas/5394/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D9%85%D9%86-%D8%AC%D8%A7%D8%A1%D8%AA%D9%87%D8%A7-%D8%A7%D9%84%D8%AF%D9%88%D8%B1%D8%A9-%D9%82%D8%A8%D9%84-%D8%BA%D8%B1%D9%88%D8%A8-%D8%A7%D9%84%D8%B4%D9%85%D8%B3-%D9%81%D9%8A-%D8%B1%D9%85%D8%B6%D8%A7%D9%86

اگر کسی عورت کو روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا اگرچہ کہ سورج غروب ہونے سے ایک لحظہ پہلے کیوں نہ ہو، اور اگر وہ روزہ فرض ہے تو اس روزے کی قضا فرض ہو گی البتہ اگر اس عورت کو صرف یہ محسوس ہو کہ سورج غروب ہونے سے پہلے اس کو حیض آنے والا ہے لیکن خون دکھائی نہ دے تو اس مسئلے میں یہ قول صحیح ہے کہ اس کا روزہ مکمل ہو جائے گا وہ روزہ فاسد نہیں کہلائے گا۔[92]

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو عورت حیض سے ہو اس کا فرض یا نفل روزہ رکھنا حرام ہے چنانچہ اگر عورت دن کے کسی بھی وقت دورانِ روزہ خون دیکھ لے تو اس کا روزہ ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر:30 رمضان کے مہینے میں فجر سے پہلے پاک ہونے والی خاتون کے روزے کا حکم

ابو بکر بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ میرے والد عبد الرحمٰن مجھے ساتھ لے کر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ، غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُهُ".))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح جنبی ہونے کی حالت میں کرتے احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے! پھر آپ روزے سے رہتے (یعنی غسل فجر کی نماز سے

---

92 (رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء لابن عثیمین، صفحہ:26، "الفصل الرابع في أحكام الحيض الثاني الصيام"، الناشر: وزارۃ الشئون الاسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد)

پہلے سحری کا وقت نکل جانے کے بعد کرتے)۔[93]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَإِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَائِضِ وَالنُفَسَاءِ فِي اللّيْلِ ثُمّ طَلَعَ الْفَجْرُ قَبْلَ اغْتِسَالِهِمَا صَحّ صَوْمُهُمَا وَوَجَبَ عَلَيْهِمَا إِتْمَامُهُ سَوَاءٌ تَرَكَتْ الْغُسْلَ عَمْدًا أَوْ سَهْوًا))

یعنی رمضان کے مہینے میں اگر حیض والی عورت یا نفاس والی عورت کا خون رات میں آنا رک جائے اور غسل کرنے سے پہلے طلوعِ فجر ہو جائے تو اس عورت کے روزے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا روزہ درست ہے بلکہ اس پر یہ روزہ فرض ہے اگر وہ عورت غسل کرنے میں جان بوجھ کر دیر کرتی ہے یا بھول کر دیر سے غسل کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[94]

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((صومها صحيح إذا تيقنت الطهر قبل طلوع الفجر، المهم أن المرأة تتيقن أنها طهرت؛ لأن بعض النساء تظن أنها طهرت وهي لم تطهر، ولهذا كانت النساء يأتين بالقطن

---

93 (صحیح البخاری، کتاب الصوم، بَابُ[25]اغْتِسَالِ الصَّائِمِ-روزہ دار کا غسل کرنا جائز ہے، حدیث نمبر:1931)

94 (المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:7/222،" باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب" الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

لعائشة رضي الله عنها فيرينها إياه علامة على الطهر، فتقول لهن: لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء - فالمرأة عليها أن تتأنى حتى تتيقن أنها طهرت فإذا طهرت فإنها تنوي الصوم وإن لم تغتسل إلا بعد طلوع الفجر))

اگر کسی عورت کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو گئی ہے یعنی کہ اس کو خون آنا بند ہو گیا ہے تو اس عورت کا روزہ صحیح ہے اس مسئلے میں یہ بات اہم ہے کہ اس عورت کو پوری طرح سے پاکی کا یقین ہو، اکثر و بیشتر عورتیں حیض و نفاس کے معاملے میں یہ سمجھ بیٹھ تی ہیں کہ وہ ابھی تک پاک نہیں ہوئی ہیں لہذا بعض عورتیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ کے پاس یہی شکایت لیکر آیا کرتی تھیں چنانچہ نبی کریم نے عورتوں کے پاک ہونے کی علامت بیان فرمادی ہے لہذا ام المؤمنین سیدہ عائشہ ان عورتوں سے کہتی تھیں کہ جب تک سفیدی نہ دیکھ لو جلد بازی نہ کرو، عورت کو اس وقت تک ٹھہرے رہنا چاہیے جب تک کہ اس کو اس بات کا یقین نہ ہو جائے وہ پاک ہو گئی ہے چنانچہ جب وہ پاک ہو جائے تو وہ روزہ کی نیت کر لے البتہ وہ غسل طلوعِ فجر کے بعد بھی کر سکتی ہے۔[95]

---

95 (مجموع فتاوی ومقالات متنوعة لابن باز:15/191، " من يجب عليه الصوم والأعذار المبيحة للفطر حكم صيام الحائض إذا طهرت قبل طلوع الفجر"، الناشر: رئاسة ادارة البحوث العلمية والافتاء بالمملكة العربية السعودية)

یہاں پر اصولی بات یہ ہے کہ اگر کوئی عورت ماہِ رمضان میں حائضہ ہو جائے اور طلوعِ فجر سے پہلے پہلے خواہ ایک منٹ پہلے کیونکہ اگر وہ پاک ہو گئی ہے اور اس کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہے البتہ غسل میں تاخیر کی اجازت ہے یعنی کہ وہ طلوعِ فجر کے بعد بھی غسل کر سکتی ہے، بعض خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ افطار کے بعد حیض آجائے تو اس دن کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے یہ بات بالکل صحیح نہیں اور نہ ہی اس بارے میں قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ملتی ہے شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی عورت کو افطار کے فوراً بعد حیض آجائے یہاں تک ایک منٹ بعد ہی کیوں نہ ہو تو اس عورت کا روزہ مکمل۔

مسئلہ نمبر: 31- حیض و نفاس سے پاک ہونے پر دو نمازیں جمع کرنے کا حکم

جب عورت نمازِ عصر کے وقت حیض سے پاک ہو جائے تو اس پر ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا فرض اور اسی طرح جو کوئی عورت عشاء کے وقت پاک ہو جائے تو اس پر مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا فرض ہے، اس مسئلے میں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((إذا طهرت المرأة من الحيض أو النفاس في وقت العصر وجب عليها أن تصلي الظهر والعصر جميعا في أصح قولي العلماء؛ لأن وقتهما واحد في حق المعذور؛ كالمريض، والمسافر، وهي معذورة بسبب تأخر طهرها، وهكذا إذا طهرت وقت العشاء وجب عليها أن تصلي المغرب والعشاء جميعا كما سبق، وقد أفتى جماعة من الصحابة رضي الله

عنهم بذلك))

جب کوئی عورت عصر کے وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے تو ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھنے پر علمائے کرام کے دو اقوال ہیں ان اقوال میں صحیح ترین قول کے مطابق یہ حکم ہے کہ جب عورت عصر کے وقت حیض یا نفاس سے پاکی حاصل کر لے تو اس کو ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھنا فرض ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض اور مسافر کے لئے ان دونوں نمازوں کا وقت ایک ہی ہے، اور اسی طرح اگر کوئی عورت عشاء کے وقت پاک ہو جائے تو اس پر مغرب اور عشاء کی نماز فرض ہو جائے گی ، صحابہ کرام کی ایک جماعت کا بھی یہی فتوی ہے۔[96]

تین اقوال ہیں

1۔ دو نماز ادا کرنا (ابن باز کی ترجیح)

2۔ صرف اسی وقت کی ایک نماز ادا کرنا (ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیح)

3۔ احتیاط یہ ہے کہ دونوں ادا کرے[97]

---

96 (مجموع فتاوی ومقالات متنوعة لابن باز: 10/217، جمع واشراف: د، محمد بن سعد الشويعر، الناشر: رئاسة ادارة البحوث العلمية والافتاء بالمملكة العربية السعودية)

97 ذهب جمهور العلماء إلى أن الحائض إذا طهرت وجب عليها أن تصلي الصلاة التي أدركت وقتها وتصلي معها الصلاة التي قبلها إن كانت تجمع معها .

وعلى هذا ، فإذا طهرت قبل غروب الشمس ، فإنها تصلي الظهر والعصر ، وإذا طهرت في وقت العشاء فإنها تصلي المغرب والعشاء .

قال ابن قدامة رحمه الله في "المغني" (١/٢٣٩) : "وَإِذَا طَهُرَتْ الْحَائِضُ ، قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ ،

مسئلہ نمبر:32

نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد کسی عورت کا حائضہ ہو جانا اور فوت شدہ نماز کا حکم:

اگر کوئی عورت نماز کا وقت شروع ہونے پر نماز ادا نہ کر سکی اور اس کو حیض آ گیا تو پاکی کی حالت میں اس کی فوت شدہ نماز کا حکم یہ ہے کہ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾

"یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے"۔[98]

لہذا جب کسی عورت کو نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد حیض آ جائے جب کہ اس عورت نے وہ نماز ادا نہ کی ہو تو وہ حیض سے پاک ہونے کے بعد جس نماز کے وقت کے شروع

صَلَّت الظُّهرَ وَالْعَصْرَ ، وإن طَهُرَتْ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ ، صَلَّت الْمَغْرِبَ وَالعِشَاءَ ؛--- بتصرف .

وقال الشيخ ابن باز رحمه الله : " إذا طهرت الحائض أو النفساء قبل غروب الشمس وجب عليها أن تصلي الظهر والعصر في أصح قولي العلماء ---

وذهب الأحناف إلى أنه لا يلزمها إلا الصَّلاة التي أدركت وقتها فقط ؛ لأن وقت الصلاة الأولى خرج وهي معذورة ، فلا يلزمها قضاؤها .

وانظر "الموسوعة الفقهية . (١٣/٧٣) "

وقال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله في "الشرح الممتع" (١٣٣/٢) : " لا يلزمها إلا الصَّلاة التي أدركت وقتها فقط ، فأما ما قبلها فلا يلزمها ؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (من أدرك ركعةً من الصَّلاة فقد أدرك الصَّلاة) ،

والقول الأول أحوط ، والعمل به أولى ، وإذا اقتصرت على صلاة العصر فقط ، أو العشاء فقط ، فنرجو أن لا يكون عليها حرج (الاسلام سوال وجواب)

[98] (سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر:103)

ہونے کے بعد وہ حائضہ ہوئی تھی صرف اسی نماز کی وہ قضا کرے گی اس کے علاوہ پاک ہونے تک جتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں حائضہ پر وہ نمازیں معاف ہیں چنانچہ علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دورانِ حیض جتنی نمازیں حائضہ سے چھوٹتی ہیں ان نمازوں کی قضا نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

((فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟ قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا" .))

جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے، عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔[99]

مسئلہ نمبر:33

نماز کا وقت ختم ہونے سے کچھ منٹ پہلے اگر کوئی عورت حائضہ ہو جائے تو اس پر اس نماز کا حکم اگر کسی عورت کو اس وقت پر حیض آجائے جس وقت میں اس عورت کے پاس صرف ایک یا دو رکعتیں پڑھنے کا ہی وقت تھا لیکن وہ اس وقت ادا کرنہ کر سکی تو وہ پاکی حاصل کرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے گی اس پر یہ قضا فرض ہے جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ

99 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ- اس بارے میں کہ حائضہ عورت روزے چھوڑ دے (بعد میں قضاء کرے لیکن نمازوں کی قضا نہیں)، حدیث نمبر:304)

أَدْرَكَ الْعَصْرَ))

جس نے عصر کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالی، اس نے عصر کی نماز وقت پر پالی۔[100]

چنانچہ پاکی کی حالت میں سورج ڈوبنے سے پہلے صرف ایک رکعت کا پالینا عصر کی نماز پالینا ہے اسی طرح ایک رکعت جتنی وقت میں پڑھی جاتی اتنے وقت میں اگر کوئی عورت حائضہ ہو جائے تو جس وقت میں اس کی کوئی نماز اگر فوت ہو گئی تو اس پر اس نماز کی قضا فرض ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ نمبر:34

رمضان میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہونے والی عورت کے روزے کا حکم

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ،فِي الْمَرْأَةِ حَاضَتْ بَعْدَ مَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ فِي رَمَضَانَ، قَالَ: تُفْطِرُ، قَالَ: وَإِنْ أَصْبَحَتْ حَائِضًا فَطَهُرَتْ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، قَالَ: لَا تَأْكُلُ بَقِيَّةَ يَوْمِهَا))

اگر کوئی عورت رمضان کے مہینے میں کسی دن سورج کے طلوع ہو کر زرد ہونے کے بعد حائضہ ہو جاتی ہے تو حیض کی وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا

---

100 (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً- فجر کی ایک رکعت کا پانے والا، حدیث نمبر:579)

اور اگر کوئی عورت طلوعِ فجر کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے تو وہ روزہ دار کی طرح رہے دن کے تمام حصہ میں نہ کچھ کھائے اور نہ کچھ پیئے۔[101]

علامہ (زین الدین) ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَوْلُهُ وَلَوْ قَدِمَ مُسَافِرٌ أَوْ طَهُرَتْ حَائِضٌ أَوْ تَسَحَّرَ يَظُنُّهُ لَيْلًا وَالْفَجْرُ طَالِعٌ أَوْ أَفْطَرَ كَذَلِكَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ أَمْسَكَ يَوْمَهُ وَقَضَى))

طلوعِ فجر کے بعد اگر کوئی مسافر اپنے سفر سے لوٹے یا کوئی عورت جو حیض سے تھی طلوعِ فجر کے بعد اگر وہ پاک ہو جائے تو وہ عورت بغیر کچھ کھائے پیئے دن گزارے گی جس طرح ایک روزہ دار گزارتا ہے اور جب سورج غروب ہو جائے تو وہ اسی طرح روزہ افطار کرے جس طرح روزہ دار کرتے ہیں البتہ اس کا یہ روزہ شمار نہیں ہو گا بلکہ وہ اس روزے کی قضا پوری کرے گی۔[102]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((إذا طهرت المرأة بعد طلوع الفجر فللعلماء في إمساكها ذلك اليوم قولان))

---

[101] (مصنف ابن ابی شیبۃ:6/15،کتاب الصیام،" (باب)في المرأة تحيض في رمضان أول النهار"حدیث نمبر :9590،الناشر:دار کنوز اشبیلیا،ریاض، محقق:سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ)

[102] (البحر الرائق شرح کنز الدقائق لابن نجیم:2/313،کتاب الصوم،" فصل في عوارض الفطر في رمضان"، دار الکتب الاسلامی)

اگر کوئی حائضہ عورت طلوعِ فجر کے بعد پاک ہوتی ہے تو اس مسئلے میں علمائے کرام کے دو اقوال ہیں۔

((القول الأول: إنه يلزمها الإمساك بقية ذلك اليوم ولكنه لا يحسب لها بل يجب عليها القضاء، وهذا هو المشهور من مذهب الإمام أحمد ـ رحمه الله ـ))

پہلا قول: حائضہ عورت اگر طلوعِ فجر کے بعد پاک ہوتی ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ کھانے پینے سے رک جائے لیکن اس کا یہ روزہ شمار نہ ہو گا اور وہ عورت اس روزے کی قضا کرے گی امام احمد ابن حنبل کا یہی مشہور مذہب ہے۔

((والقول الثاني: إنه لا يلزمها أن تمسك بقية ذلك اليوم؛لأنه يوم لا يصح صومها فيه لكونها في أوله حائضة ليست من أهل الصيام، وإذا لم يصح لم يبق للإمساك فائدة، وهذا الزمن زمن غير محترم بالنسبة لها؛ لأنها مأمورة بفطره في أول النهار، بل محرم عليها صومه في أول النهار، والصوم الشرعي هو: الإمساك عن المفطرات تعبداً لله – عز وجل – من طلوع الفجر إلى غروب الشمس» وهذا القول كما تراه أرجح من القول بلزوم الإمساك، وعلى كلا القولين يلزمها قضاء هذا اليوم))

اس مسئلے کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کوئی عورت طلوعِ فجر کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے تو اس کو اس دن کھانے پینے کی اجازت ہے کیونکہ اس دن اس

عورت کا روزہ رکھنا صحیح نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت وہ حائضہ تھی تو اس وقت روزہ شروع ہو چکا تھا لہذا اس عورت کا یہ روزہ شمار نہ ہو گا اور جب روزہ شمار نہ ہو تو کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں اور اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ روزہ دار کی طرح رہے کیونکہ روزہ جس وقت شروع ہوتا ہے اس وقت پر وہ روزہ نہ رکھنے کی حالت میں تھی یہاں تک اس وقت تک اس پر روزہ رکھنا حرام تھا اور اس بات سے تمام لوگ واقف ہیں روزہ ایک شرعی عبادت ہے اور اس کے لئے طلوعِ فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے اور سورج جب تک غروب نہ ہو اس وقت تک کھانے پینے سے رک جانا چاہئے، اس مسئلے میں قولِ دوم صحیح اور راجح ہے البتہ دونوں قول میں ایک بات کی یکسانیت یہ ہے کہ ہر حال میں اس عورت کو اس دن کا روزہ قضا کرنا ہے۔[103]

مسئلہ نمبر:35-روزہ کی حالت میں دن کے ابتدائی حصے میں حیض آجائے

کسی خاتون کو رمضان کے دنوں میں دن کے ابتدائی حصے میں اگر بحالتِ روزہ حیض آجائے تو اسکا حکم۔

عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فِي الْمَرْأَةِ تَحِيضُ أَوَّلَ النَّهَارِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ))

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی عورت کو رمضان

103 (60 سوال وجواب فی احکام الحیض لابن عثیمین، صفحہ نمبر:119، الناشر: دار القمۃ)

کے دنوں میں کسی دن ابتدائی دن کے حصے میں اگر حیض آجائے تو وہ عورت کیا کرے ؟ عطابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس عورت کو کھانے پینے کی اجازت ہے۔[104]

مسئلہ نمبر:36-حائضہ کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت حکم

علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ حائضہ جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائے اور غسل نہ کرلے قرآنِ مجید کی تلاوت نہ کرے، اس مسئلے میں راجح قول یہ ہے کہ حیض و نفاس والی عورتیں قرآنِ مجید کو ہاتھ لگائے بغیر قرآنِ مجید تلاوت کرسکتے ہیں اور حج کے موقع پر طواف کو چھوڑ کر تمام مناسک بھی ادا کرسکتی ہیں اور ان کے لئے دعاؤں کی کتابیں بھی پڑھنا جائز، علمائے کرام مزید یہ کہتے ہیں قرآن و احادیثِ صحیحہ سے یہ بات ثابت نہیں حیض و نفاس والی عورتیں قرآنِ مجید کی تلاوت نہیں کرسکتی اس سلسلے میں جو حدیث سیدنا علی سے روایت کی جاتی ہے وہ صرف جنبی شخص کے لئے حائضہ و نفاس والی عورتوں کے لئے نہیں ہے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

1)((وَأَمَّا قِرَاءَةُ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ لِلْقُرْآنِ فَلِلْعُلَمَاءِ فِيهِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ:))

یعنی کہ اس مسئلے میں علمائے کرام کے تین اقوال ہیں:

---

104 (مصنف ابن ابی شیبۃ:6/15، کتاب الصیام" (باب)في المرأة تحيض في رمضان أول النهار"حدیث نمبر:9589، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ)

2) ((قِيلَ: يَجُوزُ لِهَذَا وَلِهَذَا. وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْمَشْهُورُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد))

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ کہ اس حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

3) ((وَقِيلَ: لَا يَجُوزُ لِلْجُنُبِ وَيَجُوزُ لِلْحَائِضِ. إمَّا مُطْلَقًا أَوْ إذَا خَافَتْ النِّسْيَانَ. وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ. وَقَوْلٌ فِي مَذْهَبِ أَحْمَد وَغَيْرِهِ))

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حنابلہ کا یہ کہنا ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز نہیں الاّ یہ کہ وہ قرآنِ مجید کو بھول جانے سے ڈرتے ہوں۔

4) ((إنَّهُ نَهَى الْجُنُبَ لِأَنَّ الْجُنُبَ يُمْكِنُهُ أَنْ يَتَطَهَّرَ وَيَقْرَأَ بِخِلَافِ الْحَائِضِ: تَبْقَى حَائِضًا أَيَّامًا فَيَفُوتُهَا قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ تَفْوِيتَ عِبَادَةٍ تَحْتَاجُ إلَيْهَا))

حدیث میں جنبی کے لیے قرآنِ مجید کی تلاوت سے روکا گیا ہے حائضہ کو نہیں روکا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حیض ایک مدت تک رہتا ہے جبکہ جنابت وقتی ہوتی ہے لہذا مرد و عورت غسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں اس کے برعکس حائضہ کچھ دن کے لئے حیض میں رہتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ جتنا ان کو قرآن یاد ہو وہ اس کو بھلا دیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ حیض و نفاس والی عوتیں تمام عبادات سے محروم رہتی ہیں حالانکہ ان عورتوں کو ان عبادات کی ضرورت

ہوتی ہے۔[105]

نوٹ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حائضہ عورت کو قرآنِ مجید کی تلاوت کی اجازت دی ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی میں اس کا ذکر کیا ہے۔
واللہ اعلم

حائضہ عورت کے قرآن کی تلاوت کو ناجائز کہنے والوں کے اقوال میں پائے جانے والے مختلف پہلو:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حیض والی عورتوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حیض اور جنابت کا تعلق حدثِ اکبر سے ہے چنانچہ صحیح حدیث میں جنبی کو قرآنِ مجید کی تلاوت سے روکا گیا ہے چنانچہ حیض کی ناپاکی جنابت کی ناپاکی سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے لہذا جو حکم جنابت پر لاگو ہوتا ہے حیض پر وہ حکم کہیں زیادہ لاگو ہوگا لہذا حائضہ پر قرآنِ مجید کی تلاوت ناجائز ہے چنانچہ جو اس بات کے قائل ہیں ان کے دلائل میں اختلاف پایا جاتا ہے جس سے جواز کی صورت بھی پیدا ہوتی ہے۔

- ❖ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حائضہ عورت قرآنِ مجید کی چھوٹی آیت یا ایک چھوٹا ٹکڑا پڑھ سکتی ہے اور کوئی حائضہ عورت قرآن پڑھانے والی معلمہ ہو تو وہ ایک ایک لفظ کو الگ الگ کرکے پڑھا سکتی ہے۔

---

105 (مجموع فتاوی لابن تیمیہ:21/459-461،" باب التيمم فصل: في جواز قراءة القرآن ومس المصحف وصلاة النافلة للمتيمم"،الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة المنورة، السعودية)

❖ بعض کہتے ہیں کہ حائضہ عورت اپنی زبان کو ہلائے دل ہی دل میں قرآنِ مجید کی تلاوت کر سکتی ہے۔

❖ بعض کہتے ہیں کہ حائضہ عورت روزہ مرہ کی دعائیں مثلاً کھانا کھانے کی دعا، سونے کی دعا، بیت الخلاء جانے کی دعا، چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا یا اس کا جواب دینا، الغرض حائضہ عورت روز مرہ سے متعلق تمام اذکار اور دعائیں پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ نمبر:37- کیا جنبی اور حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں؟

❖ ((وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

اور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

❖ ((وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا))

اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جنبی کے لیے قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

❖ ((وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ))

ام عطیہ (نسیبہ بنت حارث) رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے فرمایا ہمیں حکم ہوتا تھا کہ ہم حیض والی عورتوں کو بھی (عید کے دن) باہر نکالیں، پس وہ مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور دعا کرتیں۔

❖ ((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ، أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ، فَإِذَا فِيهِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَ يَأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ سورة آل عمران آية 64))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کو طلب کیا اور اسے پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا، شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اور اے کتاب والو! ایک ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول «مسلمون» تک۔

❖ ((وَقَالَ عَطَاءٌ: عَنْ جَابِرٍ، حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي"))

عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو (حج میں) حیض آ گیا تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمام مناسک پورے کئے سوائے بیت اللہ کے طواف کے اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز بھی نہیں پڑھتی تھیں۔

❖ ((وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ))

ابراہیم (یہ ابراہیم نخعی ہیں) رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آیت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

❖ ((وَقَالَ الْحَكَمُ: إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ، وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ سورة الأنعام آية 121))

اور حکم نے کہا میں جنبی ہونے کے باوجود ذبح کرتا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6 ، آیت نمبر:121)۔[106]

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَاسْتَدَلَّ الْجُمْهُورُ عَلَى الْمَنْعِ بِحَدِيثِ عَلِيٍّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحْجُبُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ، لَيْسَ الْجَنَابَةُ رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ حِبَّانَ، وَضَعَّفَ بَعْضُهُمْ بَعْضَ رُوَاتِهِ، وَالْحَقُّ أَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ يَصْلُحُ لِلْحُجَّةِ، لَكِنْ قِيلَ: فِي الِاسْتِدْلَالِ بِهِ نَظَرٌ ؛ لِأَنَّهُ فِعْلٌ مُجَرَّدٌ فَلَا يَدُلُّ عَلَى تَحْرِيمِ مَا عَدَاهُ وَأَجَابَ الطَّبَرِيُّ عَنْهُ بِأَنَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى الْأَكْمَلِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَدِلَّةِ، وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ

---

[106] (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلاَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ- اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو معلق بیان کیا ہے)

فَضَعِيفٌ مِنْ جَمِيعِ طُرُقِهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْحَيْضِ))

یعنی کہ جمہور علمائے کرام کا یہ استدلال ہے کہ کوئی بھی عورت حالتِ حیض میں یا مرد و عورت جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت نہیں کر سکتے یہ جائز نہیں ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جس کو اصحاب السنن نے روایت کی ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے اور بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے یہ حدیث حسن ہے لیکن اس حدیث سے استدلال کرنے میں احتمال پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجرد فعل ہے لہذا اپنے ماسوا کسی اور پر حرام ہونے پر دلالت نہیں کر سکتا امام طبری کہتے ہیں کہ جب ہم تمام شواہد کو جمع کرتے ہیں تو ہمارے سامنے بات پوری طرح سے کھل کر سامنے آجاتی ہے اس مسئلے میں ایک اور سند بھی ہے جو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کی جاتی ہے کہ "حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں"، اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہے اور اس سے پہلے ہم شروعات میں حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بحث کر چکے ہیں (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حیض آیا اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں طوافِ کعبہ کے علاوہ تمام امور کو انجام دے سکتی ہوں)۔[107]

---

107 (فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 1/408-409، کتاب الحیض، "باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت" الناشر: مکتبۃ السلفیۃ، مصر)

حسبِ بالا دلائل سے کچھ نکات واضح ہوتے ہیں:

❖ حائضہ عورت قرآنِ مجید کی تلاوت کر سکتی ہے۔

❖ اس مسئلے میں منع کی جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف ہیں۔

❖ حائضہ کے لئے ذکر واذکار تسبیح و تہلیل کرنا جائز ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ اسی اعتبار سے قرآنِ مجید کی تلاوت بھی حائضہ کے لئے جائز ہے کیونکہ بعض عورتوں کو حیض کی مدت لمبی ہوتی ہے اگر حائضہ کو قرآنِ مجید کی تلاوت کی اجازت نہ دی گئی تو یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ قرآن بھول نہ جائے۔

❖ حائضہ عورت قرآنِ مجید کو غلاف وغیرہ کے ذریعے سے چھو اور اٹھا سکتی ہے۔

❖ حائضہ کے ساتھ بیٹھ کر یہاں تک کہ حائضہ کی گود میں سر رکھ کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

❖ کثیر علماء کی یہ رائے ہے کہ حائضہ عورت کا قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز نہیں۔

❖ بعض محقق علمائے کرام کہتے ہیں کہ حائضہ عورت کا قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

نوٹ: اس کتاب کے شروع میں مقالہ بعنوان "جنبی اور حائضہ کے مشترکہ مسائل" کی طرف رجوع فرمائیں، کئی صفحات پر اس مسئل کا مفصل ذکر ہے

مسئلہ نمبر:38- حیض ونفاس کے موقعے پر قرآنِ مجید کو پکڑنے اور چھونے کا طریقہ

((وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ

فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ))

ابووائل اپنی خادمہ کو حیض کی حالت میں ابورزین کے پاس بھیجتے تھے اور وہ ان کے یہاں سے قرآن مجید جزدان میں لپٹا ہوا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر لاتی تھی۔[108]

چنانچہ اس اثر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حیض ونفاس والی عورتیں قرآنِ مجید کو براہ راست نہ چھوئیں البتہ آڑ سے چھوسکتی ہیں یعنی کہ اگر قرآنِ مجید غلاف میں ہو تو اس کو چھوسکتی ہیں یا دستانے پہن کر چھوسکتے ہیں اور پکڑ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: اس کتاب کے شروع میں مقالہ بعنوان "جنبی اور حائضہ کے مشترکہ مسائل" کی طرف رجوع فرمائیں، کئی صفحات پر اس مسئل کا مفصل ذکر ہے

مسئلہ نمبر:39-حائضہ عورت کے لئے مسجد میں داخلے کا حکم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدُ، فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي لَا أُحِلُّ

---

108 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب نمبر 3، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو معلق بیان کیا ہے اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں اس اثر کو موصولاً ذکر کیا)

الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ"، قَالَ أَبُو دَاوُد: هُوَ فُلَيْتٌ الْعَامِرِيُّ))

"کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں کے دروازے مسجد سے لگتے ہوئے کھل رہے تھے ا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر کر دوسری جانب کر لو"، پھر نبی اکرم ﷺ داخل ہوئے اور لوگوں نے ابھی کوئی تبدیلی نہیں کی تھی، اس امید پر کہ شاید ان کے متعلق کوئی رخصت نازل ہو، پھر جب آپ ﷺ دوبارہ ان کے پاس آئے تو فرمایا: "ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا"۔[109] (ضعیف)

سنن ابوداود کی یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن مذکورہ حدیث کا معنی دوسری دلیل سے ثابت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ﴾

---

109 (سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ فِي الْجُنُبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ- جنبی مسجد میں داخل ہو اس کے حکم کا بیان، حدیث نمبر:232، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔تخریج الحدیث: "تفرد به أبو داود، [تحفة الأشراف: 17828][ضعيف]"[اس کی سند میں جسرہ بنت دجاجہ لین الحدیث ہیں، لیکن حدیث کا معنی دیگر احادیث سے ثابت ہے])

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 43)

"اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے"۔

لہذا علمائے کرام کہتے ہیں کہ جنبی مرد اور عورت یا حیض و نفاس والی عورتیں مسجد کے اندر بیٹھ نہیں سکتیں البتہ گزر سکتی ہیں جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت میں ارشاد ہوا ہے ﴿إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ﴾ یا مسجد کے اندر سے ہو کر راستہ گزر رہا ہو تو اس حالت میں بھی وہ مسجد کے اندر سے گزر سکتی ہیں البتہ ٹھہر نہیں سکتیں اور ہمیں دوسری دلیل یہ بھی ملتی ہے کہ حیض و نفاس والی عورتیں کسی کام کے تحت مسجد میں داخل ہو سکتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((وَتَقُومُ إِحْدَانَا بِخُمْرَتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَتَبْسُطُهَا وَهِيَ حَائِضٌ))

ہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چٹائی لے کر مسجد جاتی، اور اس کو بچھا دیتی وہ حائضہ ہوتی۔[110]

لہذا کسی کام کے تحت جانے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ کام کے فوراً بعد لوٹ جائے سنن النسائی کی حسب بالا حدیث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

---

110 (سنن النسائی، کتاب الحیض، بَابُ : بَسْطِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ- حائضہ کے مسجد میں چٹائی بچھانے کا بیان، حدیث نمبر: 385، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے)

نوٹ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں حائضہ کو داخل ہونے کی اجازت دی ہے کیونکہ منع کے لئے نص صریح موجود نہیں جبکہ جمہور نے اجازت نہیں دی لہذا اس مسئلہ میں احتیاطی پہلو ہے کہ بعض مقامات پر، بعض مساجد میں علم میں لائے بغیر اجازت والے فتوی کو عملی تطبیق دینے سے فتنہ ہو سکتا ہے لہذا پہلے علم عام کیا جائے اور فتنہ نہ ہونے کا امکان ہو تو عمل کیا جائےٍ یا مسجد سے ہٹ کر دروس کے لئے حائضہ کے لئے مسجد کی جگہ سے ہٹ کر الگ روم بنادیا جائے یہ بہتر ہے اختلاف سے باہر نکلنے کا یہ ایک راستہ ہے واللہ اعلم۔

نوٹ: اس کتاب کے شروع میں مقالہ بعنوان "جنبی اور حائضہ کے مشترکہ مسائل" کی طرف رجوع فرمائیں، کئی صفحات پر اس مسئل کا مفصل ذکر ہے

مسئلہ نمبر:40-شوہر کا اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر پر سونے کا حکم

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ، فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَلَبِسْتُهَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ))

کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا، اس لیے میں چپکے سے نکل آئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، پھر مجھے

آپ ﷺ نے بلالیا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل کر لیا۔[111]

نوٹ: حیض و نفاس والی عورتیں حقیقی طور پر نجس نہیں کہلاتی بلکہ کچھ آداب کو ملحوظ رکھ کر حائضہ کو نماز اور دیگر عبادات سے کچھ مدت کے لئے روکا گیا ہے، مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان مرد یا عورت ان دونوں کا تھوک ہو یا پسینہ یہ پاک ہوتا ہے یہ چیزیں مطلقاً ناپاکی میں شمار نہیں کئے جاتے۔

مسئلہ نمبر: 41- حائضہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا اور دیگر امور کا حکم

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((أَنَّ الْيَهُودَ، كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ، لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ سورة البقرة آية ٢٢٢ إِلَى آخِرِ الآيَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ، إِلَّا النِّكَاحَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ، فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ، أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا، إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ

---

111 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهْيَ فِي ثِيَابِهَا- حائضہ عورت کے ساتھ سونا جب کہ وہ حیض کے کپڑوں میں ہو، حدیث نمبر: 322۔ و صحیح مسلم: 296[683]۔ سنن النسائی: 371)

بْنُ بِشْرٍ، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْيَهُودَ، تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَلَا نُجَامِعُهُنَّ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا، فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا))

کہ یہودی، جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اس کے ساتھ گھر ہی میں اکٹھے رہتے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تاری:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾

لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئیے: وہ ایک گندگی ہے لہٰذا تم عورتوں سے حیض کی حالت میں الگ رہو۔[112]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماع کے سوا سب کچھ کرو، یہودیوں تک یہ بات پہنچی تو کہنے لگے: یہ آدمی ہمارے دین کی ہر بات کی مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے۔ (یہ سن کر) اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہود اس اس

[112] (سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222)

طرح کہتے ہیں تو کیا ہم ان (عورتوں) سے جماع بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا حتی کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ دونوں سے ناراض ہو گئے ہیں، وہ دونوں نکل گئے، آگے سے رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ کا ہدیہ آرہا تھا، آپ ﷺ نے کسی کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو (بلوا کر) دودھ پلایا، وہ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ ان سے ناراض نہیں ہوئے۔113

مسئلہ نمبر:42-حائضہ کے لئے طواف میں احکامات

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَحِلَّ، وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفْرِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُلُّ أَصْحَابِكَ

---

113 (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ-حائضہ عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دھونے اور اس میں کنگھی کرنے کے جواز اور حائضہ کے جھوٹے کے پاک ہونے اور اس کی گود میں ٹیک لگانے اور اس کی گود میں قرآن پڑھنے کا جواز، حدیث نمبر:302[694]۔ وسنن الترمذی:2977۔وسنن ابوداود:258۔وسنن النسائی:369۔وسنن ابن ماجہ:644)

يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي، قَالَ: مَا كُنْتِ تَطُوفِينَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا؟ ، قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَقْرَى حَلْقَى، إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَلَا بَأْسَ، انْفِرِي، فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ بِمَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ، وَقَالَ: مُسَدَّدٌ قُلْتُ: لَا" تَابَعَهُ جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، فِي قَوْلِهِ لَا))

کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے، ہماری نیت حج کے سوا اور کچھ نہ تھی، پھر جب نبی کریم ﷺ (مکہ) پہنچے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کی، لیکن آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا کیونکہ آپ کے ساتھ قربانی تھی، آپ ﷺ کے ساتھ ﷺ کی بیویوں نے اور دیگر اصحاب نے بھی طواف کیا اور جن کے ساتھ قربانی نہیں تھیں انہوں نے (اس طواف و سعی کے بعد) احرام کھول دیا لیکن المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئی تھیں، سب نے اپنے حج کے تمام مناسک ادا کر لیے تھے، پھر جب لیلۃ حصبہ یعنی روانگی کی رات آئی تو المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے تمام ساتھی حج اور عمرہ دونوں کر کے جا رہے ہیں صرف میں عمرہ سے محروم ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کے اچھا جب ہم آئے

تھے تو تم (حیض کی وجہ سے) بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی تھیں؟ میں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم چلی جا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ (اور عمرہ کر) ہم تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے، چنانچہ میں اپنے بھائی (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تنعیم گئی اور وہاں سے احرام باندھا، اسی طرح ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا بھی حائضہ ہو گئی تھیں نبی کریم ﷺ نے انہیں (ازراہ محبت) فرمایا «عقرى حلقى»، تو، تو ہمیں روک لے گی، کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہیں کیا تھا؟ وہ بولیں کہ کیا تھا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کوئی حرج نہیں، چلی چلو، میں جب آپ تک پہنچی تو آپ ﷺ مکہ کے بالائی علاقہ پر چڑھ رہے تھے اور میں اتر رہی تھی یا یہ کہا کہ میں چڑھ رہی تھی اور نبی کریم ﷺ اتر رہے تھے۔ مسدد کی روایت میں (رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر) ہاں کے بجائے نہیں ہے، اس کی متابعت جریر نے منصور کے واسطہ سے "نہیں" کے ذکر میں کی ہے۔[114]

مسئلہ نمبر: 43- حائضہ عورتوں کا دعاء میں شامل ہونا

حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں:

((كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ، فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ

---

114 (صحیح البخاری، کتاب الحج، بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ- اگر طواف افاضہ کے بعد عورت حائضہ ہو جائے؟، حدیث نمبر: 1762۔ وصحیح مسلم: 1277[3081]۔ وسنن الترمذی: 2965۔ وسنن النسائی: 2931)

فَنزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ، فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا، وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ غَزْوَةً، وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ، قَالَتْ: كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى، وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى، فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟ قَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا، أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بِأَبِي نَعَمْ، وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبِي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "يَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ، وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى"، قَالَتْ حَفْصَةُ: فَقُلْتُ: الْحُيَّضُ، فَقَالَتْ: أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا))

کہ ہم اپنی کنواری جوان بچیوں کو عید گاہ جانے سے روکتی تھیں، پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتریں اور انہوں نے اپنی بہن (ام عطیہ) کے حوالہ سے بیان کیا، جن کے شوہر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بارہ لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے اور خود ان کی اپنی بہن اپنے شوہر کے ساتھ چھ جنگوں میں گئی تھیں، انہوں نے بیان کیا کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے اور مریضوں کی خبر گیری بھی کرتے تھے، میری بہن نے ایک

مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اس کے لیے اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ (نماز عید کے لیے) باہر نہ نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ساتھی عورت کو چاہیے کہ اپنی چادر کا کچھ حصہ اسے بھی اڑھا دے، پھر وہ خیر کے مواقع پر اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں، پھر جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئیں تو میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا، انہوں نے فرمایا، میرا باپ آپ پر فدا ہو، ہاں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا، اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتیں تو یہ ضرور فرماتیں کہ میرا باپ آپ ﷺ پر فدا ہو، (انہوں نے کہا) میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ جوان لڑکیاں، پردہ والیاں اور حائضہ عورتیں بھی باہر نکلیں اور مواقع خیر میں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حائضہ عورت جائے نماز سے دور رہے، حفصہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں، میں نے پوچھا کیا حائضہ بھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ عرفات میں اور فلاں فلاں جگہ نہیں جاتی، یعنی جب وہ ان جملہ مقدس مقامات میں جاتی ہیں تو پھر عید گاہ کیوں نہ جائیں۔[115]

115 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ شُهُودِ الْحَائِضِ الْعِيدَيْنِ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى- عیدین میں اور مسلمانوں کے ساتھ دعا میں حائضہ عورتیں بھی شریک ہوں اور یہ عورتیں نماز کی جگہ سے ایک طرف ہو کر رہیں، حدیث نمبر :324۔ وصحیح مسلم:890[2054]۔ وسنن الترمذی:539۔ سنن ابوداود:1136۔ وسنن النسائی:390۔ وسنن ابن ماجہ:1308)

مسئلہ نمبر:44

طوافِ افاضۃ کے بعد اگر کوئی عورت حائضہ ہو جائے تو اس کو طوافِ الوداع معاف ہے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتی ہیں:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ،" إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ؟ فَقَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَاخْرُجِي))

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو (حج میں) حیض آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاید کہ وہ ہمیں روکیں گی، کیا انہوں نے تمہارے ساتھ طواف (افاضۃ) نہیں کیا؟ عورتوں نے جواب دیا کہ کر لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ پھر نکلو (صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا حج مکمل ہو گیا)۔[116]

نوٹ: طوافِ افاضۃ: طوافِ افاضۃ دس تاریخ کو منیٰ سے لوٹ کر کیا جاتا ہے اور یہ طواف حجاج کرام پر فرض ہے اور یہ حج کا رکن ہے۔

طوافِ الوداع: حجاج کرام جب مکہ سے رخصت ہوتے ہیں تو اس وقت یہ طواف کیا جاتا ہے اور یہ طواف رکن حج نہیں ہے البتہ واجب ہے، حائضہ عورتوں کے لئے یہ طواف معاف ہے حدیث کی وجہ سے۔

---

116 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بـ ـابُ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ- جو عورت (حج میں) طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہو (اس کے متعلق کیا حکم ہے؟)، حدیث نمبر:328)

مسئلہ نمبر:45-حائضہ کو احرام کا غسل کرتے وقت چوٹی کھول کر نہانے کا حکم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب وہ حج کے لئے گئیں تو وہ حائضہ ہو گئیں تو احرام باندھنے کے لئے غسل کے وقت چوٹی کھولنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ"، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ))

”اپنا سر کھول لو، کنگھی کر لو، حج کا احرام باندھ لو، اور عمرہ چھوڑ دو“، چنانچہ میں نے (ایسا ہی) کیا، تو جب ہم نے حج پورا کر لیا۔[117]

نوٹ: ایک قول کے مطابق حائضہ کے غسل کے لئے، غسل جنابت کی طرح بالوں کی مینڈھیاں کھولنا مستحب ہے اور واجب نہیں حیض کے بعد والے غسل میں، جبکہ دوسرے علماء فرق کرتے ہیں اور حیض کے اختتام پر کئے جانے والے غسل میں بالوں کی مینڈھیاں کھولنا واجب ہے یہی راجح ہے شیخ البانی اور سعد خثلان کے نزدیک، یہ بھی امر ملحوظ رہے کہ جنابت والا غسل سے سابقہ بار بار پڑتا ہے جبکہ حیض کا غسل صرف

---

[117] (سنن النسائی، ابواب: جن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا، بَابُ : ذِكْرِ الأَمْرِ بِذَلِكَ لِلْحَائِضِ عِنْدَ الاِغْتِسَالِ لِلإِحْرَامِ، حدیث نمبر:243، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔تخريج الحديث: «حديث مالك عن بن شهاب أخرجه، صحيح البخارى/18 (319)، الحج 31 (1556)، 77 (1638)، المغازي 77 (4395)، صحيح مسلم/الحج 17 (1211)، سنن ابى داود/فيه 23 (1781)، (تحفة الأشراف:16591)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجه/المناسك38(3000)، موطا امام مالك/الحج74(223)، مسند احمد6/86، 164، 168، 169، 177، 191، 246، وحديث مالك عن هشام بن عروة، تفرد به النسائي، (تحفة الأشراف:17175)، ويأتي عند المؤلف برقم:2765"صحيح")

حیض کے اختتام پر ہوتا ہے۔[118]

---

118 غسل جنابت کے وقت عورت کا چوٹیاں کھولنا واجب نہیں ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیّۃ، مالکیّۃ، شافعیّۃ اور حنابلۃ کا اتفاق ہے۔ سنت نبوی ﷺ کے دلائل:

1-عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ، قَالَتْ: قُلْتُ: " يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ" ،

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں، کیا جنابت کے غسل کے لئے اس کو کھولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، تجھ کو سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا کافی ہے پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی

صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: غسل کرنے والی عورتوں کی چوٹیوں کا حکم۔ حدیث نمبر: 330

۲-عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ: " بَلَغَ عَائِشَةَ ، " أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍ وَهَذَا، يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ، لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَلَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت، تو وہ عورتوں کو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: غسل کرنے والی عورتوں کی چوٹیوں کا حکم۔ حدیث نمبر: 331

دوسرا مسئلہ: غسلِ حیض کے وقت چوٹیاں کھولنے کا حکم

غسلِ حیض کے وقت عورت کا اپنی چوٹیاں کھولنا واجب نہیں ہے اور یہ جمہور: حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے۔

سنت رسول ﷺ کی دلائل:

۱-عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، قَالَ: " بَلَغَ عَائِشَةَ ، " أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍ وَهَذَا، يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ، أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ، لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَلَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ ."

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تعجب ہے ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت، تو وہ عورتوں کو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: غسل کرنے والی عورتوں کی چوٹیوں کا حکم۔ حدیث نمبر: 331

۲-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ، " أَنَّ أَسْمَاءَ بنت شكل ، سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ؟ فَقَالَ: تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا، فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتَّى تَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَطَهَّرُ بِهَا، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، تَطَهَّرِينَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَأَنَّهَا تُخْفِي ذَلِكَ، تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ، وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: تَأْخُذُ مَاءً، فَتَطَهَّرُ، فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ، نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ" ،

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھوئے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔" اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: کیسے پاکی کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ پاکی کرے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے۔ پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں۔ وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں۔

صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام ومسائل / باب: اس بارے میں کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت کو اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا چاہیے۔ حدیث نمبر: 314، صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: حائضہ کا غسل کرنے کے بعد مشک لگا

مسئلہ نمبر:46-پاکی کے بعد زردی مائل اور مٹیالے رنگ کے خون کا حکم

سیدہ ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا))

"کہ ہم (پاکی کے بعد) زرد اور مٹیالے رنگ (کے خون آنے) کو کوئی اہمیت نہیں دیتی تھیں"۔[119]

نوٹ: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب حائضہ عورت پاک ہو جاتی ہے اور غسل بھی کر لیتی ہے اور اس کے بعد زرد رنگ یا مٹیالے رنگ کا پانی آئے تو وہ حیض میں شمار نہیں ہو گا البتہ اگر دورانِ حیض اس طرح کے رنگ کا پانی آئے تو وہ حیض ہی شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر:47- حیض و نفاس میں انتقال کرنے والی عورتوں کی نمازِ جنازہ کا طریقہ

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلَى أُمِّ كَعْبٍ، مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا))

روئی کا ٹکڑا خون کی جگہ میں استعمال کرنا مستحب ہے۔ حدیث نمبر:332، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

حدیث سے وجہ دلالت:

اگر چوٹی کھولنا واجب ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کا ذکر فرماتے؛ کیونکہ یہ مقام، وضاحت و تفصیل ذکر کرنے کا ہے۔

119 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ- اس بیان میں کہ زرد اور مٹیالا رنگ حیض کے دنوں کے علاوہ ہو (تو کیا حکم ہے؟)، حدیث نمبر:326۔ و سنن ابو دواد:307)

میں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے نماز پڑھی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدہ ام کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی نماز جنازہ پڑھائی جو حالت نفاس میں وفات پا گئیں تھیں، تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدہ ام کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے اس کے (سامنے) درمیان (کمر کے پاس) میں کھڑے ہوئے۔[120]

نوٹ: یہ حدیث متفق علیہ ہے البتہ صحیح البخاری کے الفاظ میں یہ آیا ہے کہ سیدہ ام کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا دورانِ حمل انتقال کر گئی، اور صحیح مسلم کی حدیث میں بھی نفاس کا ذکر ہے۔

صحیح البخاری کے الفاظ:

((أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ وَسَطَهَا))

صحیح مسلم کے الفاظ:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلَى أُمِّ كَعْبٍ، مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ))

علامہ شمس الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح بخاری میں یہ اعتراض پیش کیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کے معاملے میں وہم ہوا ہے:

((قيل وهم البخاري في هذه الترجمة حيث ظن أن المراد من ماتت في بطن ماتت في الولادة فوضع الباب على باب

---

120 (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، بابُ أَيْنَ يَقُومُ الإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ- نماز جنازہ کے لئے امام کس جگہ کھڑا ہو، حدیث نمبر: 964[2235]۔ و صحیح البخاری: 332۔ وسنن النسائی: 393۔ وسنن ابو داود: 3195۔ وسنن الترمذی: 1035۔ وسنن ابن ماجہ: 1493)

الصلاة على النفساء ومعنى ماتت في بطن ماتت مبطونة روى ذلك مبيناً من غير هذا الوجه))[121]

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قُلْتُ: بَلِ الْمُوَهِّمُ لَهُ هُوَ الْوَاهِمُ، فَإِنَّ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ كِتَابِ الْجَنَائِزِ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا

یعنی کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہم نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الجنائز میں "مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا " کے الفاظ ہیں۔[122]

بعض لوگ نفاس کو مطلق طور پر نجس قرار دیتے ہیں کہ تو اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نفاس مطلقًا نجس ہے تو نفاس والی پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جاتی، یہاں پر یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ ایک مسلمان جو زندہ ہو یا مردہ وہ پاک ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((أَنَّها كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ، إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي بَعْضُ ثَوْبِهِ))

---

121 (الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری للکرمانی:3/207،کتاب الحیض، رقم:368،الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

122 (فتح الباری لابن حجر عسقلانی:1/429،کتاب الحیض،" باب الصلاة على النفساء وسنتها"،الناشر: مکتبۃ السلفیۃ، مصر)

میں حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوتی تھی، آپ ﷺ نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ ﷺ کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے لگ جاتا تھا۔[123]

استحاضہ (مسائل)

استحاضہ کے احکام ومسائل

مسئلہ نمبر:48- حیض واستحاضہ میں فرق:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي))

"کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو ابی حبیش کی بیٹی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ! میں تو پاک ہی نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز بالکل چھوڑ دوں؟

---

123 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب[30]، حدیث نمبر:333۔ وصحیح مسلم:513[1504]۔ وسنن ابوداود:369۔ وسنن النسائی:739۔ وسنن ابن ماجہ:653)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں اس لیے جب حیض کے دن (جن میں کبھی پہلے تمہیں عادتاً آیا کرتا تھا) آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب اندازہ کے مطابق وہ دن گزر جائیں، تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔"[124]

مسئلہ نمبر:49-استحاضہ کا معنی

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الاسْتِحَاضَة: أَنْ يَسْتَمِرّ بِالْمَرْأَةِ خُرُوجُ الدّمِ بَعْدَ أَيّامِ حَيْضها الْمُعْتَادَةِ. يُقَالُ اسْتُحِيضَتْ فَهِيَ مُسْتَحَاضَة))

استحاضہ: یعنی کہ جب عورت کو حیض کے معمول کے دنوں کے بعد بھی خون آتا رہے تو اس کو استحاضہ کہتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ جو اس شکایت میں مبتلا ہو تو اس کو مستحاضہ کہتے ہیں۔[125]

مسئلہ نمبر:50-استحاضہ کے خون کی صفت

ابن جزی الکلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أن يتَغَيّر الدّم عَن صفة الإستحاضة إِلَى الْحيض فَإِن دم الْحيض أسود غليظ وَدم الإستحاضة أَحْمَر رَقِيق والصفرة))

---

124 (صحیح البخاری، کتاب الحیض، بَابُ الِاسْتِحَاضَةِ - استحاضہ کے بیان میں، حدیث نمبر:306۔و صحیح مسلم:334[760]۔وسنن الترمذی:125۔وسنن ابوداود:282۔وسنن النسائی:351۔وسنن ابن ماجہ:626)

125 (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر لابن اثیر 1: 1/469،الناشر:المکتبۃ العلمیۃ، بیروت۔ ولسان العرب لابن منظور:7/142-143،الناشر:دار صادر،بیروت)

یعنی کہ استحاضہ کے خون کی صفت حیض کے خون سے بالکل مختلف ہے حیض کاخون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے اور استحاضہ کا خون پتلا سرخ اور قدرے پیلا مائل ہوتا ہے۔[126]

مسئلہ نمبر:51

استحاضہ میں خون سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرے اور اچھی طرح کپڑے یا کوئی شئ سے خون کو پھیلنے سے محفوظ کرے،اس حالت میں صلوۃ،صوم اور طواف جائز ہے اور ساری چیزیں جائز ہیں جو حیض کی وجہ سے شرعی اعتبار سے منسوخ تھیں البتہ نماز کے لیے کچھ احکامات و آداب ہیں۔

مسئلہ نمبر:52

ہر نماز کے لیے وضوء کرنالازم ہے۔[وضوء سے پہلے کچھ صفائی کرے شرمگاہ کی]۔

مسئلہ نمبر:53

[نمازوں کو] جمع کرسکتی ہیں ظہر کو آخری وقت اور عصر کو اول وقت میں پڑھ کر جمع کرلیں۔

مسئلہ نمبر:54

ہر نماز کے لیے وضوء کرے[خ:328۔ مسلم:334]

126(القوانین الفقہیۃ لابن جزی الکلبی، صفحہ:32،"ترقيم الكتاب موافق للمطبوع -صفحة المؤلف: ابن جزي الكلبي")

چند ملاحظات

مسئلہ نمبر:55

استحاضہ کی حالت میں وضوء اور نماز پر اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ معذور ہے یہ خیال رکھیں خون کو بکھرنے سے محفوظ رکھیں احتیاط کریں۔

مسئلہ نمبر:56

جماع کے جواز پر اہل علم نے اور جمہور نے اجازت دی ہے۔[127]

مسئلہ نمبر:57

اگر عصری آلات کے ذریعے رحم کو نکال دیا گیا اور حیض کا امکان نہ ہو تو وہ خون بیماری والا یا فساد والا شمار ہو گا لیکن اگر حیض کا امکان ہو تو وہ استحاضہ کا خون شمار ہو گا۔(شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر نماز کے لیے وضوء کرے)

مسئلہ نمبر:58

استحاضہ اور حیض میں فرق ہے:

استحاضہ اور حیض میں فرق			
	علامات	حیض	استحاضہ
1	رنگ	حیض:سرخ سیاہی مائل	استحاضۃ:لال

---

127 (د:309–نیل الاوطار:1/356)

2	پتلا یا گاڑھا پن	حیض: گاڑھا	استحاضہ: پتلا
3	بو	حیض: سڑی بدبو	استحاضہ: بودار نہیں
4	جمود یا سیال	حیض: جامد نہیں ہوتا بہنے کے بعد	استحاضہ: جامد ہوتا ہے بہنے کے بعد

النفاس (مسائل)[128]

مسئلہ نمبر: 59

زیادہ سے زیادہ 40 دن۔[129]

مسئلہ نمبر: 60

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ - اجماع کیا ہے اہل علم نے کہا کہ نفاس میں عورت 40 دن سے پہلے محسوس کرے کہ خون رک گیا ہے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے۔

(سنن الترمذی، حدیث نمبر 32 کے بعد)

مسئلہ نمبر: 61

جدید طب کی ریسرچ سے پتہ چلتا ہے کہ 40 دن سے بڑھ کر نفاس کا خون نہیں ہوتا۔(ابو عمر الدبیان)

---

[128] واعلم أن النفاس كالحيض في جميع ما يحل ويحرم ويكره ويندب وقد نقل الإجماع في ذلك الشوكاني (٢٤٨) عن (البحر). وقد أجمعوا أن الحائض لا تصلي فكذلك النفساء.(الثمر المستطاب ١/ ٤٥ — ٥٠)

[129] [د:٣١١، حسن صحیح، حسنه البانی فی الارواء]

مسئلہ نمبر:62

نفاس کا خون بالکل نہ آئے ایسا ندرہی ہو گا نماز شروع کر دیں۔

مسئلہ نمبر:63

40 دن کے اندر نفاس کا خون رکا پھر شروع ہو تو اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

1) امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:- نفاس ہی شمار کریں، نماز اور روزہ ترک کریں۔

2) شک ہو تو نماز اور روزہ رکھ لیں پھر احتیاط روزہ۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:- قرائن پر فیصلہ ہو گا اگر عورت پائے کہ وہ دم نفاس کی طرح ہے تو نفاس کے احکامات پر عمل کرے۔[130]

مسئلہ نمبر:64 حمل کے سقوط کے بعد نکلنے والا خون:

1) اگر 40 دن سے پہلے ہو تو دم فساد ہے، دمِ نفاس نہیں۔

2) اگر وہ 80 دن کے بعد کا خون ہو تو نفاس کا خون ہے۔

3) اگر ہو 40 اور 80 دن کے درمیان کا خون ہو تو اور بچہ کے آثار نمایاں ہو تو نفاس ہے ورنہ دم فساد۔

4) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سقط [حمل ساقط کے بعد جو خون نکلتا ہے اس خون کو نفاس کے خون میں شمار کیا جائے جنین کسی بھی مرحلہ میں ہو۔

---

130 (الشرح الممتع:1/450)

مسئلہ نمبر:165 استحاضہ [جو عورت مرض میں مبتلا ہو]

استحاضہ اس بیماری کو کہتے ہیں جو حیض کے علاوہ کسی اور "Medical Reason" کی وجہ سے ہو: "اِسْتَحَاضَ – يَسْتَحِيْضُ" یہ باب استفعال کا مصدر ہے۔

((إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَإِنَّهُ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ))

" فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہیں استحاضہ کا خون آتا رہتا تھا، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے، جب یہ خون آئے تو نماز سے رک جاؤ، اور جب اس کے علاوہ خون ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو، کیونکہ یہ رگ (کا خون) ہے"۔[131]

مستحاضہ خواتین روزہ بھی رکھیں گی اور نماز بھی ادا کریں گی:

((تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّ))

عبید بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے سلسلہ میں فرمایا: وہ ان دنوں میں جن میں اسے حیض آتا ہو نماز چھوڑ دے، پھر وہ غسل کرے، اور استحاضہ کا خون آنے پر ہر نماز کے لیے وضو کرے،

---

131 (سنن ابو داود، کتاب الطہار، باب مستحاضہ کے حیض کا بیان، حدیث نمبر:286، شیخ البانی نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے)

روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔[132]

مسئلہ نمبر:66-دورانِ حمل خون کا آنا:

اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ وہ حیض کا خون ہے یا حاملہ عورت کی کسی علت کی وجہ سے فاسد خون ہے۔

فریق اول:

جو یہ کہتے ہیں کہ یہ خون کسی علت کی وجہ سے ہے حیض نہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((وَرَفَعَهُ، أَنَّهُ قَالَ فِي سَبَايَا أَوْطَاسَ:" لَا تُوطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ، وَلَا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً))

"کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کی قیدی عورتوں کے متعلق فرمایا: کسی بھی حاملہ سے وضع حمل سے قبل جماع نہ کیا جائے اسی طرح کسی بھی غیر حاملہ سے جماع نہ کیا جائے، یہاں تک کہ اسے ایک حیض آ جائے۔"[133]

فریقِ اول نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ حیض اور حمل ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتے لہذا دورانِ حمل خون کا آنا کسی بیماری اور علت کی وجہ سے ہے حیض اس کی

---

132 (جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے، حدیث نمبر:126، اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" کہا ہے۔ و سنن ابو داود:297۔ و سنن ابن ماجہ:625)

133 (سنن ابو داود، کتاب النکاح، بَابُ فِي وَطْءِ السَّبَايَا-قیدی لونڈیوں سے جماع کرنے کا بیان، حدیث نمبر :2157، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

وجہ نہیں۔

فریق اول کی دوسری دلیل:

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنی بیوی کو جبکہ وہ حائضہ تھی، طلاق دے دی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيَتْرُكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ، قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ))

"اسے (عبد اللہ کو) حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے، پھر اسے رہنے دے حتی کہ وہ پاک ہو جائے (طہر شروع ہو جائے)، پھر اسے حیض آجائے، پھر وہ پاک ہو جائے۔ پھر اگر وہ چاہے تو اس کے بعد اسے اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو اس سے مجامعت کرنے سے پہلے طلاق دے دے۔ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے مطابق عورتوں کو طلاق دی جائے۔ [134]

مسند احمد کی حدیث میں:

((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا))

---

134 (صحیح مسلم، کتاب الطلاق، بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا- حائضہ کو اس کی رضامندی کے بغیر طلاق دینے کی حرمت اور اگر اس حکم کی ممانعت کی تو طلاق واقع ہونے اور رجوع کا حکم دینے کا بیان، حدیث نمبر: 1471[3652])

" أَوْ حَامِلًا " کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس مسئلے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پیش کیا اور مسئلہ پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے کہو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے اور پھر طہر کے بعد طلاق دیدے اگر وہ حاملہ ہو تو اس صورت میں بھی وہ طلاق دے سکتا ہے۔[135]

فریقِ دوم:

جو یہ کہتے ہیں کہ دورانِ حمل خون کا آنا حیض میں شمار ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آتا تھا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي))

"حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے پہچان لیا جاتا ہے، تو جب یہ ہو تو نماز سے رک جاؤ، اور جب دوسرا ہو تو وضو کرکے نماز پڑھو"۔[136]

---

135 (مسند احمد 8/408، حدیث نمبر: 4789، الناشر: مؤسسة الرسالة، اس حدیث کی سند صحیح ہے، الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ اور الشیخ شعیب ارنوط نے اس حدیث کی سند صحیح کہا ہے)

136 (سنن النسائی، کتاب الحیض والاستحاضة، بَابُ : الْفَرْقِ بَيْنَ دَمِ الْحَيْضِ وَالِاسْتِحَاضَةِ- حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کا بیان، حدیث نمبر: 363، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے)

بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ جب عورت خون دیکھ لے تو نماز چھوڑدے علماء نے اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خون دیکھنے والی حاملہ عورت کے بابت فرمایا کہ وہ نماز چھوڑدے گی، لہذا علمائے کرام کہتے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول پر کسی نے نکیر نہیں کی چنانچہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جب حاملہ کو خون آئے تو وہ حیض کا خون ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس خون میں یہ احتمال ہے کہ آیا یہ خون فطری ہے یا کسی علت کی وجہ سے ہے یعنی کہ اس خون میں شک وشبہ پایا جاتا ہے لہذا فریق دوم کے علمائے کرام اس طرف گئے ہیں کہ حاملہ کو جب خون آئے تو وہ حیض کا خون ہی شمار ہو گا۔

نوٹ: شیخ رضاء اللہ عبد الکریم حفظہ اللہ نے ایک عمدہ نصیحت کی ہے کہ:

فقہی جزئیات، مثلاً مکروہ اور مستحب کی بحث میں ایسا نہ ہو کہ سنت کے طریقے اور اصل عمل کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ اگر وضو یا غسل کا صحیح اور ثابت شدہ مسنون طریقہ دستیاب ہو جائے، تو اسی طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ وہ طریقہ ہے جسے محدثین نے ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ صرف واجب پر اکتفا کرنے اور مستحب و سنت کو چھوڑ دینے کی عادت کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں، بلکہ کامل اتباعِ سنت اختیار کریں۔ فقہی اختلافات اور مستحب کے درجے کا لحاظ رکھتے ہوئے سنت کو پسِ پشت ڈالنا دین کے مزاج کے خلاف ہے، اور اس سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

کتاب الطہارت (جلد ششم) جلد منظرِ عام پر آئے گی

(سوال و جواب کی روشنی میں فقہی بصیرت کا نیا باب): کتاب الطہارت کی چھٹی جلد، جو کہ سوال و جواب کے منفرد انداز میں مرتب کی جائے گی، بہت جلد اہلِ علم و طلبہ کے لیے منظرِ عام پر آ رہی ہے۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

چھٹویں جلد نہ صرف طہارت کے فقہی مسائل کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرتی ہے، بلکہ ہر سوال کے ساتھ مدلل اور محقق جواب بھی فراہم کرتی ہے، جو کہ طلبہ وطالبات نیز ایک عام قاری کے لیے بھی علمی پیاس بجھانے کے لیے کافی ہے۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین۔ اے اللہ! اس عاجزانہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما۔ اسے ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنا دے، اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے علم، ہدایت اور فہمِ دین کا ذریعہ بنا دے۔ اس کتاب کے ذریعے جو بھی شخص علم حاصل کرے، عمل کرے یا آگے منتقل کرے، ان سب کے لیے اسے ذریعۂ نجات بنا دے۔ اس میں اگر کوئی کمی، کوتاہی یا خطا ہو گئی ہو تو اپنی رحمت سے درگزر فرما، اسے ہمارے لیے ہدایت، برکت اور مغفرت کا وسیلہ بنا دے، اور ہمیں دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرما، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ: 30/ دسمبر/ 2025ء
مطابق: 9/ رجب/ 1447ھ

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمدللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کرکے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadani.com

Dr. Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)